آیاتہا ۱۶۵ سُورَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ ۶ رکوعاتہا ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

امام ابن الضریس، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ سورت الانعام مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابوعبید اور ابن الضریس رحمہم اللہ نے فضائل میں، ابن المنذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ سورت الانعام مکمل طور پر رات کے وقت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے گرد ستر ہزار فرشتے بلند آواز سے تسبیح بیان کرتے رہے (2)۔

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورت الانعام مکمل طور پر مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی اور اس کی خبر پھیلانے کے لیے اس کے ساتھ ملائکہ کی ایک جماعت بھی اتری۔ فرشتے زمین و آسمان کے مابین بلند آواز سے تسبیح و تحمید بیان کرنے لگے حتی کہ قریب تھا کہ ان کی تسبیح کی آواز سے ساری زمین گونج اٹھتی۔ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی تو آپ ﷺ پر رعب طاری ہو گیا اور آپ ﷺ سجدہ میں گر گئے۔ سو آپ پر مکہ مکرمہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورت الانعام دوران سفر ملائکہ کی آواز کی گونج میں حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی۔ ملائکہ زمین و آسمان کے مابین خلاء کو بھرے ہوئے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ سورت الانعام نازل ہوئی، ستر ہزار فرشتے اس کے ہمراہ تھے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے یہ قول روایت کیا ہے کہ مکمل سورت الانعام یکبارگی حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی۔ میں نے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔ قریب تھا کہ اس کے بوجھ سے ناقہ کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں (3)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر مکمل سورۃ الانعام یکبارگی نازل ہوئی۔ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے جن کی تسبیح و تحمید سے فضا میں گونج تھی (4)۔

امام طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور سلفی رحمہم اللہ نے الطیوریات میں حضرت انس رضی اللہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 12، صفحہ 215 (1293) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 178 (449)

4۔ تفسیر ابن کثیر، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 1283، دار ابن حزم بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر سورۃ الانعام نازل ہوئی اور اس کے ساتھ فرشتوں کی اتنی کثیر تعداد تھی جس نے مشرق و مغرب کو بھر دیا۔ ان کی تسبیح و تقدیس کی آواز سے زمین گونج رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ یہ پڑھتے رہے "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" (1)۔

امام حاکم، بیہقی نے شعب الایمان میں اور اسماعیلی رحمہم اللہ نے اپنی معجم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب سورت الانعام نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی پھر فرمایا اس سورت کے ساتھ اتنے ملائکہ نازل ہوئے جنہوں نے افق کو بھر دیا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے (2)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور خطیب رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن کریم پانچ پانچ آیتیں کر کے نازل کیا گیا ہے۔ جس نے اس کی پانچ پانچ آیتیں حفظ کیں اسے یہ کبھی نہیں بھولتا۔ مگر سورت الانعام یکبارگی ہزار فرشتوں کی معیت میں نازل ہوئی۔ ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اسے پھیلاتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا دیا۔ جس بیمار کے پاس بھی یہ سورت پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرماتا ہے۔ بیہقی نے کہا یہ روایت ضعیف ہے (3)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر مکمل سورۃ الانعام یکبارگی نازل کی گئی۔ ستر ہزار فرشتے اس کے ہمراہ تھے۔ (فضا میں) ان کی تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل کی آواز سے گونج تھی۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ سورۃ الانعام بیک وقت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تین آیات کے سوا یہ ساری سورت مکی ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ سے لے کر تین آیات کی تکمیل تک آیات مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں (یہ آیات 151 تا 153 ہیں)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الانعام پڑھنے والے کو ندا دی جائے گی کہ اس سورت کے ساتھ محبت کرنے اور اس کی تلاوت کرنے کے سبب جنت کی طرف آجا (4)۔

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مکمل سورۃ الانعام بیک وقت نازل ہوئی اور اس کی عزت و تکریم کے لیے اس کے ساتھ پانچ سو فرشتے بھی نازل ہوئے (5)۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو جحیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سورۃ الانعام بیک وقت نازل ہوئی اس کے ساتھ ستر ہزار ملائکہ نازل ہوئے یہ تمام سورت مکی ہے سوائے آیت 111 کے کہ وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اور وہ یہ ہے وَلَوْ اَنَّنَا

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 470، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 344 (3266)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 471 (2435)
4۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد 5، صفحہ 495 (8868)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 40، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

نَزَّلْنَاۤ اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ (الآیہ)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سورت الانعام نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے تسبیح بیان کی پھر فرمایا اس سورت کے ہمراہ اتنے ملائکہ نازل ہوئے جنہوں نے افق کو بھر دیا۔

امام فریابی، اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے مسند میں، اور عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ مکمل سورۃ الانعام بیک وقت نازل ہوئی۔ اس کے ساتھ ملائکہ کی ایک جماعت تھی جو آسمان دنیا سے لے کر زمین تک منظم تھے دو آیتوں کے سوا یہ مکمل سورت مکی ہے اور وہ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ سے دو آیتیں مکمل ہونے تک ہیں (یہ آیات 151 اور 152 ہیں)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۃ الانعام بیک وقت نازل کی گئی ہے، اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ دو آیتوں کے سوا مکمل سورۃ الانعام مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ دو آیتیں مدینہ طیبہ میں ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اور یہ وہ آدمی ہے جس نے یہ کہا تھا: مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ (الانعام: 91) الآیہ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ سورۃ الانعام مکمل طور پر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی مگر دو آیتیں ایک یہودی کے بارے مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس آدمی نے یہ کہا تھا: مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ (الانعام: 91) اور وہ فنحاص یہودی تھا یا مالک بن صیف۔

امام ابوعبید نے فضائل میں، دارمی نے مسند میں، محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ سورۃ الانعام لوازم قرآن میں سے ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا ہے کہ الانعام لوازم قرآن میں سے ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حبیب ابی محمد العابد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جو کوئی سورۃ الانعام کی پہلی تین آیات تَكْسِبُوْنَ تک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے بھیج دے گا جو یوم قیامت تک اس کے لیے دعا کرتے رہیں گے اور ان کے اعمال کی مثل اس کے لیے اجر ہوگا اور جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا ماء سلسبیل سے سیراب کرے گا اور ماء کوثر سے اسے غسل دے گا اور فرمائے گا: اَنَا رَبُّكَ حَقًّا وَّاَنْتَ عَبْدِیْ حَقًّا۔ میں تیرا سچا رب ہوں اور تو میرا سچا بندہ ہے۔

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت حبیب بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابو محمد الفارسی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جس کسی نے سورۃ الانعام کی پہلی تین آیات پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے بھیجے گا جو قیامت تک اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے اور اس کے لیے ان کے اجر کی مثل اجر ہوگا۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ اسے

جنت میں داخل فرمائے گا، اپنے عرش کے سائے میں سایہ عطا فرمائے گا، اسے جنت کے پھل کھلائے گا، وہ آب کوثر سے سیراب ہوگا اور نہر سلسبیل میں غسل کرے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے''۔

امام سلفی رحمہ اللہ نے کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جس نے صبح کی نماز کے بعد سورۃ الانعام کی پہلی تین آیات وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ تک پڑھیں۔ اس کے لیے چالیس ہزار فرشتے نازل ہوں گے جن کے اعمال کی مثل اس کے لیے اجر لکھا جائے گا۔ اس کی طرف سات آسمانوں کے اوپر ایک فرشتہ بھیجا جائے گا جس کے پاس لوہے کا گرز ہوگا۔ اگر شیطان اس کے دل میں کوئی برائی القاء کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے گرز کے ساتھ مارے گا یہاں تک کہ بندہ اور شیطان کے درمیان ستر حجابات قائم ہو جائیں گے پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔ تو میرے سائے میں چل، کوثر سے سیراب ہو، سلسبیل سے غسل کر اور بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہو جا ''اَنَا رَبُّكَ وَاَنْتَ عَبْدِيْ: اِمْشِ فِيْ ظِلِّيْ وَ اشْرَبْ فِي الْكَوْثَرِ، وَاغْتَسِلْ مِنَ السَّلْسَبِيْلِ، وَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ''۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر وہیں مسجد میں بیٹھ کر سورۃ الانعام کی پہلی تین آیات پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر فرشتے مقرر فرما دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس کے لیے قیامت تک استغفار کرتے رہیں گے (1)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ ایک رات حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس سے گزرے۔ آپ مسجد میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ حذیفہ نے کہا میں بھی نماز پڑھنے کے لیے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے سورت البقرہ شروع کی۔ جب ختم کی تو یہ الفاظ طاق مرتبہ کہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ پھر آل عمران شروع کی۔ جب اسے ختم کیا تو رکوع نہ فرمایا اور تین مرتبہ یہ الفاظ کہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ۔ پھر سورت المائدہ شروع کی، اسے ختم کیا اور رکوع فرمایا۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور آپ اپنے ہونٹوں کو حرکت دے رہے تھے۔ جس سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ مذکورہ الفاظ کے سوا کچھ اور بھی کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے جب سورۃ الانعام شروع کی تو میں آپ کو چھوڑ کر چلا گیا (2)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ①

1۔ روح المعانی، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 76، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 147 (2842) بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور بنایا اندھیروں کو اور نور کو پھر بھی جنہوں نے کفر کیا وہ اپنے رب کے ساتھ (اوروں کو) برابر ٹھہرا رہے ہیں''۔

امام ابن الضریس نے فضائل القرآن میں، ابن جریر، ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے تورات کو اس آیت سے شروع کیا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ اور اس آیت کے ساتھ ختم کیا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا﴿۱۱۱﴾ (بنی اسرائیل) (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ تورات میں یہ آیت چھ سو نمبر پر ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد و ستائش اور اپنی مخلوق کی عظمت و رفعت کا ذکر کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے پاس خارجیوں میں سے ایک آدمی آیا اور اس نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ الآیہ۔ ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اور اندھیروں اور نور کو بنایا ہے پھر بھی جنہوں نے کفر کیا وہ اپنے رب کے ساتھ (اوروں کو) برابر ٹھہرا رہے ہیں'' کیا اسی طرح نہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں! تو وہ واپس جانے لگا۔ پھر آپ نے اسے واپس لوٹنے کو کہا۔ جب وہ واپس لوٹا تو آپ نے اسے فرمایا یاد رکھو یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے پاس خوارج میں سے ایک آدمی آیا اور اس نے یہ آیت پڑھی: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ الآیہ پھر اس نے دریافت کیا کیا وہ لوگ کافر نہیں ہیں جو اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو برابر ٹھہراتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں!۔ تو وہ آدمی واپس چلا گیا۔ بعد ازاں آپ کے گروہ میں سے ایک آدمی نے کہا اے ابن ابزی! یہ آدمی تو خوارج میں سے تھا۔ اس نے اس سوال کے سبب آپ کے نظریہ کے خلاف آیت کی تفسیر کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تو تب آپ نے کہا اسے میرے پاس واپس بلا لاؤ۔ جب وہ آدمی آیا تو ابن ابزی نے پوچھا کیا تو جانتا ہے یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو پھر آپ نے اسے بتایا یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اسے اپنے محل کے بغیر مت چسپاں کرو (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ زنادقہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے یہ کہا کہ اندھیروں،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 169، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 170

WWW.NAFSEISLAM.COM

کیڑے مکوڑوں، بچھوؤں اور قبیح چیزوں میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس نے نور کو اور ہر اچھی شے کو پیدا کیا ہے۔ تو اس وقت ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابوالشیخ نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ سورۃ انعام لے کر اترے، تسبیح وتکبیر اور تہلیل وتحمید کے ساتھ ان کی آوازیں بلند تھیں۔ بعد ازاں مجاہد نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ میں تین ادیان کا رد ہے۔ ان میں سے ایک دہریہ کا رد ہے کیونکہ ان کا نظریہ ہے کہ تمام اشیاء دائمی ہیں۔ پھر فرمایا وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ میں ان مجوسیوں کا رد ہے جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ ظلمت اور نور دو تدبیر کرنے والے (مدبر) ہیں۔ پھر فرمایا: ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ میں مشرکین عرب کا رد ہے اور ان لوگوں کا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو الٰہ مانا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں تمام مقامات پر جَعَلَ بمعنی خلق ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ سے مراد کفر اور ایمان ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ کے بارے میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین سے پہلے آسمانوں کو، نور سے پہلے ظلمت کو اور جہنم سے پہلے جنت کو پیدا فرمایا۔ اور ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ (اوروں کو) برابر ٹھہرانے والوں نے جھوٹ بولا اور وہی مشرک لوگ ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ: وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ظلمات سے مراد رات کی تاریکی ہے اور نور سے مراد دن کی روشنی ہے اور ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ سے مراد مشرکین ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ: ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ کے بارے مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو شرک کرتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ قول باری تعالیٰ: ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ کے بارے کہتے کہ اس سے مراد وہ معبودان باطلہ ہیں جن کی انہوں نے عبادت کی اور انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہرایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں، نہ کوئی اس کا مدمقابل ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو بیوی اور بیٹا بنایا ہے (4)۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 168، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 170 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝٢ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ
جَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝٣ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا
كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝٤ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ
يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰۗؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٥

"اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر مقرر کی ایک معیاد اور ایک معیاد مقرر ہے اللہ کے نزدیک پھر بھی تم شک کر رہے ہو۔ اور وہی اللہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ وہ جانتا ہے تمہارے بھید بھی اور تمہاری کھلی باتیں بھی اور جانتا ہے جو تم کما رہے ہو۔ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی اپنے رب کی نشانیوں سے مگر وہ ہو جاتے ہیں اس سے منہ پھیرنے والے۔ بے شک انہوں نے جھٹلایا حق کو جب وہ آیا ان کے پاس۔ سو اب آیا چاہتی ہیں ان کے پاس خبریں اس چیز کی جس کے ساتھ وہ مذاق کیا کرتے تھے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یعنی آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا سے مراد موت کا وقت ہے اور اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ سے مراد قیامت اور اللہ تعالیٰ کے پاس وقوف کا وقت مقرر ہے (1)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ارشاد باری تعالیٰ: ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا کے بارے فرمایا اس سے مراد دنیا کی مدت ہے۔ اور ایک روایت میں موت کا مقررہ وقت بھی مذکور ہے اور قول باری تعالیٰ: وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ کے بارے فرمایا اس سے مراد آخرت کی مدت مقررہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَضٰٓى اَجَلًا سے مراد نیند ہے اللہ تعالیٰ نیند کے وقت روح قبض فرمالیتا ہے اور پھر بیدار ہونے کے بعد اسے واپس اپنے مالک کے پاس لوٹا دیتا ہے اور اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ سے مراد انسان کی موت کا وقت ہے (3)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قول باری تعالیٰ: هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ کے متعلق فرمایا کہ یہ مخلوق کی ابتدا کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر آپ کی نسل کو ایک جوہر یعنی حقیر پانی سے پیدا کیا۔ جیسا کہ سورۂ سجدہ میں ہے ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ مَّهِيْنٍ ۝٨ اور ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ کے بارے کہتے ہیں کہ اس سے مراد تیرے مرنے کے دن تک تیری مدت حیات ہے۔ اور تیری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 173، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 172 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 173

موت سے لے کر دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک کی مدت ہے۔ اور ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ کے بارے کہا کہ پھر بھی تم اس میں شک کر رہے ہو۔ یعنی تَمْتَرُوْنَ بمعنی تَشُكُّوْنَ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے قول باری تعالیٰ: ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا کے بارے کہا کہ اس سے مراد اجل الدنیا یعنی موت کا مقررہ وقت ہے۔ اور وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ سے اجل الآخرۃ یعنی دوبارہ اٹھائے جانے کا مقررہ وقت ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں نے قَضٰۤى اَجَلًا کے بارے کہا کہ اس سے مراد تیری پیدائش سے لے کر موت تک دنیا کی معینہ مدت ہے اور وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ سے مراد قیامت کا دن ہے (2)۔

امام ابوالشیخ نے یونس بن یزید الایلی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قَضٰۤى اَجَلًا کے متعلق کہا کہ اس سے مراد وہ کچھ ہے جو اللہ تعالیٰ نے چھ دن میں پیدا فرمایا اور وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى سے مراد وہ سب کچھ ہے جو ان کے بعد یوم قیامت تک تخلیق فرمائے گا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ: ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ کا معنی تشکون (تم شک کرتے ہو) نقل کیا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ کے بارے کہتے کہ تم دوبارہ اٹھانے جانے میں شک کرے رہے ہو یعنی (تَمْتَرُوْنَ فِي الْبَعْثِ)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ کے بارے قتادہ کہتے ہیں "کہ ان کے پاس کتاب اللہ میں سے کوئی شے بھی نہیں آئی مگر وہ اس سے اعراض کرتے ہیں۔ اور قول باری تعالیٰ: فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ کے بارے کہتے ہیں کہ عنقریب قیامت کے دن ان کے پاس اس چیز کی خبریں آئیں گی جس کے ساتھ انہوں نے کتاب اللہ سے استہزاء کیا۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝۶

"کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ کتنی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے قومیں جنہیں ہم نے (ایسا) تسلط دیا تھا

1۔ تفسیر طبری، زیرآیت ہذا، جلد 7، صفحہ 173، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 172 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 174

WWW.NAFSEISLAM.COM

زمین میں جو ہم نے تمہیں نہیں دیا اور ہم نے بھیجے بادل ان پر موسلا دھار برسنے والے اور ہم نے بنادیں نہریں جو بہتی تھیں ان کے (گھروں اور باغوں کے) نیچے سے پھر ہم نے ہلاک کر دیا انہیں بوجہ ان کے گناہوں کے اور پیدا کر دی ہم نے ان کے بعد ایک اور قوم"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مِنْ قَرْنٍ سے مراد امت ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ کہتے ہیں قول باری تعالیٰ: مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ سے مراد یہ ہے کہ ہم نے انہیں وہ کچھ عطا کیا تھا جو ہم نے تمہیں عطا نہیں کیا (1)۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ قول باری تعالیٰ: وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا کے بارے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مسلسل برسنے والی موسلا دھار بارش ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ہارون التیمی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا سے مراد ایسی بارش ہے جو موسلا دھار اور شدید ہو۔

وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

"اور اگر ہم اُتارتے آپ پر کتاب (لکھی ہوئی) کاغذ پر اور وہ چھو بھی لیتے اس کو اپنے ہاتھوں سے تب بھی کہتے جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے کہ نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا ہوا"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ قول باری تعالیٰ: وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ کے بارے فرماتے ہیں "اگر ہم آسمان سے صحائف اتارتے جن میں لکھا ہوتا اور وہ انہیں اپنے ہاتھوں سے مس بھی کر لیتے تو یقیناً یہ تکذیب کے اعتبار سے ان میں اور اضافہ کر دیتا" (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ: وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اس میں قرطاس سے مراد صحیفہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے قول باری تعالیٰ: فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ کے متعلق یہ نقل کیا ہے "اور وہ اپنی آنکھوں کے ساتھ (اس صحیفہ کا) معائنہ کر لیتے اور اپنے ہاتھوں کے ساتھ اسے چھو بھی لیتے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 175، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 177 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعالیٰ کے ارشاد فَلَمَسُوۡهُ بِاَیۡدِیۡهِمۡ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے۔ ''اور وہ اسے چھو لیتے اور اس کی طرف دیکھ بھی لیتے تب بھی اس کی تصدیق نہ کرتے (1)۔

وَ قَالُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡهِ مَلَكٌ ؕ وَ لَوۡ اَنۡزَلۡنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الۡاَمۡرُ ثُمَّ لَا یُنۡظَرُوۡنَ ﴿۸﴾ وَ لَوۡ جَعَلۡنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلۡنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسۡنَا عَلَیۡهِمۡ مَّا یَلۡبِسُوۡنَ ﴿۹﴾

''اور بولے کیوں نہ اتارا گیا ان پر فرشتہ اور اگر ہم اتارتے فرشتہ تو فیصلہ ہو گیا ہوتا ہر بات کا پھر نہ مہلت دی جاتی انہیں۔ اور اگر ہم بناتے نبی کسی فرشتہ کو تو بناتے اس کو انسان (کی شکل میں) تو (یوں) ہم مشتبہ کر دیتے ان پر جس شبہ میں وہ اب ہیں''۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو دعوت اسلام دی اور آپ ﷺ نے ان کے ساتھ گفتگو فرمائی کہ میں انہیں وہی پیغام پہنچا رہا ہوں جو مجھ تک پہنچا ہے۔ یہ سن کر زمعہ بن اسود بن مطلب، نضر بن حارث بن کلدہ، عبدہ بن عبد یغوث، ابو خلف بن وہب اور عاصی بن وائل بن ہشام نے کہا: اے محمد (ﷺ)! اگر آپ کے ساتھ کوئی فرشتہ اتارا جاتا جو آپ کی جانب سے لوگوں کے ساتھ گفتگو کرتا اور آپ کے ساتھ دکھائی دیتا۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ وَ قَالُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡهِ مَلَكٌ...... الآیہ''

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ قول باری تعالیٰ: وَ قَالُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡهِ مَلَكٌ کے بارے انہوں نے کہا'' کیوں نہیں ان پر انسان کی شکل میں فرشتہ اتارا گیا۔ اور قول باری تعالیٰ: وَ لَوۡ اَنۡزَلۡنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الۡاَمۡرُ کے بارے کہا کہ اگر ہم فرشتہ اتارتے تو قیامت قائم ہو جاتی (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ لَوۡ اَنۡزَلۡنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الۡاَمۡرُ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ آپ کہتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ فرشتہ نازل فرماتا پھر وہ ایمان نہ لائے تو بہت جلد ان کے لیے عذاب آ جاتا (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لَوۡ اَنۡزَلۡنَا مَلَكًا کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اگر ان کے پاس فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آتا لَّقُضِیَ الۡاَمۡرُ تو ہم یقیناً انہیں ہلاک کر دیتے۔ ثُمَّ لَا یُنۡظَرُوۡنَ پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی اور وَ لَوۡ جَعَلۡنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلۡنٰهُ رَجُلًا کے بارے فرماتے ہیں اگر ان کے پاس فرشتہ آتا تو وہ بھی انسانی شکل میں ہی آتا۔ کیونکہ وہ فرشتوں کی طرف دیکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے وَ لَلَبَسۡنَا عَلَیۡهِمۡ مَّا یَلۡبِسُوۡنَ تو ہم اس طرح ان پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 177، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 178 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

معاملہ مشتبہ کر دیتے جس طرح وہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قول باری تعالیٰ: وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا کے متعلق حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر ہم کسی فرشتہ کو نبی بناتے تو یقیناً ہم اسے انسان کی شکل میں اور انسان کی طرح پیدا کر کے نبی بناتے (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں اس کا معنی ہے اگر ہم فرشتے کو نبی بناتے تو اسے بھی آدمی کی صورت میں بناتے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قول باری تعالیٰ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا کے بارے کہا اگر ہم فرشتے کو نبی بناتے تو اس فرشتے کو ہم انسان کی شکل میں بناتے، ہم اسے فرشتے کی صورت میں نہ بھیجتے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں وَ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ کا معنی ہے ہم ان پر مشتبہ بنا دیتے (5)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ وَ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہم ان پر مشتبہ کر دیتے جس طرح وہ اب شبہ میں پڑے ہوئے ہیں (6)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ قول باری تعالیٰ: وَ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ کے متعلق حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کوئی قوم شبہات میں نہیں پڑی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر (امر) مشتبہ کر دیا۔ التباس اور اشتباہ لوگوں کی جانب سے ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو بندوں کے لیے سب کچھ واضح طور پر بیان کر دیا، اپنے رسول مبعوث فرمائے، ان پر حجت اور دلائل قائم کیے، انہیں اپنی آیات اور نشانیاں دکھائیں اور انہیں وعید بھی سنائی (7)۔

وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑩

”اور بلا شبہ مذاق اڑایا گیا رسولوں کا آپ سے پہلے پھر گھیر لیا انہیں جو مذاق اڑاتے تھے رسولوں کا اس چیز نے جس کے ساتھ مذاق اڑایا کرتے تھے“۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور ابو جہل بن ہشام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے آپ پر طعن و تشنیع کیے اور آپ سے خوب استہزا کیا۔ ان کے اس عمل کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ خاطر اور غضب ناک ہوئے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 179، بیروت | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً | 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 180 | 6۔ ایضاً | 7۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی سے قول باری تعالیٰ: فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم کے بارے فرمایا کہ منھم سے مراد رسل علیہم السلام ہیں (یعنی پھر گھیر لیا انہیں جو رسولوں کا مذاق اڑاتے تھے) اور مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ کے بارے فرماتے ہیں کہ انہیں اس چیز نے عذاب میں واقع کیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء اور تمسخر کیا (1)۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١١﴾ قُل لِّمَن مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُل لِّلَّهِ ۚ كَتَبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾

”آپ فرمائیے سیر کرو زمین میں پھر دیکھو کیسا ہوا انجام (رسولوں کو) جھٹلانے والوں کا۔ آپ (ان سے) پوچھئے کس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔ آپ (ہی انہیں) بتائیے (سب کچھ) اللہ ہی کا ہے، اس نے لازم کر لیا ہے اپنے آپ پر رحمت فرمانا۔ یقیناً جمع کرے گا تمہیں قیامت کے دن ذرا شک نہیں اس میں (مگر) جنہوں نے نقصان میں ڈال دیا ہے اپنے آپ کو تو وہ نہیں ایمان لائیں گے“۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ: قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ قسم بخدا! (رسولوں کو) جھٹلانے والوں کا انجام کتنا برا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا اور ان کی ہلاکت کے بعد پھر انہیں (جہنم کی) آگ میں ڈال دیا (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ ابو حاتم نے سلمان سے ارشاد باری تعالیٰ: كَتَبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم تورات میں دو شفقتیں پاتے ہیں (وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا پھر مخلوق کی تخلیق سے قبل سو رحمتیں پیدا فرمائیں پھر مخلوق کو پیدا فرمایا۔ ایک رحمت مخلوق کے درمیان رکھ دی اور ننانوے رحمتیں اپنے پاس روک لیں۔ اسی ایک رحمت کے سبب (اہل زمین) ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرتے ہیں، مہربانی کا سلوک کرتے ہیں، ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں اور اسی کے سبب ایک دوسرے کی زیارت اور ملاقات کرتے ہیں۔ اسی کے سبب اونٹنی (شفقت و مہربانی کی) آواز نکالتی ہے۔ گائے بچوں کو جنم دیتی ہے اور بکری ممیاتی ہے۔ اسی رحمت کے سبب پرندے ہوا میں ایک دوسرے کی اتباع کرتے ہیں اور مچھلیاں سمندر میں ایک دوسرے کی پیروی کرتی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو رب کریم اس رحمت کو اپنے پاس موجود رحمت کے ساتھ شامل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سب سے افضل اور وسیع ہے (3)۔

امام احمد، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 181، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 182

WWW.NAFSEISLAM.COM

کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اس دن سو رحمتیں پیدا فرمائیں۔ ان میں سے ایک رحمت کے سبب ساری مخلوق ایک دوسرے سے رحم اور مہربانی کا سلوک کرتی ہے اور ننانوے رحمتیں قیامت کے دن کے لیے (اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہیں)۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو اس ایک رحمت کے ملنے سے وہ مکمل (سو) ہو جائیں گی(1)۔

امام عبد الرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور بیہقی رحمہ اللہ علیہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے (مخلوق کی) تخلیق کا فیصلہ فرمایا تو ایک کتاب (اپنی شان قدرت کے مطابق) جمع فرمائی اور اسے عرش کے اوپر اپنے پاس ہی رکھا (اس میں ہے) ''اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ'' بے شک میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی(2)۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنے دست قدرت سے ایک کتاب اپنے بارے میں لکھی۔ (اس میں یہ فرمایا) بلاشبہ میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے(3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے بارے فیصلہ فرمانے سے فارغ ہوگا تو عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا (اور فرمائے گا) بلاشبہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور میں تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔ پس (اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت کے ساتھ) ایک قبضہ یا دو قبضے (مخلوق کے) بھرے گا تو خلق کثیر جہنم کی آگ سے باہر نکل آئے گی۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کی آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوا ہے ''عتقاء اللہ'' (یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آزاد کیے ہوئے ہیں)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت کے ساتھ اپنے لیے ایک کتاب لکھی اور اسے عرش کے نیچے رکھ دیا۔ اس میں ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس میں سے کوئی شے دوسری پر مہربان نہیں تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا فرمائیں اور ان میں سے ایک رحمت مخلوق کے درمیان رکھ دی۔ تو اس کے سبب وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے لگے(4)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ان کی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق

1۔ صحیح مسلم، کتاب التوبۃ: جلد 17، صفحہ 57 (20)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، جلد 2، صفحہ 299، دار الفکر بیروت

3۔ جامع ترمذی، مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الدعاء، جلد 13، صفحہ 55 (3543)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 182

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے درمیان فیصلہ فرمانے سے فارغ ہو گا تو عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا، اس میں یہ ہے کہ بلاشبہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی اور میں ارحم الراحمین ہوں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کے برابر لوگوں کو جہنم سے نکالے گا یا یہ الفاظ فرمائے مثلا اہل الجنۃ۔ یعنی اہل جنت کی مثل لوگوں کو جہنم سے نکالے گا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ایک رحمت اہل دنیا کی طرف اتاری ہے جس کے سبب جن وانس، آسمان کے پرندے، پانی کی مچھلیاں، زمین کے چوپائے اور کیڑے مکوڑے اور جو کچھ فضا کے درمیان ہے سب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم اور شفقت کا سلوک کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس محفوظ رکھی ہیں۔ حتی کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو وہ رحمت جو اس نے اہل دنیا کی طرف اتاری اسے نکال کر اپنے پاس موجود رحمت میں شامل کر لے گا۔ اور پھر وہ رحمت اہل جنت کے دلوں میں اور اہل جنت کے اوپر نازل فرما دے گا(2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالمخارق زہیر بن سالم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب کو کہا: اللہ تعالیٰ نے سب سے اول کون سی چیز پیدا فرمائی؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب لکھی اور اسے قلم اور سیاہی کے ساتھ نہیں لکھا۔ بلکہ دست قدرت کی انگلی کے ساتھ لکھا اور اس کے الفاظ زبرجد، موتی اور یاقوت کے تھے (اس میں یہ ہے) میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے(3)۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب ''حسن الظن باللہ'' میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث قدسی نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا کیا میں تمہیں بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا واقعہ نہ سناؤں؟ ان میں سے ایک کے بارے بنی اسرائیل یہ خیال کرتے تھے کہ وہ دین، علم اور اخلاق کے اعتبار سے بہت افضل ہے۔ اور دوسرے کے بارے یہ گمان تھا کہ وہ اپنے اوپر زیادتی کرنے والا ہے۔ جب اس کا ذکر اس کے دوسرے ساتھی کے پاس کیا گیا تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ اسے ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا وہ نہیں جانتا کہ میں ارحم الراحمین ہوں؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور بے شک میں نے اس کے لیے عذاب واجب کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بارے قسمیں نہ کھایا کرو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے دن اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا فرمائیں، ان میں سے ایک رحمت زمین میں نازل فرمائی جس کے سبب والدہ اپنے بچے پر اور دیگر بہائم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شفقت اور مہربانی کا سلوک کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں قیامت کے دن کے لیے اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ پس جب قیامت کا دن ہو گا تو اس رحمت کے سبب سو رحمتیں مکمل ہو جائیں گی(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 183، بیروت 2۔ ایضا 3۔ ایضا

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب ذکر رحمۃ اللہ، جلد 7، صفحہ 61 (34207) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سو رحمتیں پیدا فرمائیں۔ تمام رحمتیں زمین و آسمان کے مابین تہہ در تہہ موجود ہیں۔ ان میں سے ایک رحمت زمین میں نازل فرمائی۔ اسی کے سبب ماں اپنے بچوں پر شفقت کرتی ہے اور دیگر وحوش وطیور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ پیار اور محبت کرتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اس رحمت کے سبب سو رحمتیں مکمل ہو جائیں گی (1)۔

وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣﴾ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٤﴾ قُلْ إِنِّيٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿١٨﴾

"اور اسی کا ہے جو بس رہا ہے رات میں اور دن میں اور وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ آپ فرمائیے کیا بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی کو (اپنا) معبود بناؤں (وہ اللہ جو) پیدا فرمانے والا ہے آسانوں کو زمین کو اور وہ (سب کو) کھلاتا ہے اور خود نہیں کھلایا جاتا۔ فرمائیے بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں سب سے پہلے سر جھکانے والا (نیز یہ حکم دیا گیا ہے کہ) ہرگز نہ بننا شرک کرنے والوں سے۔ آپ فرمائیے میں ڈرتا ہوں اگر میں نافرمانی کروں اپنے رب کی، بڑے دن کے عذاب سے۔ وہ شخص ٹال دیا گیا عذاب جس سے اس روز تو یقیناً رحم فرمایا اللہ نے اس پر اور یہی کھلی کامیابی ہے۔ اور اگر پہنچائے تجھے اللہ تعالیٰ کوئی دکھ تو نہیں کوئی دور کرنے والا اس دکھ کو سوائے اس کے اور اگر پہنچائے تجھے کوئی بھلائی (اس کو کوئی نہیں روک سکتا) وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور وہ بڑا دانا ہر چیز سے خبردار ہے"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ: وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے "اسی کا ہے جو رات اور دن میں مستقر اور ساکن ہے۔" اور قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ

1۔ صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، جلد 17، صفحہ 57، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَلِيًّا کے بارے انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہاں ولی سے مراد ایسا ولی ہے جسے ولی بنا کر اس کی ربوبیت کا اقرار کیا جائے (یعنی آپ فرمایئے کیا میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو اپنا رب اور معبود بنالوں؟)(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد باری تعالیٰ: فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا معنی بَدِيعِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ کیا ہے یعنی وہ اللہ جو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔

ابوعبید نے فضائل میں، ابن جریر اور ابن انباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: آپ فرماتے ہیں میں نہیں جانتا تھا کہ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا معنی کیا ہے حتیٰ کہ میرے پاس دو اعرابی آئے جو ایک کنویں کے بارے باہم جھگڑ رہے تھے تو ان میں سے ایک نے کہا اَنَا فَطَرْتُهَا۔ یعنی میں نے اس کنویں کو ابتداءً بنایا ہے(2)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا معنی خَالِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ نقل کیا ہے یعنی آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ کا معنی حضرت سدی رحمہ اللہ نے یہ بیان کیا ہے يَرْزُقُ وَلَا يُرْزَقُ۔ یعنی وہ رزق دیتا ہے اسے رزق دیا نہیں جاتا(4)۔

امام نسائی، ابن السنی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت کی۔ تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ اس دعوت میں شریک ہوئے۔ جب حضور نبی مکرم ﷺ کھانا تناول فرما چکے اور ہاتھ دھو چکے تو اس طرح دعا فرمائی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ وَمَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَاَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ اَبْلَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرِ مُوَدَّعٍ رَبِّيْ وَلَا مُكَافَاٍ وَلَا مَكْفُوْرٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا مِنَ الطَّعَامِ وَسَقَانَا مِنَ الشَّرَابِ وَكَسَانَا مِنَ الْعُرْيِ وَهَدَانَا مِنَ الضَّلَالِ وَبَصَّرَنَا مِنَ الْعَمٰى وَفَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِهٖ تَفْضِيْلًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو کھلاتا ہے اسے کھلایا نہیں جاتا اور جس نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں ہدایت عطا فرمائی، ہمیں کھلایا اور ہمیں پلایا۔ اور ہر اچھی شے کے ساتھ ہمیں آزمایا۔ سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو میرا رب ہے جسے چھوڑا نہیں جاسکتا، نہ اس سے بدلہ لیا جاسکتا ہے، نہ اس کا انکار کیا گیا ہے اور نہ اس سے مستغنی ہوا گیا ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھانا کھلایا، پانی پلایا، ننگے بدن کو لباس پہنایا، گمراہی سے ہدایت عطا فرمائی، اندھے کو بصارت عطا کی اور ہمیں بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا کی''(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 186، بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 187

5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 731 (2003)، دارالکتب العلمیہ، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے، مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ الْعَذَابُ۔ کہ وہ شخص جس سے اس دن عذاب پھیر دیا گیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بشر بن حاتم رحمہ اللہ کی سند سے انہوں نے حضرت بشر بن سری کی سند سے ہارون نحوی سے نقل کیا ہے کہ ابی کی قرأت میں ہے وَمَنْ يُّصْرِفْهُ اللّٰهُ وہ شخص جس سے اللہ تعالیٰ نے اس دن کا عذاب پھیر دیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ''وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ'' کا معنی بعافیة نقل کیا ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی بھلائی یعنی عافیت پہنچائے (تو اسے کوئی روک نہیں سکتا)۔

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۚ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۘ﴿۱۹﴾

''آپ پوچھئے کون سی چیز بڑی (معتبر) ہے گواہی کے لحاظ سے؟ آپ ہی بتایئے اللہ۔ وہی گواہ ہے میرے درمیان اور تمہارے درمیان۔ اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تاکہ میں ڈراؤں تمہیں اس کے ساتھ اور (ڈراؤں) اسے جس تک یہ پہنچے۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خدا اور بھی ہیں؟ آپ فرمایئے میں تو (ایسی جھوٹی) گواہی نہیں دیتا۔ آپ فرمایئے وہ تو صرف ایک خدا ہی ہے اور بے شک میں بیزار ہوں ان (بتوں) سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا نحام بن زید، قردم بن کعب اور بحری بن عمرو حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد (ﷺ)! کیا آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے علاوہ اور الٰہ بھی جانتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی جانب سے میں مبعوث کیا گیا ہوں اور اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ تو ان کے اس قول کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً (2)

امام ابن آدم بن ابی ایاس، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں قول باری تعالیٰ: قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً کے بارے میں حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ قریش سے یہ پوچھیں کہ کون سی چیز گواہی کے لحاظ سے بڑی (معتبر) ہے؟ پھر آپ ﷺ کو یہ ارشاد ہوا کہ آپ خود ہی انہیں بتایئے اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ (اللہ، وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے)(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 188، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 192 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 189

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ میں کم ضمیر سے مراد اہل مکہ ہیں اور و من بلغ سے مراد ہر وہ شخص ہے جس تک یہ قرآن پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کے لیے نذیر (ڈرانے والے) ہیں (1)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب آیت کریمہ وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور دیگر تمام جابر حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ کی دعوت دینے کے لیے گرامی نامے تحریر فرمائے۔ یہاں نجاشی سے مراد وہ نہیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ ادا فرمائی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں قیدی لائے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا تمہیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی ہے؟ انہوں نے عرض کی نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چھوڑ دیا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ پھر فرمایا: ان کا راستہ چھوڑ دو یہاں تک یہ اپنے افعال وعقائد پر عمل کرتے رہیں۔ کیونکہ ابھی تک انہیں دعوت حق پہنچی ہی نہیں۔

امام ابن مردویہ، ابونعیم اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس قرآن کریم پہنچا گویا میں نے بالمشافہ اس کے پاس پیغام حق پہنچایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن ضریس، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ: وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ کے بارے میں فرمایا جس کے پاس قرآن کریم پہنچا تو گویا اس نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کرلیا۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں جس کے پاس قرآن کریم پہنچا یہاں تک کہ وہ اس کے معانی اور مفہوم کو سمجھنے لگا تو وہ (اس خوش بخت) انسان کی طرح ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار بھی کیا اور اسے شرف ہم کلامی بھی حاصل ہوا (3)۔

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ عرب سے متعلق ہے اور وَ مَنْۢ بَلَغَ عجم سے متعلق ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حسن بن صالح رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے لیث سے پوچھا کیا کوئی ایسا باقی رہا ہے جس تک دعوت حق نہ پہنچی ہو؟ تو انہوں نے کہا حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہا کرتے تھے جہاں کہیں قرآن کریم پہنچتا ہے تو وہی داعی اور نذیر ہوتا ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 191، بیروت
2۔ تاریخ بغداد للخطیب، جلد 2، صفحہ 51، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 190
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 191
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 190

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ارشاد باری تعالیٰ: وَ اُوۡحِیَ اِلَیَّ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَکُمۡ بِہٖ وَ مَنۡۢ بَلَغَ کے بارے فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغام پہنچاؤ۔ پس جس کے پاس کتاب اللہ میں سے ایک آیت بھی پہنچ گئی تو اس کے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچ گیا(1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی سند سے حسن سے روایت کی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تبلیغ کرو اگرچہ وہ کتاب اللہ کی ایک آیت ہی ہو پس جس کے پاس کتاب اللہ کی ایک آیت بھی پہنچی تو اس کے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچ گیا۔ چاہے وہ اس پر عمل کرے یا اسے چھوڑ دے(2)۔

حضرت امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے حدیث طیبہ روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ''میری جانب سے (پیغام حق) پہنچاؤ، اگرچہ وہ ایک آیت ہی ہو اور بنی اسرائیل کی روایات بیان کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ جس کسی نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ کی نسبت کی تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے''(3)۔ (الف)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے ''گویا کہ لوگوں نے یوم قیامت سے قبل قرآن کریم نہیں سنا جس وقت اللہ تعالیٰ ان پر تلاوت فرماتا رہا۔

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَہُمۡ ۘ اَلَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۰﴾

''جنہیں ہم نے دی ہے کتاب وہ پہچانتے ہیں اس نبی کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو جنہوں نے نقصان میں ڈال دیا ہے اپنے آپ کو تو وہ نہیں ایمان لائیں گے''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے آیت کریمہ اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَہُمۡ کا مفہوم اس طرح بیان کیا کہ نبی مکرم ﷺ کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے کمالات و اوصاف کا تذکرہ ان کے پاس تورات میں موجود ہے۔ لیکن چونکہ انہوں نے معرفت اور پہچان کے بعد آپ ﷺ سے کفر اختیار کیا ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈال دیا۔ اسی مفہوم کو رب کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا اَلَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 190، بیروت 2۔ ایضاً
3۔ صحیح بخاری، کتاب نزول عیسیٰ علیہ السلام، جلد 1، صفحہ 491، وزارت تعلیم اسلام آباد

(الف) اہل کتاب کی روایات کی تین قسمیں ہیں، بعض وہ ہیں جن کا صحیح ہونا ہمیں کتاب وسنت سے معلوم ہے۔ بعض وہ ہیں جس کا کذب ہمیں کتاب وسنت سے معلوم ہے (مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کا سولی پر لٹکانا) اور بعض وہ ہیں جن کا صدق یا کذب متعین نہیں ہے۔ ان میں سے پہلی قسم کی روایات کو بیان کرنا درست ہے، دوسری قسم کی روایات کا بیان ممنوع ہے، اور تیسری قسم میں احتیاط لازم ہے، واللہ اعلم۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾

’’اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے بہتان لگایا اللہ پر جھوٹا یا جھٹلایا اس کی آیتوں کو۔ بے شک فلاح نہیں پائیں گے ظلم کرنے والے۔ اور (یاد کرو) وہ دن جب ہم جمع کریں گے سب کو پھر ہم کہیں گے انہیں جو شرک کیا کرتے تھے کہ کہاں ہیں تمہارے شریک جن کے (خدا ہونے کا) تم دعویٰ کیا کرتے تھے‘‘۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی عبد الدار میں سے نضر نامی ایک آدمی نے یہ کہا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لات اور عزیٰ میری شفاعت کریں گے۔ تو (اس کے نظریہ کو رد کرتے ہوئے) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

’’پھر نہیں ہوگا کوئی عذر اس کا بجز اس کے کہ کہیں گے کہ اس اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے نہ تھے ہم شرک کرنے والے۔ دیکھو کیسا جھوٹ باندھا انہوں نے اپنے نفسوں پر اور گم ہوگئیں ان سے جو افترا بازیاں کیا کرتے تھے‘‘۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فِتْنَتُهُمْ کا معنی مَعْذِرَتُهُمْ ہے یعنی ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فِتْنَتُهُمْ کا معنی حُجَّتُهُمْ نقل کیا ہے یعنی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی۔ مگر وہ یہ کہیں گے اس اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم شرک کرنے والے نہ تھے یعنی ہم منافقین اور مشرکین میں سے نہ تھے۔ وہ یہ قول (اس وقت) گے جب کہ وہ جہنم میں ہوں گے۔ آؤ! ہم اپنے آپ کو جھٹلائیں شاید یہ تکذیب ہمیں نفع پہنچائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ دیکھو انہوں نے اپنے نفسوں پر کیسا جھوٹ باندھا اور ان سے قیامت کے دن وہ افترا بازیاں گم ہوگئیں جو دنیا میں وہ کیا کرتے تھے۔

عبد بن حمید نے عاصم سے یہ قرأت نقل کیا ہے کہ آپ نے فِتْنَتُهُمْ کو نصب کے ساتھ اور ربنا کو جر کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعیب بن حجاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے شعبی کو وَاللّٰهِ رَبِّنَا کو منصوب پڑھتے سنا تو میں نے کہا علمائے نحو تو اسے جر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا حضرت علقمہ بن قیس رحمہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 195، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ نے مجھے یہ کلمہ اسی طرح (نصب کے ساتھ) پڑھایا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے کہا کہ حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے کہا ہے وَاللّٰهِ رَبِّنَا اصل میں وَاللّٰهِ يَا رَبَّنَا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ: وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ کے بارے پوچھا پھر کہا ارشاد ربانی ہے وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (النساء) تو آپ نے فرمایا وہ اپنے جوارح اور اعضاء کے سبب اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے ارشاد باری تعالیٰ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ کے بارے فرمایا کہ یہ قول مشرکین اس وقت کہیں گے جب وہ یہ دیکھیں گے کہ گناہ معاف کئے جارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی مشرک کو معاف نہیں فرما رہا۔ اور اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ کے بارے فرمایا دیکھو انہوں نے اپنے نفسوں پر کیسا جھوٹ باندھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کردی ہے۔ (یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے اس لیے ان کا یہ قول اپنے خلاف بہت بڑا جھوٹ ہے۔) (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ وَاللّٰهِ رَبِّنَا کو جر کے ساتھ پڑھتے تھے اور کہتے کہ اس میں انہوں نے قسم کھا کر اپنا عذر پیش کیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس میں ان کے عذر کے باطل اور جھوٹا ہونے کی طرف اشارہ ہے اور وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ میں اس شرک کا ذکر ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۲۵

"اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو کان لگاتے ہیں آپ کی طرف اور ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کے دلوں پر پردے تاکہ نہ سمجھیں وہ اسے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور اگر وہ دیکھ لیں ہر ایک نشانی بھی تو نہیں ایمان لائیں گے ان کے ساتھ۔ یہاں تک کہ جب حاضر ہوں آپ کے پاس جھگڑتے ہوئے آپ سے (تو) کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ نہیں یہ (قرآن) مگر جھوٹے قصے پہلے لوگوں کے"۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس آیت میں مَّنْ يَّسْتَمِعُ سے مراد قریش ہے (یعنی قریش میں سے کچھ ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 197، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 196 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 198

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہیں) اور وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً کی تفسیر میں فرمایا کہ اَكِنَّةً سے مراد ایسا پردہ ہے جیسے تیر کے لیے ترکش ہوتا ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے کانوں کے ساتھ آپ کی آواز سنتے ہیں۔ لیکن اس سے کوئی چیز یاد نہیں رکھتے تو وہ ان چوپاؤں کی طرح ہیں جو آواز تو سنتے ہیں لیکن اسے نہیں جانتے جو کچھ انہیں کہا جاتا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا۔ اَكِنَّةً سے مراد وہ پردہ ہے جو ان کے دلوں پر ڈال دیا گیا ہے اور اَنْ يَّفْقَهُوْهُ کا معنی ہے وہ حق کو نہیں سمجھتے اور فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا کا معنی ہے۔ ان کے کانوں میں بہرہ پن ہے اور اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ کے بارے فرمایا اس سے مراد پہلے لوگوں کا مقفی کلام ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ سے مراد پہلے لوگوں کے قصے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ سے مراد پہلے لوگوں کے جھوٹے اور باطل قصے ہیں۔ واللہ اعلم۔

وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَ اِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝۲۶

"اور وہ روکتے ہیں اس سے اور دور بھاگتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے نفسوں کو اور وہ (اتنا بھی) نہیں سمجھتے"۔

امام فریابی، عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابو الشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت کریمہ وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ حضرت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت اور تکلیف پہنچانے سے مشرکین کو روکتے تھے۔ اور خود (اس دین سے) دور بھاگتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر تشریف لائے (4)۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (الف)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 199، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 200 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 202

(الف) عصر حاضر کے مایہ ناز مفسر اور سیرت نگار جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی سیرت کی عظیم کتاب ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایمان ابو طالب پر بحث کرتے ہوئے علامۃ العصر امام محمد ابوزہرہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کی نادرِ روزگار کتاب خاتم النبیین سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔ اس کے چند مقامات ہدیہ ناظرین ہیں تاکہ آئینۂ دل آپ کے بارے میں کسی کدورت سے گدلا نہ ہو جائے، چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں "تیسرا نتیجہ جو محل نظر ہے وہ یہ ہے کہ کیا آپ نے اپنی زبان سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ بے شک ایک روایت ایسی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی زبان سے یہ کلمہ پڑھا اور یہ وہی روایت ہے جس کے راوی حضرت عباس ہیں۔ بعض لوگ اپنی حد سے تجاوز کرتے ہوئے حضرت عباس کے مقام رفیع پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ حضرت عباس کو جھوٹ سے سہم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس بات کی پناہ مانگتے ہیں کہ آپ کی ذات (بقیہ اگلے صفحہ پر)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت حضرت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اذیت پہنچانے سے منع کرتے تھے۔ لیکن خود آپ ﷺ کی تصدیق نہیں کرتے تھے (1)۔

امام ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عطار بن دینار رحمہ اللہ کا قول ہے یہ آیت حضرت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ وہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے روکتے تھے اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت سے دور بھاگتے تھے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ کا معنی ہے کہ وہ لوگوں کو منع کرتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لائیں اور وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ کا معنی ہے وہ خود آپ ﷺ سے دور بھاگتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ کا معنی یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ سے ملتے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ کسی کو آپ ﷺ کے پاس آنے کی دعوت دیتے تھے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ کفار مکہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے دور بھگاتے تھے۔ اور آپ ﷺ کی تصدیق نہیں کرتے تھے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ کا مفہوم ہے قریش ذکر سے روکتے ہیں اور وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ کا معنی ہے وہ ذکر سے دور بھاگتے ہیں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 202 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 203 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 201

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 202

(بقیہ) کی طرف جھوٹ کی نسبت کریں خواہ اسلام سے پہلے ہی ہو۔ کیونکہ آپ خاندان قریش کے سرتاج اور سردار تھے اور ایک عام عربی بھی جھوٹ نہیں بولتا تھا...... میں کہتا ہوں ابوطالب کا علم ایسا ہے، جس کے ساتھ تصدیق اور یقین پایا جاتا ہے اور آپ کی ساری زندگی اور آپ کے سارے قصیدے اس بات کی تائید کرتے ہیں اس لیے میں یہ کہتا ہوں "انہ لا یمکن ان یکون مشرکا قط" (کہ حضرت ابوطالب کا مشرک ہونا ممکن نہیں ہے) اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ آپ نے قریش کے اقوال کو مسترد کیا اور دعوت توحید کی تائید کی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ نے ساری عمر توحید اور اہل توحید کا دفاع کیا اور اس راستہ میں جتنی اذیتیں مسلمانوں نے برداشت کیں اتنی اذیتیں ابوطالب نے بھی برداشت کیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صراحۃ سے یہ کہا کہ محمد ﷺ صادق اور راشد ہیں۔ اور اس باعث کے آخری پیرا میں فرماتے ہیں اب تک ہم نے جو لکھا ہے اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ آپ ہرگز مشرک نہ تھے۔ کیونکہ مشرک وہ ہوتا ہے جو بتوں کی عبادت کرے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنائے۔ اور آپ کی ساری زندگی اس بات کی شاہد عادل ہے کہ آپ بتوں کی پرستش کو باطل اور لغو سمجھتے تھے"۔ لیکن اگر کسی کے نزدیک دوسری روایتیں اس روایت سے زیادہ قابل اعتبار ہوں تب بھی اسے آپ کے حق میں کوئی ناشائستہ بات کہنے سے احتراز کرنا چاہیے آپ کی بے نظیر خدمات کا یہ معاوضہ ہماری طرف سے سے بڑھ کر ناشکری اور احسان فراموشی کی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ ترجمہ "حضرت ابوطالب کے ایمان کا مسئلہ اختلافی مسئلہ ہے اور جو لوگ آپ کے ایمان کے قائل نہیں انہیں یہ مناسب نہیں کہ اپنی زبان پر کوئی ناروا جملہ لے آئیں کیونکہ اس سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو اذیت پہنچتی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کا دل مبارک بھی رنجیدہ ہوتا ہو۔ ہر عقلمند آدمی جانتا ہے کہ ایسے نازک مقامات پر احتیاط سے کام لینا چاہیے" یقیناً آپ کے بارے میں یہی نظریہ حسین اور احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ھو العلیم بذات الصدور وما تخفی الانفس (ضیاء النبی، جلد 2، صفحہ 424 تا 427)

3B

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ قرآن کریم اور نبی مکرم ﷺ سے روکتے ہیں اور ان سے دور بھاگتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن ابی ہلال رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ آیت حضور نبی کریم ﷺ کے چچاؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ دس تھے۔ وہ اعلانیہ سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور سراً سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کے خلاف تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ کا معنی ہے وہ آپ کے قتل سے روکتے ہیں اور وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ کا معنی ہے اور وہ آپ ﷺ کی اتباع اور پیروی نہیں کرتے ہیں۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَقَالُوْۤا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٢٩﴾

''اور اگر آپ دیکھیں جب وہ کھڑے کیے جائیں گے آگ پر تو کہیں گے اے کاش! (کسی طرح) ہم لوٹا دیئے جائیں تو (پھر) نہیں جھٹلائیں گے اپنے رب کی نشانیوں کو اور ہم ہو جائیں گے ایمانداروں سے۔ بلکہ عیاں ہو گیا ان پر جسے چھپایا کرتے تھے پہلے اور اگر انہیں واپس بھیجا جائے (جیسے ان کی خواہش ہے) تو پھر بھی وہی کریں جس سے روکے گئے تھے اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۔ اور کہتے ہیں نہیں کوئی زندگی بجز ہماری اس دنیاوی زندگی کے اور ہم نہیں اٹھائے جائیں گے (قبروں سے)''۔

امام ابو عبید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود کی قرأت میں يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ فَلَا نُكَذِّبَ کے الفاظ ہیں یعنی ان میں وَلَا کی جگہ فَلَا نُكَذِّبَ ہے (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ کا معنی اس طرح کیا ہے کہ بلکہ ان پر ان کے وہ اعمال عیاں ہو گئے جنہیں وہ چھپایا کرتے تھے'' اور آپ قول باری تعالیٰ: وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ کے بارے فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ انہیں ایسی ہی دنیا میں پہنچا دے جیسی دنیا میں وہ پہلے رہتے تھے تو وہ دوبارہ وہی برے اعمال کریں گے جن سے انہیں روکا گیا تھا (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ کے بارے میں حضرت سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو افترا بازیاں وہ کرتے ہیں آخرت میں ان پر وہ اعمال ظاہر ہو جائیں گے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 202، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 205 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ خبر دی ہے بلاشبہ اگر وہ لوٹا بھی دیئے جائیں تو وہ ہدایت حاصل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ لہٰذا ارشاد فرمایا: وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ کہ اگر وہ دنیا کی طرف لوٹا دیئے جائیں تو وہ دنیا ہدایت اور ان کے درمیان حائل ہو جائے گی جیسا کہ پہلی بار جب وہ دنیا میں تھے تو ہم نے ہدایت اور ان کے درمیان اسے حائل کر دیا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ کے بارے فرمایا کہ جب انہیں لوٹایا جائے گا تو وہ پھر یہ کہیں گے اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ (کہ ہماری اس دنیاوی زندگی کے بغیر اور کوئی زندگی نہیں اور ہم نہیں اٹھائے جائیں گے)(1)

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا ۙ وَ هُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾

"اور اگر آپ دیکھیں جب وہ کھڑے کیے جائیں گے اللہ کے حضور میں۔ اللہ فرمائے گا کیا یہ (قبروں سے اٹھنا) حق نہیں؟ کہیں گے بے شک (حق ہے) ہمارے رب کی قسم۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اب چکھو عذاب بسبب اس کفر کے جو تم کیا کرتے تھے۔ بے شک خسارہ میں رہے وہ جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملاقات (کی خبر) کو یہاں تک کہ جب آ گئی ان پر قیامت اچانک بولے ہائے افسوس! اس کوتاہی پر جو ہم سے ہوئی اس زندگی میں اور وہ اٹھائے ہوئے ہیں اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر۔ ارے کتنا برا بوجھ ہے جسے وہ اٹھائے ہوئے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حسرت کا معنی ندامت اور شرمندگی ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد باری تعالیٰ: یٰحَسْرَتَنَا کے بارے ارشاد فرمایا حسرت یہ ہے کہ اہل جہنم اپنے ان گھروں کو اہل جنت کے پاس دیکھیں گے جو ان کے لیے جنت میں بنائے گئے ہیں تو یہی ان کے لیے سب سے بڑا افسوس اور حسرت کا مقام ہوگا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے بھی حسرت کا معنی ندامت نقل کیا ہے اور عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا کے معنی کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 207، بیروت　2۔ ایضاً جلد 7، صفحہ 209

WWW.NAFSEISLAM.COM

بارے فرمایا "ہم نے جنت کی عمر کو ضائع کر دیا ہے" اور وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ کی وضاحت اس طرح کی کہ جب کسی ظالم انسان کو موت کے بعد قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کے پاس ایک آدمی آتا ہے جس کا چہرہ انتہائی بدصورت، رنگ انتہائی سیاہ، ہوا انتہائی بدبودار اور اس کا لباس انتہائی غلیظ اور میل کچیل سے بھرا ہوتا ہے۔ وہ آدمی ظالم کے ساتھ قبر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جب ظالم اسے دیکھتا ہے تو اسے کہتا ہے تیرا چہرہ انتہائی قبیح ہے۔ تو وہ اسے جواب دیتا ہے اسی طرح تیرے اعمال بھی قبیح تھے۔ پھر ظالم اسے کہتا ہے تو انتہائی بدبودار ہے۔ تو وہ جواب دیتا ہے اسی طرح تیرے اعمال بھی بدبودار تھے پھر وہ اسے کہتا ہے تیرے کپڑے انتہائی غلیظ اور میل سے بھرے پڑے ہیں۔ تو وہ اسے جواب دیتا ہے تیرے اعمال بھی اسی طرح غلیظ تھے۔ پھر وہ ظالم اس سے پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے" انا عملك "میں تیرا عمل ہوں۔ راوی فرماتے ہیں۔ وہ قبر میں اس کے ساتھ ہی رہے گا۔ پھر جب قیامت کے دن اسے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ تو وہ اسے کہے گا دنیا میں لذت وشہوات کے ساتھ میں تجھے اٹھاتا رہا۔ پس آج تو مجھے اٹھائے گا۔ چنانچہ وہ اس کی پشت پر سوار ہو جائے گا اور اسے چلاتے چلاتے جہنم میں داخل کر دے گا۔ اِنِّیْ كُنْتُ اَحْمِلُكَ الدُّنْیَا بِاللَّذَّاتِ وَالشَّهْوَاتِ فَاَنْتَ الْیَوْمَ تَحْمِلُنِیْ، فَیَرْكَبُ عَلٰی ظَهْرِهٖ فَیَسُوْقُهٗ حَتّٰی یُدْخِلَهُ النَّارَ" پس یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ کا یہی مفہوم ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن قیس الملائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بندۂ مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل انتہائی خوبصورت اور حسین شکل میں اس کا استقبال کرے گا۔ اس کی خوشبو انتہائی عمدہ ہوگی۔ وہ اسے کہے گا کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ تو مومن کہے گا نہیں۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری مہک انتہائی پاکیزہ اور تیری صورت انتہائی حسین وجمیل بنائی ہے۔ تو وہ جواب دے گا تو دنیا میں اسی طرح تھا، میں تیرا نیک اور صالح عمل ہوں۔ دنیا میں ایک طویل عرصہ تک میں تجھ پر سوار رہا۔ پس آج کے دن تو مجھ پر سوار ہو جا" اَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ طَالَمَا رَكِبْتُكَ فِی الدُّنْیَا فَارْكَبْنِیْ اَنْتَ الْیَوْمَ "پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿﴾ (مریم) اور کافر کا استقبال ایک ایسی شے کرے گی جس کی صورت انتہائی قبیح ہے اور بو انتہائی غلیظ اور ناپاک ہوگی۔ وہ اسے کہے گی کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ تو وہ اسے جواب دے گا نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری صورت کو انتہائی قبیح اور تیری بو کو انتہائی غلیظ اور مکروہ بنایا ہے۔ تو وہ اسے کہے گا تو دنیا میں اسی طرح تھا۔ میں تیرا برا عمل ہوں۔ دنیا میں ایک طویل عرصہ تو مجھ پر سوار رہا۔ چنانچہ آج کے دن میں تجھ پر سوار ہوں گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَهُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ کی سند سے ابو مرزوق سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کتنے برے ہیں وہ اعمال جو وہ کرتے ہیں (3)۔

وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 209، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 210

marfat.com
Marfat.com

يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

"اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے ان کے لیے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ تو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہر کھیل لہو (تماشا) ہے۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾

"(اے حبیب!) ہم جانتے ہیں کہ رنجیدہ کرتی ہے آپ کو وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں تو وہ نہیں جھٹلاتے آپ کو بلکہ یہ ظالم (دراصل) اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں"۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور ضیاء رحمہم اللہ نے "المختارہ" میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوجہل نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کہا بلاشبہ ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ جو (قرآن) آپ لے کر آئے ہیں اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ (1) حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابویزید المدنی سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ابوجہل سے ملے تو ابوجہل بڑی نرمی اور ملاطفت کے ساتھ آپ کے احوال پوچھنے لگا۔ تو اسی دوران اس کے شیاطین صفت ساتھیوں میں سے ایک گزرا۔ اس نے کہا تو یہ کیا کر رہا ہے؟ ابوجہل نے جواب دیا قسم بخدا! میں ان سے اسی طرح کا سلوک کروں گا۔ میں بالیقین جانتا ہوں کہ یہ صادق ہیں۔ لیکن کب ہم بنی عبد مناف کے تابع ہیں؟ پھر ابویزید نے فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ الآیہ تلاوت فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابومیسرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ابوجہل کے پاس سے ہوا۔ تو اس نے کہا اے محمد (ﷺ) قسم بخدا! ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے۔ کیونکہ آپ بلاشبہ ہمارے نزدیک سچے ہیں بلکہ ہم تو اس (قرآن) کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ

امام ابن جریر نے حضرت ابوصالح سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ غمگین بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی کون سی شے آپ کو غم زدہ کر رہی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے میری تکذیب کی ہے۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی بلاشبہ یہ آپ کی تکذیب نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ بالیقین جانتے ہیں کہ آپ صادق ہیں۔ بلکہ یہ ظالم تو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 213، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 212

marfat.com
Marfat.com

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوصالح رحمہ اللہ نے کہا جب مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو کہتے یہ بالیقین نبی ہیں۔ تو اسی کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ضیاء رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ کی قرأت تخفیف کے ساتھ کی اور فرمایا (اس کا مفہوم یہ ہے کہ) وہ ایسا حق نہیں لاسکیں گے جو آپ کے حق کی نسبت زیادہ حق اور اولیٰ ہو(1)۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا اور فرمایا وہ یہ قدرت نہیں رکھتے کہ آپ ﷺ رسول نہ ہوں اور نہ ہی یہ قدرت رکھتے ہیں کہ قرآن کریم قرآن نہ ہو۔ پس جو وہ اپنی زبانوں کے ساتھ آپ کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں پس وہی آپ کی تکذیب کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ خود کذاب ہیں اور یہ ان کی تکذیب ہے(2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت محمد بن کعب سے نقل کیا ہے کہ وہ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے وہ اسے باطل نہیں کرسکیں گے جو آپ ﷺ کے پاس ہے(3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ جانتے ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور پھر انکار کرتے ہیں(4)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی نے فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ الآیہ تخفیف کے ساتھ پڑھی تو آپ نے فرمایا یہ اس قوم کا ذکر ہے جنہوں نے آپ ﷺ کو پہچان لیا تھا۔ لیکن انہوں نے معرفت کے بعد پھر انکار کردیا۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

"اور بے شک جھٹلائے گئے رسول آپ سے پہلے تو انہوں نے صبر کیا اس جھٹلائے جانے پر اور ستائے جانے پر یہاں تک کہ آپہنچی انہیں ہماری مدد اور نہیں کوئی بدلنے والا اللہ کی باتوں کو اور آ ہی چکی ہیں آپ کے پاس رسولوں کی کچھ خبریں"۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 17، دار الصمیعی الریاض
2۔ معجم کبیر للطبرانی، جلد 12، صفحہ 123 (12658)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 213
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 212

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: وَ لَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَصَبَرُوۡا عَلٰى مَا كُذِّبُوۡا کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور حوصلہ دلا رہا ہے جیسا کہ تم سن رہے ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع فرما رہا ہے کہ آپ سے قبل بھی رسل عظام علیہم السلام کو جھٹلایا گیا اور انہوں نے اس تکذیب پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا اور وہی سب سے بہتر اور اچھا فیصلہ فرمانے والا ہے(1)۔

امام ابن جریر رحمہ نے ضحاک سے اور ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج رحمہم اللہ سے اس آیت طیبہ کے بارے یہی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حوصلہ اور تسلی دلا رہا ہے(2)۔

وَ اِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكَ اِعۡرَاضُهُمۡ فَاِنِ اسۡتَطَعۡتَ اَنۡ تَبۡتَغِيَ نَفَقًا فِي الۡاَرۡضِ اَوۡ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاۡتِيَهُمۡ بِاٰيَةٍ ؕ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمۡ عَلَى الۡهُدٰى فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسۡتَجِيۡبُ الَّذِيۡنَ يَسۡمَعُوۡنَ ؔؕ وَ الۡمَوۡتٰى يَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيۡهِ يُرۡجَعُوۡنَ ﴿۳۶﴾ وَ قَالُوۡا لَوۡ لَا نُزِّلَ عَلَيۡهِ اٰيَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنۡ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ لٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۷﴾

''اور اگر گراں ہے آپ پر ان کا (حق سے) روگردانی کرنا تو اگر آپ سے ہو سکے تو تلاش کر لو کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں (تو اس پر چڑھ جاؤ) پھر لے آؤ ان کے پاس کوئی معجزہ (تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے) اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو جمع کر دیتا انہیں ہدایت پر تو آپ نہ ہو جائیں ان سے جو (حقیقت کا) علم نہیں رکھتے۔ صرف وہی قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور ان مردہ (دلوں) کو اٹھائے گا اللہ تعالیٰ پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور بولے کیوں نہیں اتاری گئی ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے۔ آپ فرمائیے بے شک اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ اتارے کوئی نشانی لیکن اکثر ان میں سے کچھ نہیں جانتے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں وَ اِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكَ اِعۡرَاضُهُمۡ الآیہ کا معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر آپ پر ان کا حق سے روگردانی کرنا گراں ہے۔ تو اگر آپ سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کر لیں اور اس میں چلے جائیں۔ پھر ان کے پاس کوئی معجزہ لے آئیں یا ان کی خاطر آپ آسمان میں کوئی سیڑھی بنالیں اور اس پر چڑھ جائیں۔ پھر ان کے پاس اس سے افضل معجزہ لے آئیں، جو ہم ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 214، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 16-214

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے لیے لائے اور رب کریم وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى میں ارشاد فرما رہا ہے کہ اگر میں چاہتا تو ان تمام کو میں ہدایت پر جمع کر دیتا(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نفقا کا معنی سرنگ اور سلما کا معنی سیڑھی ہے(2)۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا مجھے قول باری تعالیٰ: تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ کا معنی ومفہوم بتایئے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نفقا سے مراد زمین میں وہ خفیہ راستہ اور سرنگ ہے کہ تو بھاگ کر اس میں جا سکتا ہے۔ اس نے عرض کی کیا عرب اس سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں! کیا تو نے عدی بن زید کا یہ قول نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے

فَدَسَّ لَهَا عَلَى الْاَنْفَاقِ عَمْرٌو بشكته وَمَا خَشِيَتْ كَمِينًا

پس عمرو نے اپنے سفر کے دوران اسے زمین کے خفیہ راستوں (سرنگوں) میں چھپا دیا اور وہ گھات لگانے والوں سے نہ ڈری(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ کے بارے فرمایا ان سے مراد مومنین ہیں اور الموتی سے مراد کفار ہیں(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ مجاہد نے کہا کہ صرف مومنین ہی نصیحت سن کر قبول کرتے ہیں۔ اور الموتی سے مراد کفار ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ انہیں مردوں کے ساتھ اٹھائے گا(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ یہ ایسے مومن کی مثال ہے جس نے کتاب اللہ کو سنا، اس سے نفع حاصل کیا پھر اسے مضبوطی سے تھام کر اپنی فہم و فراست سے خوب سمجھا۔ پس ایسا بندۂ مومن قلب وبصر کے اعتبار سے زندہ ہے اور وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ (الانعام:39) یہ کافر کی مثال ہے جو بہرہ بھی ہے اور گونگا بھی نہ وہ ہدایت کو دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی اس سے نفع اٹھا سکتا ہے۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸

”اور نہیں کوئی (جانور) چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اڑتا ہے اپنے دو پروں سے مگر وہ امتیں ہیں تمہاری مانند۔ نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 215، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 217 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 214

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ سے مراد مختلف انواع ہیں جو اپنے ناموں سے پہچانی جاتی ہیں (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ پرندے علیحدہ امت ہیں، انسان علیحدہ امت ہے اور جنات ایک علیحدہ امت ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تمہاری مثل امتیں پیدا فرمائیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ چھوٹی چیونٹی سے لے کر اوپر جتنے جانور بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں ان کے رنگ اور اقسام مختلف ہیں (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ کے بارے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ہم نے کوئی شے نہیں چھوڑی مگر ہم نے اسے ام الکتاب میں لکھ دیا ہے (5)۔

امام عبد الرزاق اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ لکھا ہے کہ ہم نے کوئی شے اس کتاب میں نظر انداز نہیں کی جو کتاب آپ کے پاس ہے (6)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں، خطیب نے تالی التلخیص میں اور ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن زیادہ البکری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے بشر مازنی کے دو بیٹوں کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یرحمکما اللہ (اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے) ہم میں سے ایک آدمی جانور پر سوار ہوتا ہے۔ اسے چھڑی کے ساتھ مارتا ہے یا اس کی لگام کھینچتا ہے۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا نہیں۔ عبد اللہ نے کہا اتنے میں اندر سے ایک عورت نے مجھے آواز دی اور کہا اے فلاں! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ان دونوں نے کہا یہ ہماری بہن ہے اور عمر میں ہم سے بڑی ہے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے ہم نے کتاب میں نظر انداز نہیں کیا اور کوئی شے بھی نہیں مگر وہ اس کتاب میں موجود ہے (8)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا چوپاؤں کی روحیں کون قبض کرتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ملک الموت (موت کا فرشتہ حضرت عزرائیل علیہ السلام)۔ جب یہ بات حضرت حسن تک پہنچی تو انہوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 219، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 47، دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 480، دار الکتب العلمیہ بیروت 8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 219

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے کہا انہوں نے سچ فرمایا ہے، یہ کتاب اللہ میں موجود ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ الآیہ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے روایت کیا ہے کہ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا چوپاؤں کی موت ہی ان کا حشر ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حشر سے مراد موت ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابوعبید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی جانور اور پرندہ نہیں مگر اسے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ پھر ان میں سے بعض کا بعض سے قصاص لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ سینگوں والے جانور سے اس کا قصاص لیا جائے گا جس کے سینگ نہیں۔ بعد ازاں انہیں کہا جائے گا مٹی ہو جاؤ۔ پس اس وقت کافر کہے گا يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا (النبا) اے کاش! میں مٹی ہوتا) اور اگر چاہو تو یہ پڑھو وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ (الآیہ) (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو بکریاں آپس میں ایک دوسرے کو سینگ مارنے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابوذر! کیا تو جانتا ہے کہ یہ کیوں ایک دوسرے کو سینگ مار رہی ہیں؟ میں نے عرض کی نہیں، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ ان کے درمیان فیصلہ بھی فرمائے گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وصال فرما کر) ہم سے جدا ہوئے تو آسمان میں پروں سے اڑنے والا کوئی ایسا پرندہ نہیں تھا جس کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے نہ فرمایا ہو۔ (یعنی تمام کے اسماء متفرق اوقات میں آپ نے ہمیں بتا دیے) (3)

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٣٩ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٤٠ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝٤١ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝٤٢

"اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو (تو وہ) بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں (سرگرداں ہیں)۔ جسے چاہے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اور جسے چاہے لگا دے اسے سیدھے راستے پر۔ آپ فرمائیے بھلا بتاؤ تو اگر آئے تم پر اللہ کا عذاب یا آ جائے تم پر قیامت کیا اس وقت اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ بلکہ اسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 220، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

کو پکارو گے تو دور کردے گا وہ تکلیف پکارا تھا تم نے جس کے لیے اگر وہ چاہے گا اور تم بھلا دو گے انہیں جنہیں تم نے شریک بنا رکھا تھا اور بے شک بھیجے ہم نے رسول امتوں کی طرف آپ سے پہلے (جب انہوں نے سرکشی کی) تو ہم نے پکڑ لیا انہیں سختی اور تکلیف سے تاکہ وہ گڑگڑائیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ: وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ یہ کافر کی مثال ہے جو زیادہ بہرہ اور گونگا ہے نہ وہ ہدایت کو دیکھ سکتا ہے اور نہ اس سے نفع اٹھا سکتا ہے، وہ حق سے بہرہ ہے کیونکہ وہ تاریکیوں میں ایسے بھٹکا ہوا ہے کہ ان سے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو یوسف المدنی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا قرآن کریم کے اعتبار سے ابن آدم (انسان) کی ہر مشیت منسوخ ہے۔ (یعنی انسان کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے وہی ہوتا ہے جو رب کریم چاہتا ہے۔ اس کی منشا کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا) اور ناسخ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ الآیہ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد خوف سلطان اور قیمتوں کا تیز (مہنگا) ہونا ہے (یعنی ہم نے انہیں پکڑ لیا اس طرح کہ ان پر سلطان کا خوف اور ڈر مسلط کر دیا اور ان کی ضروریات زندگی ناپید کر کے ان کی قیمتیں بڑھانے پر انہیں مجبور کر دیا) واللہ اعلم۔

فَلَوْلَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

"تو کیوں ایسا نہ ہوا کہ جب آیا ان پر ہمارا عذاب تو وہ (توبہ کرتے اور) گڑگڑاتے لیکن سخت ہو گئے ان کے دل اور آراستہ کر دیا ان کے لیے شیطان نے جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَلَوْلَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں قساوت قلبی (دل کی سختی) کو مسلط کر دیا جس کے سبب وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ذلیل ورسوا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے اور تم قساوت قلبی کے سبب اللہ تعالیٰ کے عذاب کے سامنے پیش نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ یہی تم سے پہلی قوموں میں عیب اور نقص تھا۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 222، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

''پھر جب انہوں نے بھلادیں وہ نصیحتیں جو انہیں کی گئی کھول دیئے ہم نے ان پر دروازے ہر چیز کے یہاں تک کہ جب وہ خوشیاں منانے لگے اس پر جو انہیں دیا گیا تو ہم نے پکڑ لیا انہیں اچانک اب وہ ناامید ہو کر رہ گئے تو کاٹ کر رکھ دی گئی جڑ اس قوم کی جس نے ظلم کیا تھا اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہان والوں کا''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے'' پھر جب انہوں نے ان نصیحتوں کو چھوڑ دیا جو انہیں کی گئیں (1)''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ جس کی طرف اللہ اور اس کے رسل عظام علیہم السلام نے انہیں بلایا تھا انہوں نے اس کا انکار کر دیا اور اسے ان پر واپس لوٹا دیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے مراد پہلی امتوں کو عطا کی جانے والی دنیوی خوشحالی اور اس کی راحتیں اور سہولتیں ہیں (3)۔

عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ نے فرمایا اس سے مراد رزق کی وسعت اور خوشحالی ہے (4)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد رزق ہے یعنی یہاں تک کہ جب وہ خوشیاں منانے لگے اس رزق پر جو انہیں دیا گیا۔

اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ اب وہ اپنی حالت تبدیل ہونے کے سبب ہلاک ہونے لگے۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا تو جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی ان کی جنہوں نے ظلم کیا تھا (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن نضر حارثی رحمہ اللہ نے اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً کے بارے کہا ہے کہ انہیں بیس سال تک مہلت دی گئی (6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ مبلس سے مراد ایسی اذیت ناک اور پریشان کن مشقت ہے جس کے سبب ایسا شر اور اضطراب ظاہر ہو جس کا دفاع نہ ہو سکتا ہو۔ یہ معنی مبلس میں مستکبر کی نسبت زیادہ اور سخت ہے اور فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا کے بارے کہا کہ ان کی جڑ اور اصل کاٹ دی گئی (7)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مُّبْلِسُوْنَ کا معنی الا کتئاب (غمگین ہونا، ذلت و رسوائی کی حالت میں ہونا) نقل کیا ہے اور ایک روایت میں اس کا معنی آیسون (ناامید ہونے والے) کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 225، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 225,27,28 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 226 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 227-28

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ابلاس کا معنی چہروں کو تبدیل کرنا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے چہرے وغیرہ کو تبدیل کر دیا ہے اسی وجہ سے اس کا نام ابلیس ہے۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی نے الکبیر میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے شعب الایمان میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جب تو یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک بندے کو (حظ وافر) عطا فرما رہا ہے اور وہ اپنے پسندیدہ گناہوں پر قائم اور ڈٹا ہوا ہے تو یہ بالیقین استدراج ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اور اس کے بعد والی آیت تلاوت فرمائی: فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ ...... الآیہ۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی قوم کی بقا اور نمو کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے میانہ روی اور پاک دامنی عطا فرما دیتا ہے اور جب کسی قوم کو ختم کرنے کا قصد فرماتا ہے تو پھر ان کے لیے یا ان پر خیانت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (یعنی ان میں خیانت عام کر دیتا ہے) حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا الآیہ یہاں تک کہ جب وہ خوشیاں منانے لگے اس پر جو انہیں دیا گیا تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ اب وہ ناامید ہو کر رہ گئے۔ تو کاٹ کر رکھ دی گئی جڑ اس قوم کی جس نے ظلم کیا تھا اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہان والوں کا پروردگار ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے جس پر خوشحالی اور وسعت ہو اور اسے یہ گمان نہ ہو کہ اس کے ساتھ مکر کیا جا رہا ہے (یعنی اسے آزمائش میں ڈالا جا رہا ہے) تو اس کی کوئی رائے نہیں اور جس پر تنگ دستی ہو اور اسے یہ گمان نہ ہو کہ اس پر رحم اور اس کی مدد کی جا رہی ہے تو اس کی کوئی رائے نہیں پھر یہ آیت پڑھی فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ الآیہ۔

اور حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا رب کعبہ کی قسم! کسی قوم کے ساتھ مکر یہ ہے کہ ان کی حاجات وضروریات انہیں دی جائیں اور پھر انہیں پکڑ لیا جائے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت جعفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ہر حال میں مجھ سے ڈرتے رہو اور جب تمہارے اوپر میرے احسانات اور نعمتیں وافر ہو جائیں تو نسبتاً زیادہ ڈرو۔ اس وقت میں تمہیں نہیں پچھاڑوں گا اور پھر تمہاری طرف کڑی نظر نہیں رکھوں گا۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ جب تو دیکھے اللہ تعالیٰ تجھ پر مسلسل اپنی نعمتیں فرما رہا ہے اور تو گناہ کر رہا ہے تو اس سے ڈر فرمایا نعمت جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کی جاتی ہے وہ ہی آزمائش ہے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً کے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 128 (4540)، دار الکتب العلمیہ، بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 128، دار الکتب العلمیہ بیروت

بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ بغاوت کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی قوم کو نہیں پکڑا مگر تب جب کہ اس کے افراد بے غم ہو گئے، غافل ہو گئے اور آسودہ حال ہو گئے۔ پس تم ان چیزوں کے سبب دھوکہ نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچو۔ کیونکہ صرف فاسق قوم ہی دھوکہ کھاتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا بلاشبہ مچھر جب تک بھوکا رہے وہ زندہ رہتا ہے اور جب سیر ہو جائے تو مر جاتا ہے۔ اسی طرح ابن آدم بھی جب دنیا سے بھر جائے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اسے پکڑ لیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا مجھے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا کے بارے بتایئے؟ تو آپ نے فرمایا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی جڑ کاٹ دی گئی اور انہیں مکمل طور پر ختم کر دیا گیا۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کیا تو نے زہیر کا یہ قول نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے:

اَلْقَائِدُ الْخَيْلِ مَنْكُوْبًا دَوَ ابِرُهَا قَدِ اُحْكِمَتْ حُكِمَاتِ القدو الابقا

گھڑسوار دستے کا قائد ہے جن کے پچھلے پاؤں زخمی ہیں۔ تحقیق انہیں چمڑے اور ریشم کی لگام میں دی گئی ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝۴۶ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۷ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۴۸ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۴۹ قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝۵۰

''آپ فرمایئے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر لے لے اللہ تعالیٰ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر تو کوئی خدا ہے اللہ کے سوا جو لا دے تمہیں یہ چیزیں؟ ملاحظہ ہو کس کس رنگ سے ہم بیان کرتے ہیں (توحید کی) دلیلیں پھر بھی منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ آپ فرمایئے یہ تو بتاؤ اگر آ جائے تم پر اللہ کا عذاب اچانک یا کھلم کھلا تو کون ہلاک کیا جائے گا بغیر ظالم لوگوں کے۔ اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشخبری سنانے کے لیے اور

(عذاب جہنم سے) ڈرانے کے لیے۔ تو جو ایمان لائے اور اپنے آپ کو سنوار لیا تو کوئی خوف نہیں ہوگا انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو پہنچے گا انہیں عذاب بوجہ اس کے کہ وہ حکم عدولی کیا کرتے تھے۔ آپ فرمایئے کہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ خود جان لیتا ہوں غیب کو اور نہ یہ کہتا ہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں۔ نہیں پیروی کرتا میں مگر وحی کی جو بھیجی جاتی ہے میری طرف۔ آپ فرمایئے کیا (کبھی) برابر ہوسکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا؟ تو کیا تم غور و فکر نہیں کرتے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یَصْدِفُوْنَ کا معنی یعدلون ہے یعنی وہ منہ پھیرتے ہیں (1)۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا بتایئے یَصْدِفُوْنَ کا مفہوم کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا یَعْرِضُوْنَ عَنِ الْحَقِّ یعنی وہ حق سے اعراض کرتے ہیں۔ پھر نافع نے عرض کی کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا جی ہاں، کیا تو نے سفیان بن حارث کا یہ قول نہیں سنا کہ وہ کہتا ہے۔

عَجِبْتُ لِحُكْمِ اللهِ فِيْنَا وَ قَدْبَدَا　　لَهٗ صَدْفُنَا عَنْ كُلِّ حَقٍّ مُنْزَلِ

ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا میں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ جب کہ اس پر یہ امر ظاہر ہو چکا ہے کہ ہم نے ہر نازل کیے گئے حق سے اعراض کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا یَصْدِفُوْنَ کا معنی یعرضون (وہ اعراض کرتے ہیں) اور قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً کے بارے فرمایا " آپ فرمایئے یہ تو بتاؤ اگر تم پر اچانک اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے اس حال میں کہ تم اطمینان سے رہ رہے ہو" او جھرۃ" یا اس حال میں کہ وہ اسے ظاہر دیکھ رہے ہوں۔ اور قول باری تعالیٰ: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ کے بارے مجاہد نے کہا کہ اعمیٰ سے مراد گمراہ اور بصیر سے مراد ہدایت پانے والا ہے۔ یعنی کیا گمراہ اور ہدایت یافتہ برابر ہو سکتے ہیں (2)۔

ابن جریر نے ابن زید سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا قرآن کریم میں جہاں کہیں فسق کا لفظ ہے اس کا معنی کذب ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ کے بارے فرمایا۔ کہ اعمیٰ سے مراد وہ کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق، اس کے اوامر اور اپنے اوپر ہونے والی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اندھا ہے اور بصیر سے مراد وہ بندہ مومن ہے جس نے نفع بخش نظر سے دیکھا اور اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کا اعتقاد رکھا، اپنے رب کی اطاعت و فرمانبرداری کے اعمال کیے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو نعمتیں عطا فرمائیں ان سے خوب نفع اٹھایا (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 230، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 230,31,32
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 231
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 232

وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ
وَّ لَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ
الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ
عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ
بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ
بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ
رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ
بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ لِتَسْتَبِيْنَ
سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ
قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾

"اور ڈرایئے اس (قرآن) سے انہیں جو ڈرتے ہوں اس سے کہ اٹھایا جائے گا انہیں ان کے رب کی طرف اس حالت میں کہ نہیں ہوگا ان کے لیے الله کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارشی (انہیں ڈرایئے) تا کہ یہ (کامل) پرہیز گار ہو جائیں۔ اور نہ دور ہٹاؤ انہیں جو پکارتے رہتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام، طلب گار ہیں (فقط) اس کی رضا کے۔ نہیں آپ پر ان کے حساب سے کوئی چیز اور نہ ہی آپ کے حساب سے ان پر کوئی چیز ہے، تو پھر بھی اگر آپ دور ہٹائیں انہیں تو ہو جائیں گے آپ بے انصافی کرنے والوں سے۔ اور اسی طرح ہم نے آزمائش میں ڈال دیا بعض کو بعض سے تا کہ کہیں (مال دار کا فر نادار مسلمانوں کو دیکھ کر) کیا یہ ہیں احسان کیا ہے الله نے جن پر ہم میں سے۔ کیا نہیں جانتا الله تعالیٰ ان سے زیادہ اپنے شکر گزار (بندوں کو)؟ اور جب آئیں آپ کی خدمت میں وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر تو (ان سے) فرمایئے سلام ہو تم پر، لازم کر لیا ہے تمہارے رب نے (محض اپنے کرم سے) اپنے آپ پر رحمت فرمانا۔ تو جو کوئی کر بیٹھے تم میں سے برائی نادانی سے پھر توبہ کر لے اس کے بعد اور سنوار لے (اپنے آپ کو) تو بے شک الله تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اور اس طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیتوں کو تا کہ ظاہر ہو جائے راستہ گنہگاروں کا۔ آپ فرمایئے مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں پوجوں انہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو الله کے سوا۔ آپ فرمایئے میں نہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

پیروی کرتا تمہاری خواہشوں کی، ایسا کروں تو گمراہ ہو گیا میں اور نہ رہا میں ہدایت پانے والوں سے''۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش کی ایک جماعت کا گزر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس سے ہوا اس وقت آپ ﷺ کے پاس حضرات صہیب، عمار، بلال اور خباب رضی اللہ عنہم جیسے کمزور مسلمان بیٹھے ہوئے تھے۔ تو قریشیوں نے کہا اے محمد ﷺ! کیا تو اپنی قوم میں سے ان افراد پر راضی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ان پر احسان فرمایا ہے، کیا ہم ان لوگوں کی اتباع کریں؟ آپ انہیں اپنے پاس سے دور کر دیجئے۔ اگر تم نے انہیں دور ہٹا دیا تو شاید ہم آپ کی اتباع کر لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ سے لے کر وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ۝ (الانعام) تک قرآن کریم نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، قرظہ بن عبد عمر، ابن نوفل، حارث بن عامر بن نوفل، مطعم بن عدی بن خیار بن نوفل جو کہ عبد مناف میں سے اشراف کفار تھے، حضرت ابو طالب کے پاس حاضر ہوئے اور کہا اگر آپ کا بھتیجا ہم سے ان غلاموں کو دور بھگا دے، کیونکہ یہ سب ہمارے غلام ہیں، ہمارے دست نگر ہیں۔ تو اس کا مقام ہمارے سینوں میں بڑھ جائے گا، ہمارے نزدیک زیادہ قابل اطاعت ہو جائے گا اور یہ قریب ہے کہ ہم اس کی اتباع اور تصدیق کر لیں۔ حضرت ابو طالب نے اس کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایسا کر لیں یہاں تک کہ ہم وہ دیکھیں جو وہ اپنے قول سے ارادہ رکھتے ہیں اور جیسے وہ اپنے معاملات چاہتے ہیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ سے لے کر اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ تک آیات نازل فرمائیں۔ انہوں نے کہا وہ لوگ حضرت بلال، عمار بن یاسر، سالم مولی ابی حذیفہ، صبح مولی اسید، ابن مسعود کے حلفاء، مقداد بن عمرو، واقد بن عبد اللہ حنظلی، عمرو بن عبد عمر، ذوالشمالین، مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہم اور انہیں جیسے اور افراد تھے۔ کفار قریش کے ائمہ، موالی اور حلفاء کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا الآیہ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور اپنے قول پر معذرت چاہی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا الآیہ (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ابویعلی، ابونعیم نے حلیہ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کیا ہے کہ اقرع بن حابس تیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آئے اور انہوں نے حضرت بلال، صہیب، عمار، خباب رضی اللہ عنہم اور دیگر کمزور مومنین میں سے کچھ افراد کے پاس حضور نبی کریم ﷺ کو بیٹھے ہوئے دیکھا اور جونہی انہوں نے ایسے لوگوں کو آپ ﷺ کے پاس دیکھا تو انہیں حقیر خیال کیا اور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر تخلیہ کی گزارش کی۔ بعد ازاں آپ سے یہ کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے پاس ہمارے بیٹھنے کی علیحدہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 233، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 235

جگہ بنائیں۔ تاکہ اہل عرب ہماری فضیلت سے آگاہ ہو جائیں۔ کیونکہ عرب کے مختلف وفود آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں تو ہم اس سے حیا محسوس کرتے ہیں کہ عرب ہمیں ان غلاموں کے پاس بیٹھا ہوا دیکھیں۔ لہٰذا جب ہم آپ کے پاس حاضر ہوں تو آپ انہیں اٹھا دیجئے اور پھر جب ہم فارغ ہو جائیں۔ تو اگر آپ چاہیں تو ان کے پاس تشریف رکھیں۔ یہ گفتگو سننے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! (یہ درست ہے)۔ انہوں نے عرض کی آپ ہمیں اس پر کچھ تحریر لکھ دیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے کاغذ طلب کیا اور تحریر لکھنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ہم ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اسی وقت حضرت جبرئیل امین علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ ...... الی قولہ...... فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کاغذ کو پھینک دیا۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں بلایا۔ ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ پڑھ رہے تھے۔ پھر ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ بعد ازاں جب آپ نے اٹھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ اٹھے اور ہمیں چھوڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ...... (الکہف: 28) الآیہ۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف رکھا کرتے تھے۔ تو جب آپ ﷺ کے اٹھنے کا وقت آتا، تو ہم آپ کو چھوڑ دیتے۔ یہاں تک کہ آپ کھڑے ہو جاتے (1)۔

امام زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں حضرت عمر بن عبد اللہ بن مہاجر مولی غفرہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسطوان التوبۃ کے بارے کہا کہ حضور نبی مکرم ﷺ اکثر نوافل اس کے پاس ادا فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس کے پاس تشریف لے جاتے۔ پھر ضعفاء، مساکین، اہل مصیبت، حضور نبی مکرم ﷺ کے مہمان اور مولفۃ قلوب تمام لوگ اس کے پاس آتے۔ علاوہ ازیں وہ لوگ بھی آتے جو رات مسجد میں گزارتے تھے۔ یہ تمام لوگ اس کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور رسول اللہ ﷺ بھی اپنی جائے نماز سے صبح کے وقت ان کی طرف متوجہ ہوتے اور انہیں وہ آیات پڑھ کر سناتے جو رات کے وقت اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر نازل فرماتا۔ پھر آپ ﷺ ان سے گفتگو فرماتے اور وہ آپ کے ساتھ محو گفتگو رہتے۔ یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہوتا تو خوشحال، ذی شرف اور اہل ثروت آتے۔ تو جب وہ آپ ﷺ کو اپنے لیے فارغ اور تنہا نہ پاتے۔ تو ان کے نفس آپ ﷺ کے مشتاق ہوئے اور آپ ﷺ کا دل ان کی طرف مائل ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ”واصبر نفسك الایہ“ والی دو آیتیں نازل فرمائیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں تو وہ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ انہیں ہم سے دور بھگا دیں تو ہم آپ کے ہم نشین اور بھائی بن کر رہیں گے اور کبھی آپ کو جدا اور علیحدہ نہیں کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل فرمائیں: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ الآیہ۔

امام فریابی، احمد، عبد بن حمید، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، ابن مردویہ،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 234، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

حاکم، ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ آیت چھ افراد کے بارے نازل ہوئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت بلال رضی اللہ عنہم، بنی ہذیل کے ایک آدمی اور علاوہ ازیں دو آدمی اور ہیں۔ قریش نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! انہیں اپنے سے علیحدہ کر دیجئے کیونکہ ہمیں ان کے تابع ہو کر رہنے سے حیا آتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دل میں اتنا سا خیال واقع ہوا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ الی قولہ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس ارشاد کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دو نمازی حضرت بلال اور حضرت ابن ام عبد رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ دونوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس بیٹھا کرتے تھے تو قریش انہیں حقیر جان کر یہ کہتے۔ اگر یہ دونوں اور ان جیسے دیگر افراد نہ ہوتے تو ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھتے۔ تو نبی مکرم ﷺ کو منع فرما دیا گیا کہ آپ ان لوگوں کو اپنے سے علیحدہ کریں حتی کہ فرمایا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں اکثر بیٹھے رہتے تھے۔ ان میں سے حضرت بلال، حضرت صہیب اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم تھے۔ پس آپ ﷺ کی قوم کے اشراف اور سردار حاضر ہوتے، اور ان لوگوں کو آپ کی بارگاہ میں حاضر دیکھتے تو وہ ایک طرف بیٹھ جاتے۔ اور کہتے، صہیب رومی ہے، سلمان فارسی ہے اور بلال حبشی ہے۔ یہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں اور ہم آتے ہیں تو ہم ایک طرف بیٹھتے ہیں۔ بالآخر انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کر دیا کہ ہم تو آپ کی قوم کے سردار اور معززین ہیں جب ہم حاضر ہوتے ہیں کیا آپ ہمیں اپنے قریب جگہ نہیں دیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی کیا جائے گا اگر وہ یہ پسند کرتے ہیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اشراف قریش حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس آتے تو عموماً حضرت بلال، حضرت سلمان، حضرت صہیب اور انہی کی مثل دیگر افراد مثلاً ابن ام عبد، عمار اور خباب رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس موجود ہوتے۔ انہیں دیکھ کر اشراف قریش یہ کہتے۔ بلال حبشی ہے، سلمان فارسی ہے اور صہیب رومی ہے۔ اگر آپ انہیں دور ہٹا دیں تو ہم آپ کے پاس حاضر ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ والی آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں یعنی فرض نماز میں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 35-234، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 235 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 236

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ مجاہد نے کہا ہے اس سے مراد فرض نماز ہے یعنی صبح اور عصر کی نماز (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ اہل ذکر ہیں۔ آپ انہیں ذکر سے دور نہ کیجئے۔ اور سفیان نے کہا وہ اہل فقر ہیں (آپ انہیں دور نہ کیجئے) (2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ: وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو دولت مند بنا دیا اور بعض کو فقراء۔ اور اغنیاء نے فقراء کے بارے کہا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا یعنی کیا یہ ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور وہ ان کے بارے ایسی بات بطور استہزا اور تمسخر کہتے (3)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ آزمایا (4)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ: اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ "الآیہ" کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اگر انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی عزت و کرامت حاصل ہوتی تو اس قسم کی تنگ دستی اور مشقت ان پر نہ آتی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ الآیہ کی تفسیر میں فرمایا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ فقراء میں سے کچھ لوگ تھے۔ تو اشراف میں سے کچھ لوگوں نے یہ کہا: ہم آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ لیکن جب ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گے تو آپ ان لوگوں کو اپنے سے پیچھے ہٹا دیں گے تاکہ وہ ہمارے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، مسدد رحمہم اللہ نے اپنی مسند میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ماہان رحمہ اللہ سے اس طرح نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آ کر کہا کیا ہم نے بہت زیادہ گناہ کیے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ وہ واپس چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا...... الآیہ۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی (5)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مجھے "سلام علیکم" کے بارے یہ خبر دی گئی ہے کہ جب وہ لوگ حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوتے، تو آپ ﷺ پہلے انہیں یہ فرماتے سلام علیکم۔ اور جب آپ ﷺ ان سے ملتے تو پھر بھی اسی طرح کرتے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ کا معنی نُبَيِّنُ الْاٰيَاتِ بیان کیا ہے۔ یعنی ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 236، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 238 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 240

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 241 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 244

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ لِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ کے بارے حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے یعنی وہ لوگ جو آپ کو ان لوگوں کو اپنے سے دور ہٹانے کا کہتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ہزیل بن شرجیل رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ایک آدمی ابوموسیٰ اور سلمان بن ربیعہ کے پاس آیا اور دونوں سے بیٹی، پوتی اور بہن کے حصص کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا بیٹی کے لیے نصف ہے اور بہن کے لیے نصف ہے۔ تو حضرت عبداللہ کے پاس جا کر پوچھ لے۔ وہ بھی اسی طرح بتائیں گے۔ چنانچہ وہ آدمی حضرت عبداللہ کے پاس آیا اور واقعہ سے آگاہ کیا۔ تو انہوں نے کہا: ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ میں تو بالیقین اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی مثل ہی فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ بیٹی کے لیے نصف ہے، پوتی کے لیے سدس (چھٹا حصہ) اور باقی بہن کے لیے ہے (2)۔

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

''آپ فرمائیے بے شک میں قائم ہوں ایک روشن دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور جھٹلا دیا تم نے اسے۔ نہیں ہے میرے پاس جس کی تم جلدی مچا رہے ہو۔ نہیں ہے حکم (کسی کا) سوائے اللہ کے، وہی بتاتا ہے حق اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ آپ فرمائیے اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو (کبھی کا) فیصلہ ہو گیا ہوتا اس بات کا میرے درمیان اور تمہارے درمیان اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ يَقُصُّ الْحَقَّ کی بجائے يَقْضِي الْحَقَّ پڑھتے ہیں (یعنی وہی حق فیصلے کرتا ہے)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الافراد میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ آیت اس طرح پڑھائی: يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ یہ لفظ يَقُصُّ الْحَقَّ پڑھا کرتے تھے اور کہتے تھے: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ (یوسف: 34) (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 243، بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الوصایا، جلد 6، صفحہ 243، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 245

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن الانباری نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ''عبد اللہ کی قرأت میں يَقُصُّ الْحَقَّ ہی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اور حضرت الانباری رحمہ اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ کی قرأت میں اسی طرح ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ بھی اس طرح پڑھا کرتے تھے اور کہتے۔ اگر اس کی جگہ يَقْضِي ہو تو وہ بھی حق ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابوعمران جونی سے نقل کیا ہے کہ عَلٰى بَيِّنَةٍ کا معنی عَلٰى ثِقَةٍ (یقین، پختہ اعتماد) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا عبد اللہ کی قرأت میں ''يَقْضِي الْحَقَّ وَهُوَ اَسْرَعُ الْفَاصِلِيْنَ'' کے الفاظ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اصمعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوعمرو رحمہ اللہ نے ''وَيَقْضِي الْحَقَّ'' پڑھا ہے اور کہا ہے کہ فیصلہ نہیں ہوگا مگر قضا کے بعد۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بن صالح بن حی رحمہ اللہ کی سند سے مغیرہ سے اور انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ''يَقْضِي الْحَقَّ وَهُوَ اَسْرَعُ الْفَاصِلِيْنَ'' پڑھا۔ ابن حی نے کہا فیصلہ نہیں ہوگا مگر قضا کے بعد۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ کے بارے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے قیامت بالیقین قائم ہوگی۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾

''اور اس کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انہیں سوائے اس کے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی میں اور سمندر میں ہے۔ اور نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز مگر وہ لکھی ہوئی ہے روشن کتاب میں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ کی تفسیر میں بیان کیا ہے ''يَقُوْلُ خَزَائِنُ الْغَيْبِ'' یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ غیب کے خزانے اسی کے پاس ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ مفاتح الغیب پانچ ہیں اور ان کا ذکر اس آیت میں ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 246

تَكْسِبُ غَدًا ۚ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (لقمان)(1)

احمد، بخاری، خشیش بن اصرم نے الاستقامہ میں، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مفاتیح الغیب پانچ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ارحام سے بچے کی ولادت کب ہوگی، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، بارش کب برسے گی، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفس یہ نہیں جانتا کہ اسے کون سی زمین پر موت آئے گی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی یہ نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی (2)۔ (الف)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا تمہارے نبی ﷺ کو پانچ غیبوں کی چابیوں کے سوا ہر چیز عطا کی گئی ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ الآیہ (لقمان:34)(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ الآیہ کے بارے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ان سے مراد وہی ہیں جن کا ذکر اس ارشاد میں ہے إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ۔ الآیہ (لقمان:34)

امام مسدد نے مسند میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی تناور درخت نہیں ہے، مگر اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہے جو اس سے گرنے والی ہر شے کو جانتا ہے اسی وقت وہ اسے شمار کرتا ہے پھر اس کے علم کو اٹھا لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بہتر اور زیادہ جانتا ہے (4)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جحادہ رحمہ اللہ سے اس ارشاد کی یہ تفسیر نقل کی ہے قسم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک درخت ہے جس میں ساری مخلوق کے لیے ایک ایک پتا ہے۔ جب اس کا پتا گر جاتا ہے تو ادھر اس کے جسم سے روح نکل جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا میں اسی کا ذکر ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین پر کوئی کھیتی نہیں، درختوں پر کوئی پھل نہیں مگر اس پر یہ لکھا ہوا ہے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھذا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 247 2۔ صحیح بخاری، کتاب التوحید، جلد 4، صفحہ 364، دارالفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 247 4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 22، دار الصمیعی بیروت

مسئلہ زیر غور: کیا حضور نبی رحمت ﷺ کو مفاتیح الغیب کا علم عطا کیا گیا؟

(الف) اس آیت طیبہ میں علم مفاتیح الغیب کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تخصیص علم ذاتی کے اعتبار سے ہے اور اس سے کسی اور علم عطائی کی نفی ثابت نہیں ہوتی "فاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی تحریر فرماتے ہیں" اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے تحت میں سطور ہے "قال الجریری لا یعلمها الاھو ومن یطلعه علیها من صفی و خلیل وحبیب وولی "یعنی جریری نے کہا کہ مفاتح الغیب کو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ ان پر اطلاع دے خواہ وہ صفی ہوں یا خلیل یا حبیب یا ولی۔ اور اس سے چند سطر اوپر اسی تفسیر میں لکھا ہے وقولہ لا یعلمها الاھو ای لا یعلم الاولون والاخرون قبل اظهاره تعالیٰ ذالك لهم "یعنی اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جان سکتا" (الکلمۃ العلیا، صفحہ 98)

WWW.NAFSEISLAM.COM

رزق فلاں بن فلاں'' کہ یہ فلاں بن فلاں کا رزق ہے۔ مذکورہ آیت طیبہ میں اسی کا ذکر ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تیسری زمین کے نیچے اور چوتھی زمین کے اوپر ایسے جن ہیں، کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں، تو ان کے سبب تم نور کو نہ دیکھ سکو۔ اس کے کونوں میں سے ہر کونے پر اللہ تعالیٰ کی مہروں میں سے ایک مہر ہے، ہر مہر پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے ہر روز ایک فرشتہ اس کی طرف بھیجتا ہے تاکہ وہ اسے یاد کر لے جو کچھ تیرے پاس ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا زمین میں کوئی چھوٹا، بڑا درخت نہیں، اور نہ ہی پھوٹنے والی کوئی کونپل ہے چاہے خشک ہو یا تر مگر اس پر فرشتہ مقرر ہے وہ ہر روز اس کے بارے معلومات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ جب وہ سبز اور تر ہو تو اس کی رطوبت کی خبر لاتا ہے اور جب خشک ہو تو اس کی خشکی کی خبر پیش کرتا ہے۔ اعمش نے کہا اس کا تذکرہ کتاب اللہ کی اس آیت میں موجود ہے وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔(2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی درخت نہیں اور نہ ہی سوئی رکھنے کی کوئی جگہ ہے، مگر اس کے لیے فرشتہ مقرر ہے جو اس کے بارے میں معلومات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے کیونکہ آسمان کے فرشتے مٹی کے ذرات کی تعداد سے زیادہ ہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ والی آیات تلاوت فرمائی اور فرمایا ہر شے میں سے خشک و تر قرآن کریم میں موجود ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نور پیدا فرمایا اور وہی دوات ہے اور الواح تخلیق فرمائیں اور ان میں تمام امور دنیا اس کے اختتام پذیر ہونے تک سب تحریر فرما دیے۔ یعنی مخلوق میں سے جسے پیدا کرنا ہے یا رزق حلال ہے یا حرام یا اس کا عمل نیک ہوگا یا فسق و فجور۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ پھر وہ کتاب حفظہ کے سپرد کر دی اور اپنی مخلوق کو بھی حفظہ کے سپرد کر دیا اور حفظہ (کراماً کاتبین) وہ تمام اعمال لکھتے ہیں جو تم ہر دن اور رات میں کرتے ہو اور مخلوق سے وہی کچھ وقوع پذیر ہوتا ہے جس کا اسے پابند بنایا گیا ہے اور اتنا ہی (رزق میں سے) حصہ اسے دیا جاتا ہے جو اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں سے وہ کچھ کر گزرتا ہے جو کتاب میں لکھا ہے اور ہمارے کرنے سے قبل ہمارے ہر عمل کو لکھ دیا گیا۔ کسی کو باقی نہیں چھوڑا۔ آپ نے فرمایا کیا تم عرب نہیں ہو؟ کیا نسخہ وہی شے نہیں ہوتی جس سے فارغ ہوا جائے؟ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝۲۹ (الجاثیہ)

وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ

1۔ تاریخ بغداد، جلد 4، صفحہ 130، مطبعۃ السعادہ مصر 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 245

WWW.NAFSEISLAM.COM

فِيهِ لِيُقْضَىٰٓ اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٠﴾

''اور وہ وہی ہے جو قبضہ میں لے لیتا ہے تمہیں رات کو اور جانتا ہے جو کمایا تم نے دن کو پھر اٹھاتا ہے تمہیں (نیند سے) دن میں تاکہ پوری کردی جائے (تمہاری عمر کی) میعاد مقرر۔ پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پھر وہ بتائے گا تمہیں جو تم کیا کرتے تھے''۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہا اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہے، جب وہ سوتا ہے تو وہ اس کی جان کو پکڑ لیتا ہے پھر اگر اللہ تعالیٰ اس کی روح قبض کرنے کی اجازت فرمادے تو وہ اسے قبض کر لیتا ہے ورنہ اسے واپس لوٹا دیتا ہے۔ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ ارشاد گرامی کے بارے کہا نیند کے وقت نفس فوت ہو جاتے ہیں۔ ہر رات اللہ تعالیٰ تمام ارواح کو قبض فرمالیتا ہے اور ہر روح سے اس عمل کے بارے پوچھتا ہے جو اس کے صاحب نے دن کے وقت کیا پھر رب کریم ملک الموت کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے اسے قبض کرلو۔ ہر روز ملک الموت لوگوں کی کتاب حیات کو دیکھتا ہے کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ تین بار اور کوئی کہتا ہے کہ پانچ بار (وہ یہی عمل کرتا ہے)

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ ...... الآیہ۔ کی تفسیر کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ رات کے وقت ان کی وفات سے مراد ان کی نیند ہے۔ اور مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ کے بارے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ کام اور عمل ہے جو دن کے وقت تم نے کیے۔ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ کے بارے کہا پھر وہ دن کے وقت تمہیں اٹھاتا ہے اور اَجَلٌ مُّسَمًّى سے مراد موت ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ سے مراد ان کی نیند ہے (یعنی وہ وہی ہے جو رات کے وقت تم پر نیند طاری کر دیتا ہے) اور وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ سے مراد وہ گناہ کا عمل ہے جو دن کے وقت تم سے صادر ہوا اور ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ کا مفہوم یہ ہے کہ پھر وہ تمہیں اٹھاتا ہے دن کے وقت۔ بعث سے مراد بیداری ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ کے معنی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس سے مراد وہ گناہ کے اعمال ہیں جو تم نے کیے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن کثیر نے قول باری تعالیٰ لِيُقْضَىٰٓ اَجَلٌ مُّسَمًّى کے معنی کے بارے میں کہا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے ان کی مدت عمر کو پورا فرمادے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 249 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 248 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 251

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ یُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَی اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَ هُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ ﴿۶۲﴾

''اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان یہاں تک کہ جب آجائے تم میں سے کسی کی موت تو قبض کر لیتے ہیں اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر لوٹائے جائیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف جو ان کا حقیقی مالک ہے۔ سنتے ہو اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے تیز حساب کرنے والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے وَ یُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً کے بارے کہا ہے کہ حفظہ سے مراد پیچھا کرنے والے ملائکہ ہیں۔ وہ بندے اور اس کے ہر عمل کی نگرانی کرتے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے کہتے ہیں اے ابن آدم! اپنے عمل، اپنے رزق اور اپنی مدت مقررہ کی حفاظت تجھ پر لازم ہے۔ کیونکہ جب یہ ختم ہو جائے گی تو تجھے اپنے رب کے حضور پیش کر دیا جائے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا کے بارے فرمایا کہ ان سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو ملک الموت کے معاون اور مددگار ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ملائکہ روحوں کو قبض کرتے ہیں پھر ملک الموت انہیں لے جاتا ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ پھر اس کے بعد ان سے ملک الموت ان روحوں کو قبض کر لیتا ہے (4)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ملک الموت کے لیے یہ زمین ٹب کی مثل بنا دی گئی ہے، وہ جہاں سے چاہے لے لیتا ہے اور اس کے لیے بہت سے معاون بنائے گئے ہیں جو روحوں کو قبض کرتے ہیں۔ اور پھر وہ ان سے روحوں کو قبض کر لیتا ہے (5)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت قتادہ سے تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا کے بارے یہ قول روایت کیا ہے کہ ملک الموت کے کئی قاصد ہیں۔ پہلے وہی روحوں کو قبض کرتے ہیں پھر انہیں ملک الموت کے حوالے کر دیتے ہیں (6)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے کلبی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملک الموت وہ ہے جو موت کا والی اور مختار ہے۔ اگر بندۂ مومن ہو تو وہ اسے ملائکہ رحمت کے حوالے کر دیتا ہے اور اگر کافر ہو تو وہ اسے ملائکہ عذاب کے سپرد کر دیتا ہے (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 251 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 252 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ بالوں (خیموں) اور مٹی کے گھروں میں رہنے والا کوئی فرد نہیں مگر یہ کہ ملک الموت ہر روز دو مرتبہ ان کا چکر لگاتا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ملک الموت کے بارے سوال کیا گیا کہ کیا وہ اکیلا ہی ارواح کو قبض کرتا ہے؟ تو انہوں نے کہا ملک الموت وہ ہے جو روحوں کے معاملات کا والی ہے اور اس کام کے لیے اس کے بہت سے معاون ہیں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی نہیں سنا حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ (الاعراف: 37) اور مزید فرمایا تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ مگر ملک الموت تو ان تمام کا رئیس اور سردار ہے۔ اس کا ہر قدم مشرق سے مغرب تک ہوتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا مومنین کی ارواح کہاں ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا جنت میں سدرہ کے پاس (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ لَا یُفَرِّطُوْنَ کا معنی لَا یُضَیِّعُوْنَ کرتے ہیں (یعنی وہ ضائع نہیں کرتے) (3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قیس رحمہ اللہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے؟ تو انہوں نے کہا (میری کیفیت یہ ہے) کہ مجھے اپنے حقیقی مولیٰ کی طرف لوٹا دیا گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا تو خوش نصیب ہے، تو کامیاب ہو گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾

"آپ فرمایئے کون نجات دیتا ہے تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں جسے تم پکارتے ہو گڑگڑاتے ہو اور آہستہ آہستہ (اور کہتے ہو) اگر نجات دی اللہ نے ہمیں اس (مصیبت) سے تو ہم ضرور ہو جائیں گے اس کے شکرگزار (بندے)۔ فرمایئے اللہ ہی نجات دیتا ہے تمہیں اس سے اور ہر مصیبت سے پھر تم شریک ٹھہراتے ہو"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ سے مراد خشکی اور سمندر کی مصیبتیں اور تکلیفیں ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ راستے کو گم کر دیتا ہے (یعنی راستے سے بھٹک جاتا ہے) تو وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے کہ اگر تو ہمیں نجات دے دے تو ہم ضرور شکرگزار بندے بن جائیں گے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 252 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 253 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 254 5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ
اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ
نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝65 وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ
قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝66ۭ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝67

"فرمائیے وہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے اور خلط ملط کر دے تمہیں مختلف گروہوں میں اور چکھائے تم میں سے بعض کو شدت دوسروں کی۔ دیکھو کیونکر ہم طرح طرح سے بیان کرتے ہیں (توحید کی) دلیلوں کو تاکہ یہ لوگ (حقیقت کو) سمجھ لیں اور جھٹلایا اسے آپ کی قوم نے حالانکہ یہ حق ہے۔ فرمائیے نہیں ہوں میں تمہارا ذمہ دار اور ہر ایک خبر (کے ظہور) کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان لوگے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد امراء اور حکام کی جانب سے آنے والا عذاب ہے اور تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ سے مراد وہ اذیت اور تکلیف ہے جو ادنیٰ اور گھٹیا لوگوں کی جانب سے تمہیں پہنچے۔ اور يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا سے مراد مختلف خواہشات رکھنے والے گروہوں میں خلط ملط ہونا ہے اور آپ نے وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ کے بارے فرمایا کہ وہ تم میں سے بعض کو بعض پر قتل اور دیگر عذاب کے ساتھ مسلط کر دے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد ائمہ سوء اور تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ سے مراد برے خدام ہیں (2)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے آپ سے ہی یہ معنی بھی نقل کیا ہے کہ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد وہ عذاب ہے جو تمہیں اپنے امراء اور اشراف کی جانب سے پہنچے اور تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ سے مراد وہ ہے جو تمہیں اپنے گھٹیا لوگوں اور غلاموں کی جانب سے ملے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد قذف (پتھر وغیرہ برسانا) اور مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ سے مراد خسف (زمین میں دھنسا دینا) ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد چیخ، پتھر اور ہوا کا عذاب ہے اور مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ سے مراد زلزلہ برپا کرنا اور زمین میں دھنسا دینا۔ یہ دونوں جھٹلانے والوں کے لیے عذاب ہیں اور وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ سے مراد اہل اقرار کا عذاب ہے۔ یعنی وہ عذاب جو وہ اہل اقرار کو دے گا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد پتھر برسانے کا عذاب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 57-256 2۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 256

ہے اور مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ سے مراد زمین میں دھنسا دینا ہے اور يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا کے بارے کہا کہ اس سے مراد اختلاف اور متفرق خواہشات ہیں (یعنی وہ تمہیں اختلاف اور متفرق خواہشات رکھنے والے گروہوں میں خلط ملط کردے)(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس امت کے اہل اقرار کا عذاب تلوار کے ساتھ ہے اور جھٹلانے والوں کا عذاب شدید چیخ اور زلزلہ ہے(2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، بخاری، ترمذی، نسائی، نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ الآیہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ''میں تیری ذات سے پناہ مانگتا ہوں''۔ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ پھر کہا اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ۔ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ فرمایا یہ آسان اور نرم ہے(3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ تک نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں''۔ اور جب یہ الفاظ اترے اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا یہ آسان ہے اور اگر کسی نے اس سے پناہ طلب کی تو اللہ تعالیٰ یقیناً پناہ عطا فرما دے گا۔

امام احمد، ترمذی، نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا سنو بے شک یہ اس طرح ہونے والا ہے اور اس کے بعد اس کی کوئی تاویل نہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابوالعالیہ کی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا یہ چار چیزوں کا ذکر ہے اور یہ سب عذاب ہیں۔ یہ سب بالیقین واقع ہونے والے ہیں۔ ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد پچیس سال کے دوران گزر چکے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ متفرق گروہ آپس میں خلط ملط ہوئے اور بعض نے بعض کی شدت کو چکھا اور دو ابھی باقی ہیں جو یقیناً واقع ہو کر رہیں گے اور وہ خسف (زمین میں دھنسا دینا) اور رجم (پتھر برسانا) ہیں (5)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جب یہ آیت قُلْ هُوَ الْقَادِرُ نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور وضو فرمایا۔ پھر یہ کہا ''اے اللہ! میری امت پر تو نہ عذاب بھیج اوپر کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 255 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 257 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 258

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 140 (3066) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 258

WWW.NAFSEISLAM.COM

جانب سے، نہ ان کے پاؤں کی جانب سے، نہ انہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط کر دے اور نہ ہی انہیں ایک دوسرے کی شدت چکھا۔ پس اتنے میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو محفوظ کر لیا ہے کہ وہ ان پر اوپر کی جانب سے عذاب بھیجے یا ان کے پاؤں کی جانب سے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ میری امت سے چار چیزوں کو دور فرما دے۔ اس نے دو چیزیں ان سے دور فرما دی ہیں۔ اور دو چیزیں اٹھانے سے انکار فرمایا ہے۔ میں نے اپنے رب سے یہ دعا کی ہے کہ آسمان سے پتھر برسانے اور زمین میں غرق کرنے کا عذاب ان سے دور فرما دے۔ انہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کر اور انہیں آپس میں ایک دوسرے کی شدت نہ چکھا۔ چنانچہ رب کریم نے پتھر برسانے اور غرق کرنے کا عذاب ان سے اٹھالیا ہے اور قتل و ہرج کو اٹھانے سے انکار کر دیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابو الشیخ، ابن مردویہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم عالیہ کی جانب سے تشریف لائے حتیٰ کہ جب آپ ﷺ بنی معاویہ کی مسجد کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ اس میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ یہ نماز ادا کی اور آپ ﷺ نے اپنے رب کریم کی بارگاہ میں ایک طویل دعا کی۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی ہیں۔ اس نے دو مجھے عطا فرما دی ہیں اور ایک سے مجھے منع فرمایا ہے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ کرے۔ تو اس نے میری اس عرضداشت کو شرف قبول عطا فرمایا۔ پھر عرض کی کہ وہ میری امت کو قحط کے سبب ہلاک نہ کرے۔ رب کریم نے میرے اس سوال کو قبول فرما لیا پھر عرض کی کہ وہ ان کے درمیان آپس میں قتل و شدت نہ ہونے دے تو رب کریم نے اس سے مجھے منع فرما دیا (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ نکلے تو فرمایا "تم دوسرے کی وفات کی باتیں کرتے ہو؟ ہم نے عرض کی جی ہاں! فرمایا بلاشبہ میں پہلے وفات پانے والے لوگوں میں سے ہوں اور تم گروہ در گروہ میری اتباع کرو گے اور تمہارے بعض دوسرے بعض کو ہلاک کر دیں گے پھر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ ...... لِكُلِّ نَبَإٍ مُّسْتَقَرٌّ ۚ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ۔

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بزار، ابن حبان، حاکم رحمہم اللہ آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور یہ الفاظ بھی انہی کے ہیں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے بلاشبہ میرے رب نے زمین کو میرے لیے لپیٹ دیا ہے۔ یہاں تک کہ میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا اور اس نے مجھے سرخ و سفید دو خزانے عطا فرمائے۔ عنقریب میری امت اس کی مالک ہو جائے گی۔ جو کچھ میرے لیے لپیٹا گیا۔ میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے یہ سوال کیا کہ وہ اسے عام قحط سالی کے سبب

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 64 (29509)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہلاک نہ کرے۔تو رب کریم نے میری اس التجا کو شرف قبول عطا فرمایا۔ پھر میں نے یہ عرض کی کہ اس پر کسی غیر دشمن کو مسلط نہ کرے۔تو میرے رب نے اس درخواست کو بھی قبول فرمالیا۔ پھر یہ التجا کی کہ وہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی شدت نہ چکھائے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس سے مجھے منع فرمادیا (الف) اور ارشاد فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بلاشبہ میں نے ایسے فیصلے فرمادیے ہیں جنہیں رد نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے تیری امت کے بارے میں تجھے یہ عطا فرمایا ہے کہ میں اسے عام قحط کے سبب ہلاک نہیں کروں گا اور میں کسی بیرونی دشمن کو ان پر مسلط نہیں کروں گا کہ وہ عام طور پر انہیں مباح سمجھنے لگیں (یعنی وہ انہیں قتل کرنے لگیں) اگرچہ وہ یہ زمین کی مختلف اطراف سے جمع ہوجائیں۔ البتہ ان میں سے بعض بعض کو قتل کریں گے اور بعض دوسروں کو قیدی بنائیں گے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) مجھے اپنی امت پر گمراہ کرنے والے ائمہ کے سوا اور کوئی خوف نہیں اور قیامت ہرگز قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے اور میری امت کے کچھ قبائل بتوں کی پوجا کرنے لگ جائیں گے اور جب میری امت میں تلوار رکھ دی گئی تو پھر قیامت تک اس سے اٹھائی نہیں جائے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سب کا سب سو سال میں پایا جائے گا۔ میری امت میں تیس کذاب ظاہر ہوں گے۔ ان میں سے ہر کوئی یہ گمان رکھتا ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا، وہ غالب رہیں گے۔ مخالفین انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے گا۔ مزید فرمایا یہ یقینی امر ہے کہ اہل جنت میں سے کوئی آدمی اس کے پھلوں کو نہیں توڑے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس کی مثل پھل پیدا فرمادے گا اور یہ بھی فرمایا قدر و اجر کے اعتبار سے سب سے عظیم دینار وہ ہے جسے آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے، پھر وہ جو جہاد کے لیے اپنے گھوڑے پر خرچ کرتا ہے اور پھر وہ دینار ہے جسے اللہ کے راستے میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ فرمایا یہ یقینی بات ہے کہ سوال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا نبی عظیم الشان ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو زمانہ جاہلیت کے جاہل لوگ اپنی پشتوں پر بت اٹھا کر لائیں گے۔ ان کا رب ان سے پوچھے گا کیا تم ان کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے تو نے ہماری طرف کوئی رسول نہیں بھیجا اور نہ ہماری طرف کوئی حکم پہنچا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں تمہیں کوئی حکم دوں تو تم میری اطاعت اور فرمانبرداری کروگے؟ تو وہ کہیں گے ہاں ضرور۔ پس اسی پر اللہ تعالیٰ ان سے عہد لے لے گا اور انہیں حکم فرمائے گا کہ وہ جہنم کا قصد کریں اور اس میں داخل ہوجائیں۔ وہ چل پڑیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچے گے تو وہ اسے چنگھاڑتے ہوئے اور گدھے کی مثل آواز نکالتے ہوئے دیکھیں گے۔ پس وہ خوفزدہ ہوجائیں گے اور اپنے رب کی طرف لوٹ پڑیں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں اس سے نجات عطا فرما۔ رب کریم فرمائے گا کیا تم نے میرے ساتھ یہ عہد نہیں کیا تھا کہ تم یقیناً طاعت و فرمانبرداری کرو

(الف) ان تمام احادیث اور روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دعا سے منع فرمادیا، یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول نہیں کی۔ ہر چند کہ اللہ تعالیٰ کسی کی دعا قبول کرنے پر مجبور نہیں ہے، لیکن اس نے اپنے فضل و کرم سے اپنے احباء کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ وہ ان کا سوال رد نہیں فرماتا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر محبوب ہیں اور سب سے زیادہ مستجاب ہیں اسی لیے جو چیز اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی دعا مانگنے سے منع فرمادیا، تاکہ آپ کی دعا کا مسترد کرنا لازم نہ آئے، (تبیان القرآن، جلد 3، صفحہ 525، علامہ غلام رسول سعیدی)

گے۔تم اس کی طرف جاؤ اور اس میں داخل ہو جاؤ۔پس وہ چل پڑیں گے۔یہاں تک کہ جب وہ اسے دیکھیں گے تو متفرق ہو کر لوٹنے کی کوشش کریں گے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا انہیں منہ کے بل گھسیٹ کر اس میں ڈال دو۔حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اگر وہ پہلی بار اس میں داخل ہو جاتے تو جہنم ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جاتی (1)۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن جابر بن عتیک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عتیک رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر و بنی معاویہ میں ہمارے پاس آئے اور بنی معاویہ انصار کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے۔انہوں نے مجھے کہا کیا تم جانتے ہو رسول اللہ ﷺ نے تمہاری اس مسجد میں کہاں نماز ادا فرمائی؟ میں نے جواب دیا جی ہاں اور میں نے مسجد میں ایک طرف اشارہ کیا۔پھر انہوں نے کہا کیا تم وہ تین دعائیں جانتے ہو جو رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد میں مانگیں؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے کہا وہ مجھے بھی بتائیں۔تو میں نے کہا آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان پر کسی بیرونی دشمنی کو غلبہ نہ دے اور نہ انہیں قحط کے سبب ہلاک کرے۔ان دونوں دعاؤں کو شرف قبول عطا فرمایا گیا۔پھر آپ ﷺ نے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی شدت اور زیادتی سے محفوظ رکھے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار فرمایا۔یہ سن کر انہوں نے کہا تو نے سچ کہا ہے۔یہ فتنہ و فساد یوم قیامت تک مسلسل جاری رہے گا۔حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے (2)۔

امام احمد، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو نضرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے چار چیزوں کا سوال کیا ہے۔ان میں سے تین میرے رب نے مجھے عطا فرما دی ہیں اور ایک کا انکار فرما دیا ہے۔میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ التجا کی کہ وہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے۔تو اللہ تعالیٰ نے میری اس التجا کو شرف قبول عطا فرما دیا۔پھر میں نے عرض کی کہ وہ ان پر کسی بیرونی دشمن کو غلبہ نہ دے۔اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قبول فرمالیا۔پھر یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں قحط کے سبب ہلاک نہ کرے جیسا کہ اس نے کئی دوسری امتوں کو ہلاک کیا۔تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی شرف قبول سے نوازا۔پھر میں نے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ ان کے مختلف گروہوں کو خلط ملط نہ کرے اور ان میں سے بعض کو بعض کی شدت نہ چکھائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار فرما دیا (3)۔

امام احمد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے ایک سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے چاشت کے وقت آٹھ رکعت نوافل ادا فرمائے۔جب آپ ﷺ واپس مڑے تو آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میں نے رغبت اور خوف کی حالت میں نماز ادا کی ہے۔میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی ہیں۔اس نے دو مجھے عطا فرما دی ہیں اور ایک کا انکار فرما دیا ہے۔میں نے رب کریم کی بارگاہ میں یہ التجا کی ہے کہ وہ میری امت کو قحط میں مبتلا نہ کرے تو اسے قبول کر لیا گیا۔میں نے یہ سوال کیا کہ وہ ان پر ان کے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔اسے

1۔مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 496 (8390) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 563 (8579)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 280 (2171)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

بھی شرف قبول عطا ہوا اور میں نے یہ التجا کی کہ وہ ان کے مختلف گروہوں کو خلط ملط نہ کرے تو اس کا انکار کر دیا گیا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حرہ بنی معاویہ کی طرف نکلے اور میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ وہاں پہنچے اور آپ نے آٹھ رکعت نماز چاشت کی ادا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ان میں کافی وقت صرف کیا اور پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کے بارے سوال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دو مجھے عطا فرما دی ہیں اور ایک کو مجھ سے روک لیا ہے۔ میں نے یہ دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت پر کسی بیرونی دشمن کو مسلط نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو پذیرائی عطا فرمائی۔ پھر میں نے یہ عرض کی کہ وہ انہیں غرق کر کے ہلاک اور تباہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس درخواست کو بھی شرف قبول سے نوازا۔ اور تیسرا سوال یہ کیا ہے کہ وہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی زیادتی اور شدت سے محفوظ رکھے تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک لیا (یعنی اس کا انکار فرما دیا) (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کے متعلق سوال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے دو مجھے عطا فرما دیں اور ایک مجھ سے روک لی۔ میں نے اپنے رب سے یہ التجا کی کہ وہ میری امت کو قحط کے سبب ضائع اور ہلاک نہ کرے تو اس نے ایسا کر دیا (یعنی میری التجا کو قبول فرما لیا)۔ پھر میں نے اپنے رب کے حضور یہ التجا کی کہ وہ میری امت پر کسی دشمن کو مسلط نہ کرے۔ تو اس نے ایسا کر دیا۔ پھر میں نے یہ درخواست کی کہ میری امت کے بعض افراد بعض کو ہلاک نہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا (یعنی اسے قبولیت کا شرف عطا نہ فرمایا)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے رغبت اور خوف کی حالت میں نماز ادا کی اور پھر اسی رغبت اور خوف کی کیفیت میں دعا مانگی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے جنت کھول دی اور میں نے اس میں انگوروں کے گچھوں کو دیکھا اور میں نے چاہا کہ ان میں سے کوئی چیز تناول کروں۔ پھر مجھے آگ کے خوف سے ڈرایا گیا۔ تو میں نے اپنے رب کریم سے تین چیزیں مانگیں۔ ان میں سے دو اس نے مجھے عطا فرما دیں اور تیسری مجھ سے روک لی۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ سوال کیا کہ وہ میری امت پر اس کے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسا کر لیا۔ پھر میں نے التجا کی کہ وہ اسے قحط کے سبب ہلاک نہ کرے۔ تو اس نے اسے بھی قبول فرما لیا اور پھر میں نے عرض کی کہ وہ اسے مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کرے اور نہ ہی بعض کی شدت اور سختی دوسرے بعض کو چکھائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل یا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو مفقود پایا اور پھر تلاش کرتے کرتے حرہ میں نماز پڑھتے ہوئے آپ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 146، دار صادر بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 64 (29506)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ﷺ کو پالیا۔ وہ حاضر خدمت ہوئے اور کھانس کر اپنے آنے کی اطلاع دی۔ جب آپ ﷺ پیچھے مڑے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آج آپ کو ایسی نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ اس سے قبل اس کی مثل اتفاق نہیں ہوا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے رغبت اور خوف کی حالت میں نماز ادا کی اور میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں۔ ان میں سے دو اس نے مجھے عطا فرما دی ہیں اور ایک کو مجھ سے روک لیا ہے۔ میں نے ایک تو یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو بھوک (قحط) کے ساتھ ہلاک نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے شرف قبول عطا فرمادیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی وَ لَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ...... (الاعراف:130) الآیہ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کی کہ وہ ان پر کسی بیرونی دشمن کو مسلط نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قبول فرمالیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ (الفتح: 28) الآیہ۔ بعد ازاں میں نے یہ التجا کی کہ وہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی سختی نہ چکھائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا اور انکار فرمادیا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ الی آخر الآیہ۔ پھر فرمایا یہ دین ہمیشہ ان پر غالب رہے گا جنہوں نے ان سے دوری اختیار کی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم ﷺ کو تاک کر دیکھا۔ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو انہوں نے آپ سے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ! بلاشبہ میں نے آج کی رات آپ کو ایسی نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ اس کی مثل پہلے کبھی نہیں دیکھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! یہ رغبت ورہبت کی نماز تھی۔ میں نے اس میں اپنے رب سے تین چیزوں کے بارے سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے دو مجھے عطا فرما دیں اور ایک کو مجھ سے روک لیا۔ میں نے یہ سوال کیا کہ وہ ہمیں اس طرح ہلاک نہ کرے جس طرح تم سے پہلی امتوں کو ہلاک کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول فرمالیا۔ پھر میں نے عرض کی وہ ہمارے اوپر بیرونی دشمنوں کو مسلط نہ کرے۔ اس نے اسے بھی قبول فرمالیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ وہ ہمیں مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کرے۔ تو اسے اس نے مجھ سے روک لیا(1)۔ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت نافع بن خالد خزاعی رحمہ اللہ کی سند سے ان کے باپ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مکمل رکوع وسجود کے ساتھ ایک خفیف سی نماز ادا فرمائی اور فرمایا یہ رغبت ورہبت کی نماز تھی۔ میں نے اس میں اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی التجا کی ہے۔ اس نے دو مجھے عطا فرما دی ہیں اور ایک باقی رہی ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کی ہے کہ وہ تمہیں ایسا عذاب نہ دے جس طرح کا تم سے پہلے لوگوں کو دیا۔ تو اس نے یہ مجھے عطا فرمادیا پھر میں نے عرض کی کہ وہ تم پر ایسے دشمن کو مسلط نہ کرے جو تمہارے ساز وسامان اور ہر شے کو اپنے لیے مباح سمجھنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قبول فرمالیا۔ پھر میں نے یہ سوال کیا کہ وہ تمہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کرے اور نہ تم میں سے بعض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 259

کی شدت بعض کو چکھائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا(1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت خالد الخزاعی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جو کہ اصحاب شجرہ (بیعت رضوان میں شریک ہونے والے افراد) میں سے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے انتہائی خفیف نماز پڑھائی اور بیٹھ گئے اور طویل وقت تک آپ بیٹھے رہے۔ پھر جب آپ نے ہماری طرف رخ زیبا پھیرا۔ تو ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے اپنی نماز میں اتنا طویل قعدہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ رغبت و رہبت کی نماز ہے۔ میں نے اس میں اللہ تعالیٰ سے تین خصال کا سوال کیا ہے۔ اس نے دو مجھے عطا فرما دی ہیں اور ایک کو مجھ سے روک لیا ہے۔ ایک میں نے یہ سوال کیا ہے کہ وہ تمہیں ایسے عذاب کے ساتھ ہلاک نہ کرے جو اس نے تم سے پہلے لوگوں پر مسلط کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خصلت عطا فرمائی۔ پھر میں نے یہ سوال کیا کہ وہ تمہاری عزت وناموس پر ایسے دشمن کو مسلط نہ کردے جو اسے تباہ وبرباد کردے۔ تو اس نے مجھے وہ بھی عطا فرما دیا۔ پھر میں نے یہ سوال کیا کہ وہ تمہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کرے اور بعض کی شدت اور سختی دوسرے بعض کو نہ چکھائے۔ تو اس نے اسے مجھ سے روک لیا(2)۔

امام نعیم بن حماد رحمہ اللہ نے کتاب الفتن میں حضرت ضرار بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قول باری تعالیٰ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار فتنے ہیں، پہلا فتنہ آئے گا تو اس میں خون کو حلال سمجھا جائے گا۔ دوسرے میں خون (قتل کرنا) اور مال دونوں کو حلال سمجھا جائے گا۔ تیسرا فتنہ ظاہر ہوگا تو اس میں خون، مال اور شرمگاہیں حلال سمجھی جائیں گی اور چوتھا فتنہ اندھا ظلم ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح جوش مار کر ہر طرف پھیل جائے گا حتی کہ عرب کا کوئی گھر ایسا نہیں بچے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا یہاں تک کہ میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا۔ عنقریب میری امت کی ملکیت (بادشاہی) اس تک پہنچ جائے گی جو کچھ میرے لیے لپیٹا گیا ہے۔ مجھے سرخ وسفید خزانے عطا کیے گئے ہیں اور میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا ہے کہ وہ میری قوم کو عام قحط کے سبب ہلاک نہ کرے، انہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کرے اور بعض کی شدت بعض کو نہ چکھائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! (ﷺ) بلاشبہ جب میں کوئی فیصلہ فرما دیتا ہوں تو اسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے آپ کو آپ کی امت کے بارے یہ عطا کیا ہے کہ انہیں عام قحط کے سبب ہلاک نہیں کروں گا اور ان پر کسی بیرونی دشمن کو مسلط نہیں کروں گا کہ وہ انہیں ہلاک کریں۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض بعض کو ہلاک کرنے لگیں گے، بعض بعض کو قتل کریں گے اور بعض بعض کو قیدی بنائیں گے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اپنی امت پر گمراہ کرنے والے اماموں سے (بادشاہوں سے) خطرہ ہے۔ پس جب میری امت میں تلوار رکھ دی گئی تو پھر قیامت تک ان سے نہیں اٹھائی جائے گی۔ (یعنی جب آپس میں قتل وغارت گری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 259 2۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 192 (4112)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھی تو پھر وہ قیامت تک فرو نہیں ہوگی)(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ، ابن منذر رحمہم اللہ یہ الفاظ انہی کے ہیں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی اور اس کے قیام، رکوع اور سجود کو خوب لمبا کیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آج آپ نے اتنی طویل نماز پڑھی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ رغبت ورہبت کی نماز ہے۔ میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی ہیں، اس نے دو مجھے عطا فرمادی ہیں اور ایک مجھ سے روک لی ہے۔ میں نے اپنے رب سے یہ التجا کی ہے کہ وہ میری امت پر بیرونی دشمن کو مسلط نہ کرے کہ وہ ان میں سے عام کو ہلاک کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری اس التجا کو شرف قبول عطا فرمایا۔ پھر میں نے یہ عرض کی کہ وہ ان پر ایسا قحط مسلط نہ کرے جو ان میں سے عام کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری اس عرض کو بھی قبول فرمالیا۔ امام احمد اور ابن ماجہ کے الفاظ میں ہے کہ میں نے یہ التجا کی کہ وہ انہیں غرق کر کے ہلاک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا اور پھر یہ سوال کیا کہ وہ ان کے درمیان باہمی شدت نہ بنائے تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا (یعنی اسے قبول نہ فرمایا)(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کریم کی بارگاہ میں اپنی امت کے لیے چار خصلتوں کی التجا کی۔ ان میں سے تین اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمادیں ہیں اور ایک کو مجھ سے روک لیا ہے۔ میں نے ایک سوال یہ کیا کہ یہ میری امت کسی کفر میں مبتلا نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ مجھے عطا فرمادیا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ ان پر کسی بیرونی دشمن کو غالب نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قبول فرمالیا۔ پھر یہ التجا کی کہ وہ انہیں ایسا عذاب نہ دے جس قسم کا عذاب اس نے اس سے قبل دوسری امتوں کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قبول فرمالیا۔ پھر یہ سوال کیا کہ وہ ان کے درمیان باہمی شدت اور زیادتی کو پیدا نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا (یعنی اسے شرف قبول عطا نہ فرمایا)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور وضو کیا۔ پھر اپنے رب سے یہ دعا کی کہ ان پر اوپر کی جانب سے یا ان کے پاؤں کے نیچے سے ان پر کوئی عذاب نہ بھیج، اس امت کو مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کر اور نہ بعض کی شدت بعض کو چکھا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کو چکھائی۔ اتنے میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آپ کی طرف اترے اور آکر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے اپنے رب سے چار چیزوں کا سوال کیا ہے۔ ان میں سے دو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہیں اور دو چیزیں آپ سے روک لی ہیں۔ ان کی اوپر کی جانب سے ان پر ہرگز کوئی عذاب نہیں آئے گا اور نہ ہی ان کے پاؤں کے نیچے کی جانب سے، جو انہیں جڑ سے اکھیڑ دے، تباہ وبرباد کر دے۔ کیونکہ یہ دونوں عذاب ہر اس امت کے لیے ہیں جو اپنے نبی کی تکذیب پر جمع ہوگئی اور اپنے رب کی کتاب کو رد کر دیا۔ لیکن وہ انہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط کر دے گا اور بعض کو بعض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 259　2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 368 (3951) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

شدت چکھائے گا۔ یہ دونوں عذاب ان لوگوں کے لیے ہیں جو کتب (سماویہ) کا اقرار کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن ان کے گناہوں کے سبب انہیں عذاب دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ (الزخرف) ''پس اگر ہم لے جائیں آپ کو (دارفانی سے) تو پھر بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے''۔ راوی کہتے ہیں منھم سے مراد مِنْ اُمَّتِكَ ہے (یعنی آپ کی امت سے بدلہ لیں گے) یا ہم آپ کو دکھا دیں گے وہ عذاب جس کا وعدہ ہم نے ان سے کیا ہے۔ حالانکہ آپ زندہ ہیں۔ کیونکہ ہم ان پر پوری طرح قدرت رکھتے ہیں۔

پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور اپنے رب کی طرف مراجعت فرما ہوئے اور کہا کون سی مصیبت اس سے زیادہ شدید اور سخت ہے کہ میں اپنی امت کو دیکھوں کہ اس کے بعض افراد بعض کو عذاب دے رہے ہیں۔ تو آپ کی طرف سورۂ عنکبوت کی پہلی دو آیتیں وحی کی گئیں الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا۔ الآیہ (عنکبوت:2) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ دوسری امتوں کے سوا صرف آپ کی امت کو ہی فتنوں کے لیے مختص نہیں کیا گیا۔ بلکہ اسے ایسے ہی فتنہ میں مبتلا کیا جائے گا جیسے پہلی امتوں کو مبتلا کیا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل کی گئی قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۹۴﴾ (المومنون) '' آپ دعا مانگیے اے میرے پروردگار! اگر تو ضرور مجھے دکھانا چاہتا ہے وہ (عذاب) جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو میرے رب! (از راہ عنایت) مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا''۔

پس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے پناہ عطا فرمادی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو صرف اور صرف اتفاق و اتحاد، الفت و محبت اور طاعت و عبادت کی حالت میں دیکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وہ آیت نازل فرمائی جس میں اصحاب فتنہ کو ڈرایا گیا اور آپ کو مطلع فرمایا کہ صرف بعض لوگ ہی ان فتنوں میں مبتلا نہ ہوں گے اور فرمایا وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ (الانفال) '' اور ڈرتے رہو اس فتنہ سے (جو اگر برپا ہو گیا تو) نہ پہنچے گا صرف انہیں کو جنہوں نے ظلم کیا تم میں سے اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے''۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی امت کے کئی گروہ ان فتنوں میں مبتلا ہوئے اور کئی ان سے محفوظ رہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا جب یہ آیت قُلْ هُوَ الْقَادِرُ الآیہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کفار کی طرف نہ لوٹ جانا کہ تلواروں کے ساتھ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں مارنے لگیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی کیا ہم یہ شہادت نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جی ہاں! (آپ یہ شہادت دیتے ہیں) تو بعض لوگوں نے کہا ہمیشہ اس طرح نہیں ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اُنْظُرْ كَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۫ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ (2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت حسن سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 260 2۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 261

تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ یہ مشرکین کے لیے ہے اور اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ یہ مسلمانوں کے لیے ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن قانع رحمہما اللہ نے معجم میں ابن اسحاق رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن سہیل نے اپنے باپ کے پاس یہ آیت پڑھی وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ اور کہا قسم بخدا اے میرے بیٹے! اگر تو وہاں ہوتا جب کہ ہم مکہ مکرمہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو تو اس سے وہ کچھ سمجھتا جو میں آج سمجھا ہوں۔ میں تو اس وقت اسلام لایا تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قریش نے قرآن کریم کی تکذیب کی حالانکہ وہ حق ہے۔ رہا بِوَكِيْلٍ تو اس کا معنی حفیظ ہے (پس میں تمہارا محافظ نہیں ہوں) اور لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کی خبر کا ظہور بدر کے دن اس عذاب اور شدت کی صورت میں ہوا جو ان کے لیے عذاب تیار کیا گیا تھا(2)۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ کی ناسخ یہ آیت السیف ہے "فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ۔ نَبَاٍ سے مراد حقیقت ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ پڑھا اور فرمایا سزا کو روک لیا گیا ہے حتی کہ گناہ کا عمل اس سزا کو آزاد کرا لیتا ہے (یعنی گناہ کرنے پر سزا دی جاتی ہے)(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ مذکورہ آیت کے بارے فرماتے کہ یہ ایک فعل اور حقیقت ہے جو کچھ دنیا میں ہوا ہے اور جو کچھ آخرت میں ہوگا(5)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا کہ ہر خبر کی ایک حقیقت ہے اگر وہ دنیا میں ہے تو تم اسے دیکھ لوگے اور اگر آخرت میں ہے تو وہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے گی(6)۔

وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۶۸ وَ مَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۶۹

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 261　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 263　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 264　5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 263　6۔ ایضاً

''اور (اے سننے والے!) جب تو دیکھے انہیں کہ بیہودہ بحثیں کر رہے ہیں ہماری آیتوں میں تو منہ پھیر لے ان سے یہاں تک کہ وہ الجھنے لگیں کسی اور بات میں اور اگر (کہیں) بھلا دے تجھے شیطان تو مت بیٹھو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس اور نہیں ہے ان پر جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے ان کافروں کے حساب سے کچھ بوجھ البتہ پرہیزگاروں پر نصیحت کرنا فرض ہے شاید وہ باز آجائیں''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا کے بارے یہ قول نقل کیا ہے (اے سننے والے!) جب تو انہیں دیکھے کہ یہ ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بحثیں کر رہے ہیں (اور اسی طرح قرآن کے بارے میں) تو ان سے منہ پھیر لے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اتفاق و اتحاد کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے اور اختلاف اور تفرقہ سے منع فرمایا ہے اور انہیں یہ خبر دی ہے کہ ان سے پہلے کے لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں عجب، تکبر اور باہمی جھگڑوں کے سبب ہی ہلاک اور تباہ و برباد ہوئے (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے متعلق حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کے بارے میں بیہودہ گفتگو کرتے ہیں اور انہیں جھٹلاتے ہیں اور اگر کہیں وہ بھول جائے تو اسے چاہیے کہ یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس نہ بیٹھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی مذکورہ آیت کے بارے میں مجاہد نے کہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ استہزا کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے پاس بیٹھنے سے منع فرما دیا گیا۔ مگر یہ کہ آپ بھول جائیں، لیکن جونہی یاد آجائے تو فوراً ان سے اٹھ جانا چاہیے۔ اس کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ (3)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا کے بارے سعید بن جبیر نے کہا ہے وہ لوگ جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں یعنی مشرکین۔ اور بَعْدَ الذِّكْرٰى کا معنی وہ بعد ما تذکر'' یعنی یاد آجانے کے بعد۔ فرمایا اگر تو بھول جائے پھر تجھے یاد آجائے تو ان کے ساتھ نہ بیٹھ۔ اور وَ مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ کے بارے فرمایا کہ جب آپ اس طرح کریں گے۔ تو ان کے اللہ تعالیٰ کی آیات کے بارے میں بیہودہ بحثیں کرنے کے سب آپ پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ لیکن پرہیزگاروں پر لازم ہے کہ وہ انہیں نصیحت کریں اور انہیں یہ بتا دیں کہ تمہارے لیے یہ طریقہ باعث اذیت اور تکلیف ہوگا۔ تاکہ وہ تمہارے ساتھ اس ناروا اور برے سلوک سے باز آجائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ (النساء: 140) (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 265
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 264
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 265
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 66-264

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ مشرکین جب مومنین کے پاس بیٹھتے تھے۔ تو وہ حضور نبی مکرم ﷺ اور قران کریم کے بارے میں گفتگو کرتے اور نازیبا الفاظ استعمال کرتے اور ان کے بارے استہزا کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم فرمایا کہ وہ ان کے ساتھ نہ بیٹھیں یہاں تک کہ وہ کسی اور کے بارے گفتگو میں الجھ جائیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ آیت اهل الاهواء ''خواہشات کے پرستار'' کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم فتنہ و فساد پھیلانے والوں کے پاس نہ بیٹھو کیونکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بارے میں بیہودہ بحثیں کرتے ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اصحاب الاهواء ان لوگوں میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات کے بارے میں بیہودہ بحثیں کرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرکین حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس بیٹھتے تھے۔ اور پسند کرتے تھے کہ آپ ﷺ سے کچھ سنیں۔ لیکن جب سنتے تو پھر استہزا کرتے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ...... الآیہ) فرمایا کہ جب وہ استہزا کرنے لگیں تو اٹھ کھڑے ہوں تاکہ وہ اس سے باز رہیں اور وہ کہیں: استہزا نہ کرو ورنہ آپ اٹھ جائیں گے۔ جیسا کہ فرمایا لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ اگر وہ بیہودہ باتیں کرتے رہیں تو آپ اٹھ جائیں اور یہ آیت نازل ہوئی وَ مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ '' آپ پر ان کے حساب میں سے کوئی بوجھ نہیں ہے'' کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ لیکن آپ نہ بیٹھیں۔ پھر مدینہ طیبہ میں اس قول نے اس حکم کو منسوخ کر دیا وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ (النساء: 140) الی قولہ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ '' اور تحقیق اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر (یہ حکم) کتاب میں کہ جب تم سنو اللہ کی آیتوں کو کہ انکار کیا جا رہا ہے ان کا اور مذاق اڑایا جا رہا ہے ان کا تو مت بیٹھو ان (کفر و استہزا کرنے والوں) کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں ورنہ تم بھی انہیں کی طرح ہو گے''۔

یہ حکم اس آیت کے لیے ناسخ ہے وَ مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ الآیہ (3)۔

امام فریابی اور ابونصر سجزی رحمہما اللہ نے ابانہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا میں مراد اہل کتاب ہیں۔ ان کے ساتھ بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے جب کہ ان سے ایسی گفتگو سننے میں آئے جو وہ قرآن کریم کے بارے میں خلاف حق کرتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی اس لیے جھوٹی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 264 2۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 265 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 265

WWW.NAFSEISLAM.COM

گفتگو کرتا ہے تا کہ اس کے سبب وہ اپنے ہم نشینوں کو ہنسائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے اس کا ذکر ابراہیم نخعی کے پاس ہوا تو انہوں نے کہا یہ سچ ہے کیا کتاب اللہ میں اس طرح نہیں ہے وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا مشرکین مکہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے قرآن سنتے تو بیہودہ گوئی کرتے اور استہزا کرتے۔ مسلمانوں نے کہا ہمارے لیے ان کی مجالست نفع بخش نہیں۔ ہم ان کی باتیں سنتے وقت اٹھنے سے ڈرتے ہیں اور ان کے ساتھ بیٹھے رہتے ہیں اور ان پر کوئی عیب اور اعتراض نہیں کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا الآیہ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مذکورہ آیت کی ناسخ سورۂ نساء کی آیت ہے وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا۔ الآیہ (النساء:140) اس کے بعد پھر یہ حکم نازل ہوا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) ''تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم انہیں پاؤ''۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا یہ آیت مکی ہے اور یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہونے والی اس آیت سے منسوخ ہے قَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا (النساء:140)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کا معنی ہے اگرچہ وہ بیٹھیں لیکن تم نہ بیٹھو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا جب مسلمانوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو منافقین ان کے پاس بیٹھنے لگے۔ جب وہ قرآن کریم سنتے تو وہ اس طرح بیہودہ گوئی اور استہزا کرتے جیسا کہ مشرکین مکہ کرتے تھے۔ تو مسلمانوں نے کہا ہمارے لیے کوئی حرج نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی مجالست اختیار کرنے کی رخصت دے رکھی ہے اور ہمارے او پر ان کی بیہودہ بحثوں کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ تو پھر مدینہ طیبہ میں دوسری آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ایک قوم کے پاس آئے۔ ان کے ساتھ شراب پر ایک روزے دار آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ تو آپ نے اسے مارا اور فرمایا: لا تقعدوا معهم حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ۔

وَ ذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ ذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖۗ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا یُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا

بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾

''اور چھوڑ دے جنہوں نے بنالیا ہے اپنا دین کھیل اور دل لگی اور دھوکہ میں ڈال دیا ہے انہیں دنیوی زندگی نے اور نصیحت کرو قرآن سے تاکہ ہلاک نہ ہو جائے کوئی آدمی اپنے عملوں کی وجہ سے۔ نہیں ہے اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ سفارشی اور اگر وہ معاوضہ میں دے ہر بدلہ تو نہ قبول کیا جائے گا اس سے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہلاک کیے گئے ہیں بوجہ اپنے کرتوتوں کے۔ ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا پانی ہے اور دردناک عذاب ہے بوجہ اس کفر کے جو وہ کرتے رہے تھے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ارشاد باری تعالیٰ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا اس قول کی مثل ہے ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿١١﴾ (المدثر) ''آپ چھوڑ دیجئے مجھے اور جس کو میں نے تنہا پیدا کیا ہے'' (1)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد رحمہما اللہ نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس رحمہما اللہ نے ناسخ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا آیت نازل ہوئی۔ پھر سورۂ برأت میں ان کے قتال کا حکم نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ: 5) اور اس آیت نے سابقہ حکم کو منسوخ کر دیا (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا لَعِبًا وَّلَهْوًا سے مراد اَكْلًا وَّ شُرْبًا ہے۔ یعنی جنہوں نے اپنے دین کو کھانے پینے (کا ذریعہ) بنالیا ہے انہیں چھوڑ دے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اَنْ تُبْسَلَ کا معنی اَنْ تُفْضَعَ ہے (تاکہ رسوانہ کیا جائے) اور اُبْسِلُوْا کا معنی فُضِحُوْا ہے (یعنی وہ لوگ جنہیں رسوا کیا گیا ہے) یہ معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ اَنْ تُبْسَلَ کا معنی تُسْلَمَ ہے (تاکہ کوئی آدمی اپنے عملوں کے سپرد اور حوالے نہ کر دیا جائے) اور اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا کا معنی ہوگا جنہیں اپنے جرموں کے حوالے کر دیا گیا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہیں حضرت نافع بن ازرق نے کہا کہ مجھے اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ کا مفہوم بتایئے! تو آپ نے فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی آدمی کو اس کے عملوں کے بدلے آگ (جہنم) میں روک لیا جائے۔ یہ سن کر نافع نے عرض کی کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تم نے زہیر کا یہ قول نہیں سنا وہ کہتا ہے۔

وَ فَارَقَتْكَ بِرَهْنٍ لَافِكَاكَ لَهُ   يَوْمَ الْوَدَاعِ وَ قَلْبِيْ مُبْسَلٌ عَلَقَا

میں الوداع ہونے کے دن تجھ سے ایسی رہن کے عوض جدا ہوا جس کے لیے چھڑانے کی کوئی شے نہیں اور میرا دل معلق کر

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 267   2۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 268   3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 269

کے روک لیا گیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ کا معنی حضرت قتادہ نے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ نفس ہے جسے پکڑ لیا جائے اور قید کر دیا جائے اور وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا کے بارے انہوں نے کہا کہ اگر وہ معاوضہ میں زمین بھر کر سونے کی لے آئے تو اسے قبول نہ کیا جائے گا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کرتوتوں کی وجہ سے پکڑ لیے گئے (2)۔

امام ابوالشیخ نے سفیان بن حسین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ان سے اُبْسِلُوْا کے بارے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کا معنی ''اُخْذِلُوا یا اُسْلِمُوْا'' ہے (یعنی وہ رسوا کیے گئے یا وہ حوالے کر دیے گئے) کیا تم نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

فَاِنْ اَقْفَرَتْ مِنْهُمْ فَاِنَّهُمْ بُسَّلٌ

پس اگر تو ان سے الگ تھلگ ہو گیا تو وہ رسوا ہو جائیں گے۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۠ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾

''آپ فرمائیے کیا ہم پوجیں اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے ہمیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور (کیا) ہم پھر جائیں الٹے پاؤں اس کے بعد کہ ہدایت دی ہے ہمیں اللہ نے؟ مثل اس شخص کے کہ بھٹکا دیا ہو اسے جنوں نے زمین میں اور وہ حیران و پریشان ہو۔ اس کے ساتھی ہوں جو اسے بلا رہے ہوں ہدایت کی طرف کہ ہمارے پاس آجا۔ آپ فرمائیے اللہ کی رہنمائی ہی حقیقی رہنمائی ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم گردن جھکا دیں سارے جہانوں کے رب کے سامنے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے الہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والوں کی بیان فرمائی ہے کہ یہ سب اس آدمی کی طرح ہے جو اپنے راستے سے بھٹک جائے برگشتہ پھرتے ہوئے اور گمراہ ہوتے ہوئے۔ جب کہ اسے ایک بلانے والا پکار رہا ہو اے فلاں بن فلاں راستے کی طرف آجا اور اس کے دوست اسے یہ آواز دے رہے ہوں۔ اے فلاں بن فلاں راستے کی طرف آجا۔ اب اگر اس نے پہلے بلانے والے کی اتباع کی اور اس کی طرف چل پڑا، تو وہ اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 270 2۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 272

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہلاکت میں ڈال دے گا اور اگر اس نے اس کی دعوت کو قبول کیا جو اسے ہدایت کی طرف بلا رہا ہے تو وہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت پا جائے گا اور یہ جو اسے جنگل کی طرف بلا رہا ہے وہ جنات میں سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں اسی طرح وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان الٰہوں کی پوجا کرتا ہے اور وہ یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ حق پر ہے۔ حتی کہ اسی پر اسے موت آجاتی ہے تو وہ ہلاکت اور ندامت کا سامنا کرے گا اور كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ کے بارے آپ فرماتے ہیں مثل اس شخص کے جسے جنوں نے زمین میں بھٹکا دیا ہو۔ وہ اسے اس کا اور اس کے باپ، دادا کا نام لے کر بلاتے ہیں اور وہ ان کی اتباع کرتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے۔ کہ وہ بھی کچھ ہے پس وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ وہ اسے ہلاکت میں پھینک چکے ہوتے ہیں اور بسا اوقات وہ اسے کھا جاتے ہیں۔ یا پھر زمین کے کسی ایسے تاریک گڑھے میں اسے پھینک دیتے ہیں کہ وہ اس میں پیاسا ہی مرجاتا ہے۔ پس یہ اس آدمی کی مثال ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا ان الٰہوں کو قبول کیا جن کی پوجا کی جاتی ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مشرکین نے مومنین کو کہا تم ہمارے طریقہ کی اتباع کرو اور محمد (ﷺ) کے دین کو چھوڑ دو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَ لَا يَضُرُّنَا آپ فرمایئے کیا ہم پوجیں اللہ تعالیٰ کے سوا اس الٰہ کو جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے ہمیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور کیا ہم پھر جائیں الٹے پاؤں اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے۔ تو ہماری مثال اس آدمی کی طرح ہو جائے گی جسے جنوں نے زمین میں بھٹکا دیا ہو سدی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اگر تم ایمان کے بعد کفر اختیار کرو تو تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جو ایک جماعت کے ساتھ راستے پر چل رہا تھا۔ پس وہ راستے میں بھٹک گیا اور جنات نے اسے حیرت زدہ کر دیا اور زمین میں بھٹکا دیا۔ اس کے ساتھ جو صحیح راستے پر تھے وہ اسے اپنی طرف بلاتے رہے اور کہتے رہے ہماری طرف آجا۔ ہم اس راستے پر ہیں۔ لیکن اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ پس یہی مثال ہے اس آدمی کی جس نے محمد ﷺ کی معرفت کے بعد تمہاری اتباع کی اور حضرت محمد ﷺ وہ ہیں جو راستے کی طرف بلا رہے ہیں اور وہ راستہ اسلام ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت ہیں۔ "یعنی آپ فرمایئے کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی پوجا کریں جو نہ ہمیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں" اور كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ کے بارے کہا حیران اور سرگرداں پھرنے والا آدمی جسے اس کے ساتھی راستے کی طرف بلا رہے ہوں۔ پس یہی مثال ہے اس آدمی کی جو ہدایت کے بعد گمراہ ہو جاتا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو قبول نہیں کرتا اور وہ وہ آدمی ہے جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 273 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 274

WWW.NAFSEISLAM.COM

شیطان کی اطاعت اور پیروی کرتا ہے، زمین میں معصیت اور گناہ کا عمل کرتا ہے اور وہ راہ حق سے ہٹ کر گمراہ ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھی اسے ہدایت کی طرف بلاتے ہیں اور وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس ہدایت کا وہ اسے حکم دے رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اور اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے ان کے اولیاء کے بارے فرماتا ہے قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ''بے شک ہدایت تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی ہے''۔ اور گمراہی وہ ہے جس کی طرف جن بلا رہے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے علم کی بحث اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو تعلیم فرما دی ہے اور وہ اسی کے ساتھ گمراہ لوگوں سے جھگڑتے ہیں اور ان پر غالب آتے ہیں (2)۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ ہے۔

امام ابن جریر اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یدعونه الی الهدی بینا ہے (3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں يَدْعُوْنَهٗ اِلَى الْهُدَى بَيِّنًا ہے۔ اور فرمایا الهدی سے مراد راستہ ہے اور وہ بین اور واضح ہے۔ واللہ اعلم۔

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾

''اور یہ کہ صحیح صحیح ادا کرو نماز اور ڈرو اس سے اور وہی ہے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے''۔

امام ابوالشیخ نے اوزاعی سے یہ قول نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا کسی گھر کے رہنے والے انہیں جو اوقات مقررہ پر نماز ادا کرتے ہیں مگر ان میں اس طرح برکت رکھی جاتی ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پاک میں برکت رکھی گئی۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ڛ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿٧٣﴾

''اور وہ وہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ اور جس روز وہ کہے گا کہ تو ہو جا تو بس وہ ہو جائے گا۔ اسی کا فرمان حق ہے اور اسی کی حکومت ہوگی جس دن پھونکا جائے گا صور۔ جاننے والا ہے ہر چھپی چیز کا اور ہر ظاہر چیز کا اور وہی ہے حکمت والا سب کچھ جاننے والا''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 275　2۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 274　3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن المبارک رحمہ اللہ نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی رحمہم اللہ اور ترمذی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم رحمہم اللہ اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے صور کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری ساری اہل، زمین سے سینگ کو نکالنے کے لیے جمع ہو جائے تو وہ اسے نہ نکال سکے۔

امام مسدد رحمہ اللہ نے مسند میں، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صور سینگ کی شکل کی طرح ہے۔ اس میں پھونکا جائے گا (2)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صور بگل کی طرح ہے۔

امام ابن ماجہ، بزار اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سینگ والے دونوں فرشتے صور کو مضبوطی سے پکڑے مسلسل انتظار کر رہے ہیں کہ انہیں کب حکم دیا جاتا ہے (3)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح بھی قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صاحب صور کی آنکھ جب سے وہ اس کے سپرد کیا گیا ہے، مسلسل عرش کی طرف دیکھ رہی ہے اس خوف سے کہ کہیں اسے آنکھ جھپکنے سے پہلے حکم دے دیا جائے۔ گویا اس کی دو آنکھیں دونوں روشن ستارے ہیں (4)۔

امام احمد، طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں، حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کیسے خوش ہوں۔ جب کہ صاحب صور قرناء کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے۔ وہ اپنے چہرے کو موڑے ہوئے ہے اور اپنے کان لگا کر منتظر کھڑا ہے کہ کب حکم دیا جاتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہم کیا کہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا" ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے اور ہمارا بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہے (5)۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اسے حسن کہا ہے، ابن منذر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں کیسے خوشحال رہوں جب کہ صاحب صور قرناء کو پکڑے ہوئے ہے، چہرے کو موڑے ہوئے ہے اور کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اسے حکم

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 550 (3870) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 353 (9755) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب البعث، جلد 4، صفحہ 547، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 603 (8676)
5۔ معجم اوسط للطبرانی، جلد 3، صفحہ 17 (2021) مکتبۃ المعارف الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں پھونک مارے؟ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم کیا کہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو: ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا'' (1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کیسے اظہار مسرت کروں جب کہ صاحب القرن اسے تھامے ہوئے ہے، اپنے چہرے کو جھکائے ہوئے ہے اور اپنے کان لگا کر انتظار کر رہا ہے کہ کب حکم ہوتا ہے وہ اس میں پھونک دے؟ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا'' (2)

امام بزار اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے ندا دیتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والا نائب (جانشین) عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! ضیاع (ہلاکت) کو روکنے والا عطا فرما۔ صور دو فرشتوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ وہ دونوں انتظار کر رہے ہیں کب انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں پھونک ماریں اور دو فرشتے یہ ندا دے رہے ہیں اے خیر اور بھلائی کو چاہنے والے آجا اور دوسرا کہتا ہے۔ اے شر اور برائی کو چاہنے والے رک جا۔ اور دو فرشتے ندا دیتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے مردوں کے لیے عورتوں کی جانب سے ہلاکت ہے اور عورتوں کے لیے مردوں کی جانب سے ہلاکت ہے (3)۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو پھونکنے والے دوسرے آسمان میں ہیں۔ ان میں سے ایک کا سر مشرق میں ہے اور اس کے پاؤں مغرب میں ہیں اور وہ دونوں منتظر ہیں کہ انہیں صور پھونکنے کا کب حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں پھونکیں (4)۔

امام عبد بن حمید، طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ کے پاس کعب الحبر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ تو انہوں نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کا ذکر کیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے اسرافیل علیہ السلام کے بارے کچھ بتائیے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ کے پاس اس کے بارے علم ہے......! آپ نے جواباً فرمایا ہاں ہے۔ لیکن آپ بھی کچھ بتائیے؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے چار پر ہیں دو پر ہوا میں ہیں۔ ایک پر کے ساتھ وہ اپنے آپ کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور ایک پر اس کے کندھوں پر ہے اور قلم اس کے کان پر ہے۔ پس جب وحی نازل ہوئی، قلم نے لکھا اور پھر فرشتوں نے پڑھ لیا۔ قرناء والا فرشتہ ایک گھٹنے پر بیٹھا ہوا ہے اور دوسرے کو کھڑا کیے ہوئے ہے۔ وہ صور کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے اور اپنی پیٹھ جھکائے ہوئے ہے اور اسے حکم دیا گیا ہے کہ جب وہ اسرافیل علیہ السلام کو دیکھے کہ اس نے اپنے دو پر ملا لیے ہیں تو وہ صور میں پھونک دے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 309 (352) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 7، صفحہ 312، مطبعۃ السعادۃ مصر
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 604 (8679)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 192، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صور کو سفید موتی سے شیشے کی طرح صاف پیدا فرمایا۔ پھر عرش کو فرمایا: صور کو پکڑلو اور اس کے ساتھ چمٹ جاؤ۔ پھر فرمایا تو ہو جا تو حضرت اسرافیل علیہ السلام پیدا ہو گئے۔ پھر انہیں صور پکڑ لینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس میں تمام پیدا ہونے والی روحوں اور سانس لینے والے نفوس کی تعداد کے برابر سوراخ ہیں۔ دو روحیں ایک سوراخ سے نہیں نکل سکتیں۔ صور کے درمیان میں زمین و آسمان کے دائرہ کی مثل ایک بہت بڑا سوراخ ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اس بڑے سوراخ پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں۔ پھر رب تعالیٰ نے انہیں فرمایا میں نے صور تیرے سپرد کر دیا ہے۔ پس نفخہ اور صیحہ (بہت شدید چیخ) تیرے ہی ذمہ ہے۔ چنانچہ حضرت اسرافیل علیہ السلام عرش کے سامنے حاضر ہوئے اور اپنا دائیاں پاؤں عرش کے نیچے داخل کیا اور بائیں کو قریب کیا اور جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیق کیا ہے اس نے آنکھ نہیں جھپکی اور وہ انتظار کر رہا ہے کہ اسے کب حکم دیا جاتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر ہذلی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صور والے فرشتے کو پابند بنایا گیا ہے کہ اس کا ایک قدم (پاؤں) ساتویں زمین میں ہے اور وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا ہے، اسرافیل علیہ السلام ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے۔ جب سے اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اس نے آنکھ نہیں جھپکی اور وہ انتظار کر رہا ہے کہ کب اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ وہ قرناء میں پھونک مارے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ یَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد پہلا نفخہ ہے، کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ ...... ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى۔ اس میں ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى سے مراد دوسرا نفخہ ہے۔ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾۔ (الزمر) ''اور پھونکا جائے گا صور، پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے گا (کہ بے ہوش نہ ہوں) پھر دوبارہ (جب) اس میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر (حیرت سے) دیکھنے لگ جائیں گے'' (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فِي الصُّوْرِ کا مفہوم فی الخلق بیان کیا یعنی جس دن خلق میں پھونکا جائے گا (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ کے بارے فرمایا غیب اور شہادہ کو جاننے والا وہ ہے جو صور میں پھونکے گا (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد خفیہ اور علانیہ (پوشیدہ اور ظاہر) کو جاننے والا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 280 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے جو کچھ مخلوق میں سے تم نے دیکھ لیا وہ شہادت ہے اور جو تم سے غیب رہا اور تم اسے نہ دیکھ سکے وہ غیب ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۴﴾

''اور یاد کرو جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کیا تم بناتے ہو بتوں کو خدا؟ بے شک میں دیکھتا ہوں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا آزر سے مراد بت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا اسم گرامی یازر، والدہ کا نام مثلی اور آپ کی زوجہ محترمہ کا نام سارہ ہے۔ آپ کی باندی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا نام ہاجرہ ہے، داؤد بن امین اور نوح بن لمک اور یونس بن متی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آزر آپ کے والد نہیں تھے بلکہ یہ بت کا نام ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح ہے اور آزر بت کا نام ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ کے بارے کہا کہ آزر آپ کا باپ نہیں بلکہ یہ تو بت ہے اور یہ نزول قرآن سے پہلے کا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو ابراہیم بن تیرح ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان تیمی نے وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ پڑھا اور کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ کلمات سخت ہیں۔ اور یہ شدید ترین کلمات ہیں جو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ (یعنی چچا) کو کہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً کے بارے فرمایا وہ کہتا تھا میں مدد کرتا ہوں، کیا تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور خدا سے مدد مانگتا ہے؟ تو اس طرح نہ کر۔ آپ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہیں تھا۔ بلکہ اس کا نام تارح تھا۔ ابوزرعہ نے کہا کہ آزر دو ہمزوں کے ساتھ ہے یعنی أءزر۔

امام ابوالشیخ نے اس آیت کے بارے میں ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا۔

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 282 2۔ تفسیر ابن کثیر، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 1324، دار ابن حزم بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

63

اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۷۹﴾ ۚ

”اور اسی طرح ہم نے دکھادی ابراہیم کو ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی تاکہ وہ ہوجائیں کامل یقین کرنے والوں میں پھر جب چھا گئی ان پر رات (تو) دیکھا انہوں نے ایک ستارا۔ بولے (کیا) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا (تو) بولے میں نہیں پسند کرتا ڈوب جانے والوں کو پھر جب دیکھا چاند کو چمکتے ہوئے تو کہا (کیا) یہ میرا رب ہے (؟) پھر جب وہ (بھی) غروب ہوگیا تو آپ نے کہا اگر نہ ہدایت دیتا مجھے میرا رب تو ضرور ہوجاتا میں بھی اس گمراہ قوم سے پھر جب دیکھا سورج کو جگمگاتے ہوئے (تو) بولے (کیا) یہ میرا رب ہے (؟) یہ تو ان سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا (تو) آپ نے فرمایا اے میری قوم! میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو بے شک میں نے پھیر لیا ہے اپنا رخ اس ذات کی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو یکسو ہوکر اور نہیں ہوں میں مشرکوں میں سے“۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے مراد سورج، چاند اور ستارے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے جو کچھ زمین و آسمان کے مابین ہے سب کھول دیا گیا، حتیٰ کہ آپ نے ایک چٹان پر ان کی طرف دیکھا اور چٹان مچھلی پر تھی اور یہ مچھلی وہ ہے جو لوگوں کا کھانا ہے۔ وہ مچھلی ایک زنجیر میں تھی اور وہ زنجیر خاتم العزۃ (معزز انگوٹھی) میں تھی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس سے مراد زمین و آسمان کی بادشاہی اور سلطنت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 286

WWW.NAFSEISLAM.COM

بارے کہا کہ اس سے مراد آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ نبطی زبان میں ملک کے لیے ملکوت استعمال ہوتا ہے۔

امام آدم بن ابی ایاس، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ علامات اور نشانیاں ہیں جو آپ کے لیے سات آسمانوں میں ظاہر کی گئیں اور آپ نے ان کی طرف دیکھا۔ حتی کہ آپ کی نگاہ عرش تک پہنچ گئی اور آپ کے لیے سات زمینیں بھی ظاہر کر دی گئیں اور آپ نے ان میں موجود علامات کی طرف بھی دیکھا۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ ایک چٹان پر کھڑے ہوئے اور آپ کے لیے سات آسمان منکشف کر دیے گئے یہاں تک کہ آپ نے عرش کی طرف اور جنت میں اپنے مقام کی طرف دیکھ لیا۔ پھر آپ کے لیے سات زمینیں ظاہر کی گئیں۔ یہاں تک کہ آپ نے اس چٹان کو دیکھ لیا جس پر زمینیں ہیں۔ اسی کے بارے رب کریم کا ارشاد ہے وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا (العنکبوت: 27)(1)

امام احمد، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عبد الرحمٰن بن عائش خضرمی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعض صحابہ کرام سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں نے اپنے رب کو انتہائی حسین صورت میں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کے بارے ملاء اعلیٰ بحث کر رہے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں نے عرض کی اے میرے پروردگار! تو ہی بہتر جانتا ہے۔ تو پھر پروردگار عالم نے اپنا دست قدرت میرے دو شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ فرمایا اس کے سبب جو کچھ زمین و آسمان میں تھا میں نے اسے جان لیا۔ ''رَاَيْتُ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى يَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ: قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ اَيْ رَبِّ! قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، قَالَ: فَعَلِمْتُ مَافِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ (انعام) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ملاء اعلیٰ میں کس کے بارے بحث ہو رہی ہے؟ آپ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی درجات اور کفارات کے بارے میں۔ پھر رب کریم نے پوچھا کفارات کیا ہیں؟ تو میں نے عرض کی جماعات میں شامل ہونے کی کوشش کرنا، نمازوں کے بعد مساجد میں مجالس کا قیام کرنا اور مکروہ و ناپسندیدہ حالت میں اچھی طرح وضو کرنا۔ پس جو بھی اس طرح کرے گا وہ خیر کے ساتھ زندہ رہے گا، اور خیر کے ساتھ ہی مرے گا اور وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس دن تھا جب اسے ماں نے جنم دیا تھا۔ اور رہے درجات تو ان سے مراد سلام کو عام کرنا، کھانا کھلانا اور رات کے وقت نفل نماز ادا کرنا ہے جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم کہو اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ چیزوں کے حصول، منکرات کے ترک اور مساکین کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو کسی قوم کی آزمائش اور فتنہ کا ارادہ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 27 (883) دار الصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

کر لے، تو مجھے بغیر آزمائش کے موت دے دے۔" قُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الطَّیِّبَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ، وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ، وَاِذَا اَرَدْتَ فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم انہیں یاد کرلو کیونکہ یہ سب حق ہیں (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مشاہدہ کیا تو ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مشغول دیکھا تو اس کے لیے بددعا کی، وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر اسی طرح ایک اور آدمی کو گناہ کرتے دیکھا، اس کے لیے بددعا کی، وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ پھر ایک اور آدمی کو اسی حال پر دیکھا۔ اس کے لیے بھی بددعا کرنے لگے کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی "اے ابراہیم! بلاشبہ تو مستجاب الدعوات آدمی ہے، میرے بندوں کے خلاف دعا نہ کر۔ کیونکہ میرے نزدیک وہ تین حالتوں میں سے ایک پر ہوں گے۔ یا تو میرا بندہ توبہ کرلے گا اور میں اس کی توبہ قبول فرمالوں گا، یا میں اس کی صلب سے ایسی اولاد پیدا کردوں گا جو زمین کو تسبیح وتحمید سے بھردے گی۔ یا پھر میں اسے اسی حالت میں موت دے دوں گا پھر اگر میں نے چاہا تو اسے معاف کردوں گا اور اگر چاہا تو اسے سزا دوں گا۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آسمانوں کی بادشاہی کے مشاہدہ کے لیے اٹھائے گئے۔ تو آپ نے ایک آدمی کو زنا کرتے دیکھا، آپ نے اس کے لیے بددعا کی تو اسے ہلاک کردیا گیا۔ پھر آپ کو (مزید) اٹھایا گیا۔ تو آپ نے ایک اور آدمی کو زنا کرتے دیکھا۔ آپ نے اس کے لیے بددعا کی تو اسے بھی ہلاک کردیا گیا۔ پھر مزید بلند کیا گیا تو آپ نے ایک دوسرے بندے کو زنا کا ارتکاب کرتے دیکھا۔ آپ نے اس کے لیے بھی بددعا کا ارادہ فرمایا کہ اتنے میں آپ کے رب نے آپ سے فرمایا اے ابراہیم ٹھہر جا۔ بلاشبہ تو ایسا بندہ ہے جس کی دعا کو قبول فرمایا جاتا ہے (یعنی تو مستجاب الدعوات آدمی ہے) اور بلاشبہ میرا بندہ تین حالتوں میں سے ایک حالت پر ہوگا۔ یا تو وہ میری بارگاہ میں توبہ کرے گا اور میں اس کی توبہ کو شرف قبول عطا کروں گا، یا میں اس کی صلب سے پاکیزہ اولاد پیدا کروں گا، یا پھر وہ اسی موجودہ سرکشی کی حالت پر رہے گا اور میں اس کے پیچھے پیچھے ہوں گا (یعنی اس حالت پر میں اس کی روح قبض کرلوں گا اور پھر اپنی منشا کے مطابق اس سے سلوک کروں گا)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے مذکورہ آیت کے بارے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو آپ نے نیچے کی طرف دیکھا اور ایک آدمی کو بدکاری میں مبتلا دیکھا۔ آپ نے اس کے لیے بددعا کی تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ نے سات افراد کے خلاف دعا کی۔ اور وہ تمام کے تمام دھنسا دیئے گئے۔ پھر آپ کو ندا دی گئی اے ابراہیم! میرے بندوں کے لیے نرمی اپنایئے۔ تین بار ایسے ہی کہا گیا (فرمایا) بلاشبہ میرا بندہ تین حالتوں میں سے ایک پر ہوگا۔ یا تو وہ توبہ کرے گا اور میں اس کی توبہ قبول فرمالوں گا، یا پھر میں اس کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 286

WWW.NAFSEISLAM.COM

پیٹھ سے ایسی اولاد پیدا کروں گا جو زیور ایمان سے آراستہ ہوگی۔ یا پھر وہ کفر ہی کرتا رہے گا۔ تو پھر اس کے لیے جہنم کافی ہے۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں شہر بن حوشب کے طریق سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابراہیم علیہ السلام نے زمین و آسمان کی بادشاہی ملاحظہ فرمائی۔ تو آپ نے ایک آدمی کو گناہ کرتے دیکھا، آپ نے اس کے لیے بددعا کی۔ پھر ایک دوسرے آدمی کو گناہ میں مبتلا دیکھا تو اس کے لیے بھی بددعا کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی۔ اے ابراہیم! بلاشبہ تو مستجاب الدعوات آدمی ہے۔ تو کسی کے لیے بددعا نہ کر۔ کیونکہ میرا اپنے بندے کے ساتھ معاملہ تین حالتوں میں سے کسی ایک کے مطابق ہوگا۔ یا تو میں اس کی پشت سے ایسی اولاد پیدا کروں گا، جو میری عبادت کرے گا۔ یا وہ اپنی آخری عمر میں مجھ سے توبہ کر لے گا اور میں اس کی توبہ قبول فرما لوں گا۔ یا پھر وہ اپنی حالت پر قائم رہے گا۔ تو پھر جہنم اس کے پیچھے پیچھے ہے (یعنی جہنم اس کے لیے کافی ہے)(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین و آسمان کی بادشاہی کا مشاہدہ کیا، آپ نے ایک آدمی کو برائی کرتے دیکھا، آپ نے اس کے لیے بددعا کی۔ تو وہ ہلاک ہوگیا۔ پھر ایک دوسرے آدمی کو اسی طرح گناہ کرتے دیکھا، اس کے لیے بددعا کی۔ وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ پھر ایک اور آدمی کو گناہ کا ارتکاب کرتے دیکھا۔ اس کے خلاف بھی بددعا کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی "اے ابراہیم! ٹھہر جا، کیونکہ تو مستجاب الدعوات آدمی ہے اور میرا بندہ تین حالتوں میں سے کسی ایک پر ہو گا۔ یا تو وہ موت سے پہلے توبہ کر لے گا اور میں اس کی توبہ قبول کرلوں گا، یا میں اس کی پشت سے ایسی اولاد پیدا کروں گا جو میرا ذکر کرے گی۔ یا پھر وہ اپنی گناہ کی حالت پر برقرار رہے گا۔ تو پھر جہنم اس کے پیچھے ہے(2)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں کی بادشاہی کی طرف بلند کیا گیا، آپ نے اوپر سے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ زنا کر رہا ہے، آپ نے اس کے لیے بددعا کی۔ تو وہ ہلاک ہوگیا۔ پھر آپ مزید بلند ہوئے، تو ایک اور آدمی پر نظر پڑی وہ زنا کر رہا ہے، آپ نے اس کے لیے بددعا کی تو وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ پھر آپ مزید بلندی پر پہنچے، تو ایک اور آدمی کو دیکھا کہ وہ زنا کا ارتکاب کر رہا ہے۔ آپ نے اس کے لیے بددعا کی۔ تو وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ پھر ایک اور آدمی کو زنا کرتے دیکھا، اس کے لیے بھی بددعا کی۔ تو وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ تب آپ کو کہا گیا اے ابراہیم! ذرا ٹھہر جا، بلاشبہ تو ایسا بندہ ہے کہ تیری دعا قبول کی جاتی ہے اور میرا اپنے بندے کے ساتھ معاملہ تین حالتوں میں سے کسی ایک کے مطابق ہوگا۔ یا تو وہ مجھ سے توبہ کرے گا اور میں اس کی توبہ قبول کرلوں گا۔ یا میں اسے ایسی پاکیزہ اور صالح اولاد عطا کروں گا جو میری عبادت کرے گی، یا پھر وہ اسی حالت میں سرکشی کرتا رہے گا جس میں وہ ہے۔ تو پھر جہنم اس کے پیچھے ہے(3)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 293 (6700)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 28 (884)، دار الصمیعی الریاض

3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 293

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ سے مراد زمین و آسمان کی تخلیق ہے۔ اور وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ کے بارے فرمایا کہ اس طرح سرًّا اور علانیۃً معاملہ ان کے لیے ظاہر اور واضح ہو گیا اور مخلوق کے اعمال میں سے کوئی شے بھی ان پر مخفی نہ رہی۔ پس جب آپ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو لعنت ملامت کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی حالت پر واپس لوٹا دیا جس پر پہلے تھے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک جابر اور متکبر حکمران سے بھاگ کر ایک تہ خانہ میں پناہ لی، تو آپ کا رزق آپ کے اعضاء میں رکھ دیا گیا۔ آپ جب بھی اپنی کوئی انگلی چوستے تو اللہ تعالیٰ اسی سے آپ کو خوراک عطا فرما دیتا۔ جب آپ اس تہ خانے سے باہر آئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھائی۔ آپ کو سورج، چاند، ستارے، بادل اور بہت بڑی مخلوق کا مشاہدہ کرایا اور زمین کی بادشاہی بھی دکھائی۔ چنانچہ آپ نے پہاڑوں، سمندروں، دریاؤں، درختوں، ہر قسم کے چوپائے، دیگر کیڑے مکوڑے اور عظیم مخلوق کا مشاہدہ کیا۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا پھر جب ان پر رات چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ستارہ جو انہوں نے دیکھا وہ زہرہ تھا۔ وہ عشاء کے وقت طلوع ہوا۔ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ''بولے کیا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو بولے میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔ آپ نے جان لیا کہ آپ کا رب تو دائمی ہے، ہمیشہ رہنے والا ہے۔ وہ کبھی بھی زائل اور ختم نہیں ہوگا۔ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ پھر جب چاند کو چمکتے ہوئے دیکھا تو کہا کیا یہ میرا رب ہے؟'' یعنی آپ نے پہلی تخلیق سے مزید بڑی تخلیق کا مشاہدہ کیا۔ '' تو پھر سوالیہ انداز میں کہا کیا یہ میرا رب ہے؟''۔ لیکن پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دیتا، تو میں بھی ضرور اس گمراہ قوم سے ہو جاتا۔ پھر جب سورج کو جگمگاتے ہوئے دیکھا۔ یعنی ایک ایسی تخلیق کا مشاہدہ کیا جو جسامت کے اعتبار سے پہلی دونوں سے بڑی اور اعظم ہے، ان سے بڑھ کر منور اور روشن ہے (بلکہ ساری کائنات میں اپنا نور بکھیر رہی ہے) تو پھر بولے کیا یہ میرا رب ہے، یہ تو ان سب سے بڑا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میں سے یہ ہے کہ زمین میں وہ پہلا حکمران جس کی بادشاہی زمین کے شرق و غرب میں تھی وہ نمرود بن کنعان بن کوش بن سام بن نوح تھا اور وہ بادشاہ جن کی حکومت ساری زمین پر رہی وہ چار ہیں: ابن کنعان، حضرت سلمان بن داؤد علیہ السلام، ذوالقرنین اور بخت نصر۔ ان میں سے دو مسلمان تھے اور دو کافر تھے۔ نمرود پر ایک ستارہ طلوع ہوا جو سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آ گیا۔ تو وہ اس سے گھبرا گیا۔ چنانچہ اس نے جادوگروں، کاہنوں، قیافہ شناسوں اور انتہائی جستجو اور جانچ پرکھ کرنے والوں کو بلایا اور اس ستارے کے بارے ان سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ تیری سلطنت میں ایک آدمی ظاہر ہوگا جس کے سبب تیری ہلاکت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 286

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور تیری بادشاہی کا خاتمہ ہوگا۔ اس کا مسکن بابل الکوفہ ہوگا۔ پس وہ اپنے گاؤں سے دوسرے گاؤں کی طرف نکل گیا اور اس نے مردوں کو باہر نکال دیا اور عورتوں کو چھوڑ دیا۔ اور یہ حکم صادر کر دیا کہ جس کے گھر نیا بچہ پیدا ہو اسے ذبح کر دیا جائے۔ چنانچہ اس نے ان کے بچوں کو ذبح کر دیا۔

پھر اسے شہر میں ایک حاجت پیش آئی۔ جس کے لیے ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کے سوا اس کے لیے کوئی چارہ نہ تھا۔ چنانچہ اس نے اسے بلایا اور وہاں بھیج دیا اور اسے کہا دیکھ، غور سے سن، اپنے گھر والوں کے پاس نہ جانا۔ تو آزر نے اسے کہا میں تو اپنے دین کے بارے میں حد درجہ بخیل ہوں۔ لیکن جب وہ گاؤں میں داخل ہوا اور اپنی اہلیہ پر نظر پڑی تو اپنے نفس پر ضبط نہ رکھ سکا۔ چنانچہ اس کے پاس چلا گیا اور اسے ساتھ لے کر کوفہ اور بصرہ کے درمیان واقع ایک گاؤں کی طرف بھاگ گیا۔ جسے ادر کہا جاتا تھا۔ وہاں اسے ایک تہ خانے میں جا کر رکھا اور طعام اور دیگر نفع بخش چیزیں اسے باہم پہنچا کر اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کرنے لگا۔ جب کافی طویل وقت گزر گیا۔ تو بادشاہ نے کہا ساحر اپنے قول میں جھوٹے ہیں۔ تم اپنے شہر کی طرف لوٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ لوٹ گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ اتنی تیزی اور سرعت کے ساتھ شباب تک پہنچے کہ ایک دن میں آٹھ دنوں کے برابر اور ایک ہفتے میں ایک مہینے کے برابر آپ کی نشوونما ہوئی۔ بادشاہ انہیں بھول گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے ہو گئے لیکن مخلوق میں سے اپنے سوا اور اپنے باپ اور ماں کے سوا کسی کو بھی نہیں دیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے اپنے ساتھیوں کو کہا میرا ایک بیٹا ہے۔ میں نے اسے چھپائے رکھا ہے۔ اگر میں اسے لے آؤں تو کیا تم اس پر بادشاہ کو خوفزدہ کرو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا نہیں اسے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ وہ چلا گیا اور آپ کو وہاں سے نکال لایا۔ پس جب یہ بچہ تہ خانے سے باہر نکلا اور چوپاؤں، جانوروں اور دیگر مخلوق کو دیکھا تو اپنے باپ سے سوال کرنے لگا یہ کیا ہے؟ وہ اونٹ کے متعلق آپ کو بتاتا یہ اونٹ ہے، گائے کے بارے میں بتاتا یہ گائے ہے، گھوڑے کے بارے میں بتاتا یہ گھوڑا ہے اور بکری کے بارے بتاتا یہ بکری ہے۔ تو آپ فرماتے ان تمام چیزوں کے لیے ضروری ہے کہ ان کے لیے کوئی رب ہو۔

جب آپ تہ خانے سے نکلے تو اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو آپ کی نظر مشتری ستارے پر پڑی۔ آپ نے کہا یہ میرا رب ہے۔ لیکن زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ وہ غائب ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا میں اسے رب بنانا پسند نہیں کرتا جو چھپ جاتا اور غائب ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ مہینے کے آخر میں باہر تشریف لائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ستارے سے قبل چاند (قمر) کو نہیں دیکھا تھا۔ پس جب رات کا آخری حصہ آیا تو آپ نے چمکتے ہوئے چاند کو دیکھا کہ وہ طلوع ہوا ہے۔ تو کہا یہ میرا رب ہے۔ لیکن جب وہ چھپ گیا غائب ہو گیا تو کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دیتا تو میں بھی گمراہ قوم میں سے ہو جاتا۔ پھر جب صبح ہوئی اور آپ نے چمکتے ہوئے سورج کو دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے؟ لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا اے میری قوم! میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا ''اَسْلِمْ'' (اسلام لے آ) آپ نے کہا ''اَسْلَمْتُ لِرَبِّ

الْعٰلَمِیْنَ ''(میں سارے جہانوں کے رب کے لیے اسلام لے آیا)

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو دعوت حق دینے لگے اور انہیں ڈرانے لگے۔ آپ کا باپ (چچا) بت بنا کر اپنے بیٹوں کو دیتا اور وہ انہیں فروخت کرتے تھے اور وہ آپ کو بھی دیتا۔ تو آپ یہ آواز لگاتے تھے کون ہے جو اسے خریدے جو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے؟ آپ کے (چچازاد) بھائی اپنے بتوں کو بیچ کر واپس لوٹتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بتوں کو اپنی اصلی حالت سمیت واپس لے آتے تھے۔ پھر آپ نے اپنے باپ (چچا) کو دعوت حق دی اور کہا یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا (مریم) ''اے میرے باپ تو کیوں عبادت کرتا ہے اس کی جو نہ کچھ سنتا ہے اور نہ کچھ دیکھتا ہے اور نہ تجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے''۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام بت خانے کی طرف آئے۔ وہ بت ایک بہت بڑے مکان میں تھے۔ مکان کے دروازے کے سامنے ایک بہت بڑا بت تھا۔ اس کے پہلو میں اس سے چھوٹے اور پھر ان کے پہلوؤں میں ان سے چھوٹے بت درجہ بدرجہ رکھے گئے تھے۔ ہر چھوٹا بت اپنے سے بڑے کے ساتھ ملتا جاتا۔ یہاں تک کہ وہ مکان کے دروازے تک جا پہنچے اور جب وہ بتوں کے سامنے کھانا رکھتے اور کہتے جس وقت ہم لوٹ کر آئیں گے اس وقت یہ بت ہمارے کھانے سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔ چنانچہ ہم کھائیں گے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا اور کھانے کی طرف جو ان کے سامنے رکھا ہوا تھا تو آپ نے کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟ جب انہوں نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا۔ تو آپ نے فرمایا: مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ (صافات) کیا ہے تمہیں کہ تم بولتے نہیں؟۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں دعوت حق دی۔ آپ اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے اور انہیں ڈراتے رہے۔ تو انہوں نے آپ کو ایک مکان میں بند کر دیا اور آپ کے لیے بہت سی لکڑیاں جمع کرنے لگے۔ یہاں تک کہ کوئی عورت بیمار ہوتی تو وہ کہتی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے تندرستی عطا کی تو میں ابراہیم کے لیے لکڑیاں جمع کروں گی۔ پس جب وہ جمع کر چکے اور اتنا ڈھیر لگا چکے کہ اگر کوئی پرندہ بھی اوپر سے گزرے تو وہ بھی آگ کی گرمی اور شعلوں کی شدت سے جل جائے گا۔ تو انہوں نے آپ کو پکڑا اور آپ کو عمارت کے سب سے اوپر والے حصے کی طرف اوپر اٹھایا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند فرمایا اور آسمان و زمین، پہاڑوں اور ملائکہ سبھی نے کہا اے ہمارے رب! ابراہیم تیرے راستے میں جل رہا ہے (رَبَّنَا اِبْرَاهِیْمُ یَحْرِقُ فِیْكَ)۔ رب کریم نے فرمایا میں اسے بہتر جانتا ہوں۔ اگر وہ تمہیں بلائے تو اس کی مدد کرنا (قَالَ: اَنَا اَعْلَمُ بِهٖ۔ فَاِنْ دَعَاكُمْ فَاَغِیْثُوْهُ)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر نیاز آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے کہا اے اللہ تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین میں اکیلا ہوں۔ میرے سوا کوئی نہیں جو تیری عبادت کرتا ہو۔ اللہ میرے لیے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی السَّمَآءِ وَاَنَا الْوَاحِدُ فِی الْاَرْضِ، لَیْسَ اَحَدٌ یَعْبُدُكَ غَیْرِیْ، حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ)۔ اتنے میں انہوں نے آپ کو آگ میں پھینک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم فرمایا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ (الانبیاء) ''اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا ابراہیم کے

WWW.NAFSEISLAM.COM

لیے''۔ اور وہ جبرئیل امین علیہ السلام تھے جنہوں نے آگ کو یہ آواز دی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر برداً کے بعد سلاما کے الفاظ نہ ہوتے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ کی ٹھنڈک سے فوت ہو جاتے۔ اس دن زمین میں کوئی آگ باقی نہیں رہی مگر یہ کہ وہ بجھ گئی۔ گمان یہ ہے کہ یہی مقصود تھا۔ پس جب آگ بجھ گئی تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ آپ موجود ہیں اور آپ کے ساتھ ایک دوسرا آدمی بھی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سر اس کی گود میں ہے اور وہ آپ کے چہرے سے پسینہ صاف کر رہا ہے۔ بیان کیا گیا کہ وہ دوسرا آدمی سائے کا فرشتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو نازل فرمایا تا کہ بنی آدم اس سے نفع حاصل کریں۔ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو باہر نکالا اور آپ کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اس سے قبل آپ اس کے پاس نہیں گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے اس کے ساتھ گفتگو کی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کَوْ کَبًا سے مراد مشتری ستارہ ہے جو کہ مغرب کے وقت قبلہ کی طرف طلوع ہوتا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت زید بن علی رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ کَوْ کَبًا سے مراد زہرہ ستارہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا۔ اَفَلَ کا معنی ذَهَبَ (غائب ہو جانا) ہے۔

ابن ابی حاتم نے کہا کہ قتادہ نے کہا ہے کہ الْاٰفِلِیْنَ کا معنی زَائِلِیْنَ ہے۔ یعنی میں زائل ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا مجھے فَلَمَّآ اَفَلَتْ کا مفہوم بتائیے؟ تو آپ نے فرمایا ''فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ كَبِدِ السَّمَآءِ'' یعنی جب وسط آسمان سے سورج زائل ہو گیا۔ یہ سن کر نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں، کیا تم نے کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ کہتے ہوئے کہتے ہیں:

فَتَغَيَّرَ الْقَمَرُ الْمُنِيرُ لِفَقْدِهٖ وَالشَّمْسُ قَدْ كُسِفَتْ وَكَادَتْ تَاْفِلُ

''چمکتا ہوا چاند اپنے غروب ہونے کے سبب متغیر ہو گیا اور سورج گرہن زدہ ہوا اور زائل ہونے کے قریب ہو گیا''۔

پھر نافع نے کہا مجھے حنیفا کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا ''دینا مخلصا'' (یعنی خالص دین) انہوں نے پوچھا کیا عرب اس سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، کیا تم نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے نہیں سنا:

حَمِدْتُ اللّٰهَ حِيْنَ هَدٰى فُؤَادِيْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَالدِّيْنِ الْحَنِيْفِ

''میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش بیان کی جب اس نے میرے دل کو اسلام اور خالص دین کی طرف راہنمائی فرمائی''۔

اسی طرح عرب کا ایک اور آدمی بنی عبد المطلب کے فضائل ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

أَقِيْمُوْا لَنَا دِيْنًا حَنِيْفًا فَاَنْتُمُوْ لَنَا غَايَةٌ قَدْ نَهْتَدِيْ بِالذَّوَائِبِ

WWW.NAFSEISLAM.COM

تم نے ہمارے لیے خالیلیلص دین قائم کرو پس تم ہماری منزل ہو ہم سواریوں سمیت ہدایت پاتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بھی حنیفا کا معنی مخلصا نقل کیا ہے۔

امام مسلم، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ حضور نبی مکرم ﷺ کے خطبہ میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں تمہارے دین سے متعلق وہ امور سکھاؤں جن سے تم ناواقف ہو اور آج کے دن اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ سکھلا دیے ہیں۔ ہر قسم کا وہ مال جو تو نے غلام کو دے دیا وہ اس کے لیے حلال ہے۔ میں نے اپنے تمام بندوں کو حنفاء پیدا کیا ہے اور پھر شیاطین ان کے پاس آئے اور انہیں اپنے دین سے کھینچ نکالا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں اور انہوں نے انہیں حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شریک ٹھہراتے رہیں۔ جب تک میں کوئی دلیل اور حجت نازل نہ کروں (1)۔

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کا آغاز فرماتے، تو تکبیر کہتے، پھر یہ کہتے: وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ (انعام) اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ (انعام) (2)

وَ حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنِ ؕ وَ لَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ كَيْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَ لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾

"اور جھگڑنے لگی ان سے ان کی قوم۔ آپ نے کہا کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں حالانکہ اس نے ہدایت دے دی ہے مجھے۔ اور نہیں ڈرتا میں ان سے جنہیں تم شریک بناتے ہو اس کا۔ مگر یہ کہ چاہے میرا ہی پروردگار کوئی تکلیف پہنچانا، گھیرے ہوئے ہے میرا رب ہر چیز کو (اپنے) علم سے۔ تو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرو گے اور کیسے ڈروں میں (ان سے) جنہیں تم نے شریک ٹھہرا رکھا ہے حالانکہ تم نہیں ڈرتے (اس سے) کہ تم نے شریک بنایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسے کہ نہیں اتاری اللہ نے اس کے متعلق تم پر کوئی دلیل۔ تو (تم ہی بتاؤ) دونوں

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 385، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 221 (3421) دار الکتب العلمیہ بیروت

فریقوں سے کون زیادہ حق دار ہے امن (وسلامتی) کا اگر تم (کچھ) جانتے ہو"؟

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ کا معنی یہ بیان کرتے تھے کہ آپ کی قوم آپ سے جھگڑنے لگی (خاصموہ)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ کا معنی نقل کیا ہے "اَتُخَاصِمُوْنَنِي" کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو۔ عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ عاصم نے مذکورہ لفظ کو نون مشددہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ کے بارے انہوں نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خداؤں کو پکارنے لگے۔ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو اللہ کے بارے میں حالانکہ اس نے مجھے ہدایت دے دی ہے یعنی میں اپنے پروردگار کو پہچان چکا ہوں۔ انہوں نے آپ کو اپنے الٰہوں سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی کہ ان کی جانب سے آپ کو کوئی مصیبت اور تکلیف پہنچے گی۔ تو آپ نے فرمایا: میں ان سے نہیں ڈرتا جنہیں تم شریک بناتے ہو اور پھر فرمایا: اے مشرکو! میں کیسے ڈروں ان سے جنہیں تم نے شریک ٹھہرا رکھا ہے؟ حالانکہ تم نہیں ڈرتے اس سے کہ تم نے شریک بنایا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے جب کہ آپ نے ان سے یہ پوچھا تھا تم ہی بتاؤ دونوں فریقوں میں سے کون امن وسلامتی کا زیادہ حق دار ہے۔ گویا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب سے حجت ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ کے بارے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے منقول ہے کیا وہ فریق جو غیر اللہ سے ڈرتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرا یا وہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور غیر اللہ سے نہ ڈرا؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ (الانعام)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾

"وہ جو ایمان لائے اور نہ ملایا انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے انہیں کے لیے ہی امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں"۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور دار قطنی نے الافراد میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ نازل ہوئی تو لوگوں پر یہ بہت شاق گزری۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کون اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد وہ نہیں جو تم مراد لے رہے ہو۔ کیا تم نے نہیں سنا جو ایک عبد صالح نے کہا ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

کہ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ (لقمان) ”بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے“۔ تو یہاں بھی ظلم سے مراد شرک ہے(1)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی رحمہم اللہ نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ان سے مذکورہ آیت کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے ان سے کہا تم کیا کہتے ہو؟ تو انہوں نے کہا اس کا معنی ہے ”انہوں نے ظلم نہ کیا“ تو پھر آپ نے فرمایا تمہیں جو امر انتہائی بھاری محسوس ہوا ہے وہ لفظ بظلم ہے۔ تو یہاں ظلم بمعنی شرک ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ”بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے“(2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ظلم سے مراد شرک ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابوعبید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے(3)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے مذکورہ آیت کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد شرک لیا گیا ہے۔ کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے(5)۔

امام ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر داخل ہوتے تو مصحف کو کھول کر پڑھتے۔ ایک دن وہ داخل ہوئے اور آپ نے سورۃ الانعام کی تلاوت کی۔ جب پڑھتے پڑھتے اس آیت اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ يَلۡبِسُوۡۤا اِيۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ الآیہ پر پہنچے تو آپ نے تلاوت ختم کر دی (مصحف بند کر دیا) اور اپنی چادر لی اور پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے ابا المنذر! میں جب اس آیت پر پہنچا ہوں اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا الآیہ ”تو میں یہ غور کرنے لگا“ کہ ہم جانتے ہیں ہم فلاں فلاں ظلم کر رہے ہیں؟ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! اس آیت میں ظلم سے مراد وہ نہیں۔ بلکہ اس ظلم سے مراد شرک ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظلم سے مراد بتوں کی پوجا کرنا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 296 2۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 297 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 296
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 298 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا ہے ''اورانہوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا''

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے کہا: یہ آیت صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس امت کے بارے یہ آیت نہیں (1)۔

امام احمد، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب ہم مدینہ منورہ سے باہر نکلے تو دیکھا ایک سوار ہماری طرف آ رہا ہے۔ وہ ہمارے پاس پہنچ کر رکا اور اس نے سلام کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تو کہاں سے آیا ہے؟ تو اس نے عرض کی میں اپنے گھر، اولاد اور اپنے خاندان سے آیا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تو پہنچ چکا ہے۔ اس نے عرض کی۔ مجھے بتلایئے ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تو شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پھر تو نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے، رمضان السبارک کے روزے رکھے اور بیت اللہ شریف کا حج کرے ''تَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ، وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَ تَحُجُّ الْبَيْتَ'' اس نے عرض کی۔ میں نے اقرار کرلیا۔ پھر اس کے اونٹ کے آگے والے پاؤں ایک خالی کنوئیں میں داخل ہوگئے اور وہ گر پڑا۔ تو وہ آدمی اپنے سر کی چوٹی کے بل اس سے گرا اور فوت ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ آدمی ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے عمل تھوڑا کیا ہے اور اجر کثیر پایا ہے۔ اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ میں نے حورعین کو دیکھا ہے۔ وہ اس کے منہ میں جنت کا پھل ڈال رہی ہے۔ اور اس سے مجھے یہ علم ہوا ہے، کہ یہ آدمی بھوکا فوت ہوا ہے۔ ''فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هٰذَا مِنَ الَّذِيْنَ عَمِلُوْا قَلِيْلًا وَّاُجِرَ وَ اكَثِيْرًا، هٰذَا مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ ''اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ، اِنِّيْ رَاَيْتُ حُوْرَ الْعِيْنِ يُدْخِلْنَ فِيْ فِيْهِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، فَعَلِمْتُ اَنَّ الرَّجُلَ مَاتَ جَائِعًا'' (2)

امام حکیم ترمذی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پیش ہوا۔ اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ میں اپنے شہر اور اولاد سے اس لیے نکلا ہوں تا کہ آپ کی رہنمائی سے ہدایت حاصل کروں اور آپ کے قول کو مضبوطی سے تھام لوں۔ لہٰذا آپ مجھے ارشاد فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دعوت اسلام دی اور اس نے اسے قبول کر لیا۔ پھر ہم اس کے اردگرد جمع ہوگئے۔ پھر اس کے اونٹ کے پاؤں خالی زمین کی ایک بل میں گھس گئے۔ جس کے سبب اعرابی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 346، دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 359، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے ان کے بارے سنا ہے جنہوں نے عمل تھوڑا کیا ہے اور اجر کثیر پایا ہے؟ یہ انہیں میں سے ہے۔ کیا تم نے سنا ہے ان کے متعلق جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہ ملایا؟ یہ انہیں میں سے ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بکر بن سوادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دشمنوں میں سے ایک آدمی نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ایک آدمی کو قتل کر ڈالا، پھر حملہ کیا اور دوسرے کو قتل کر دیا، پھر حملہ کیا اور ایک اور آدمی کو قتل کر دیا۔ پھر کہنے لگا کیا اس کے بعد بھی اسلام مجھے نفع دے سکتا ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا ہم نہیں جانتے ہیں۔ پھر اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں کیوں نہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں میں داخل ہو گیا۔ پھر اپنے ساتھیوں پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک کو پھر دوسرے کو قتل کر دیا پھر خود شہید ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ صحابہ کرام یہ خیال کرتے تھے کہ یہ آیت اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (الآیہ) اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی آیا اور اس نے اسلام قبول کیا پس تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا۔

امام علامہ بغوی نے معجم میں، ابن ابی حاتم، ابن قانع، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سخبرہ رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور اس نے صبر کیا، جسے عطا کیا گیا اور اس نے شکر کیا، جس پر ظلم کیا گیا اور اس نے معاف کر دیا جس نے ظلم کیا اور پھر معافی مانگ لی، یہ کہہ کر حضور نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔ تو پھر عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ اس کے لیے کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے امن و سلامتی ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ (2)

وَ تِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَیْنٰهَاۤ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۸۳﴾

”اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے دی تھی ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں۔ ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے چاہتے ہیں بے شک آپ کا رب بڑا دانا سب کچھ جاننے والا ہے“۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس خصومت اور جھگڑے کے بارے میں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی قوم کے درمیان قائم تھا اور یہ وہی خصومت ہے جو آپ کے اور جابر و سرکش حکمران نمرود کے درمیان تھی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ نوادر الاصول، باب مبدأ الاستقامۃ، صفحہ 421، دار صادر بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ عزوجل وشکرھا، جلد 4، صفحہ 104 (4431)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول بیان کیا ہے کہ علی قومہ سے مراد ان کے خصم اور جھگڑا کرنے والے افراد ہیں۔
امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ کی سند سے زید بن اسلم سے بھی اسی طرح کا قول نقل کیا ہے۔
امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ کی سند سے زید بن اسلم سے نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ درجات سے مراد علم ہے کہ ہم علم کے ساتھ بلند کر دیتے ہیں جسے چاہتے ہیں۔
امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک نے کہا ہے: شہدآء کے درجات کی طرح علماء کے بھی درجات ہیں۔

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۙ﴿۸۴﴾ وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ﴿۸۵﴾ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۸۶﴾ وَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

”اور ہم نے عطا فرمائے انہیں اسحاق اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہدایت دی تھی ان سے پہلے اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو (راہ راست دکھائی) اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور (ہم نے ہدایت دی) زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو۔ (یہ) سب صالحین میں سے تھے اور (ہدایت دی) اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور ان سب کو ہم نے فضیلت دی سارے جہان والوں پر اور ہدایت دی ان کے کچھ باپ دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں کو اور ہم نے چن لیا ان (سب) کو اور ہدایت دی ان (سب) کو راہ راست کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے رہنمائی کرتا ہے اس کے ساتھ جس کی چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ضائع ہو جاتا ان سے وہ (عمل) جو وہ کیا کرتے تھے“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے حضرت ابوحرب بن ابی الاسود رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حجاج نے یحییٰ بن یعمر کی طرف (پیغام) بھیجا اور کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم یہ نظریہ رکھتے ہو کہ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اولاد میں سے ہیں اور یہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ حالانکہ میں نے اول سے آخر تک سارا قرآن کریم

پڑھا ہے لیکن مجھے کہیں نہیں ملا۔ تو انہوں نے جواب دیا کیا سورۃ الانعام کی یہ آیت نہیں پڑھتے وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ...... وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى فرمایا کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں؟ حالانکہ ان کا کوئی باپ نہیں؟ (یعنی وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں) اس نے کہا تم نے سچ کہا ہے۔

امام ابوالشیخ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالملک بن عمیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن یعمر حجاج کے پاس گئے اور آپ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ تو حجاج نے کہا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی اولاد میں سے نہیں۔ یہ سن کر یحییٰ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تو اس نے کہا تم اپنے قول پر کوئی دلیل بیان کرو۔ تو پھر آپ نے وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ سے لے کر وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ تک یہ آیت تلاوت فرمائی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ خبر دے رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ پھر حجاج نے کہا: تم نے سچ کہا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ماموں بھی والد ہے اور چچا بھی والد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ان کے ماموؤں کی طرف ہی کی اور فرمایا وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ یہاں تک کہ اس قول تک بیان فرمایا وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس قول باری کے بارے میں کہا وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے فرمایا وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ۔ الی قولہ۔ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ پھر ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت طیبہ میں کیا، ارشاد فرمایا "فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ"

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی اتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا "اَخْلَصْنَاهُمْ" (ہم نے انہیں خالص کر لیا)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مراد وہی لوگ ہیں جن کے بارے یہ فرمایا "هَدَيْنَا هُمْ وَ فَضَّلْنَا هُمْ" کہ ہم نے انہیں ہدایت دی اور ہم نے ان پر مہربانی فرمائی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

"یہ وہ لوگ تھے ہم نے عطا کی تھی جنہیں کتاب اور حکمت اور نبوت تو اگر انکار کریں اس کا یہ (مکہ والے) تو ہم نے مقرر کر دیے ہیں اس کو ماننے کے لیے ایسے لوگ جو اس کے ساتھ کفر کرنے والے نہیں"۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 180 (4772) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حوثرہ بن بشیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے ایک کو سنا اس نے مذکورہ آیت کے بارے حضرت حسن سے پوچھا اے ابوسعید یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا ان سے مراد وہی لوگ ہیں جن کا ذکر اس سے ماقبل آیت میں ہو چکا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا الْحُكْمَ سے مراد لب (عقل مندی اور دانائی) ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ سے مراد اہل مکہ ہیں کہ اگر اس قرآن کا انکار کریں۔ تو ہم نے اس کو ماننے کے لیے ایسے لوگ مقرر کر دیے ہیں، جو اس کے ساتھ کفر کرنے والے نہیں اور ان سے مراد اہل مدینہ اور انصار ہیں (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ سے مراد اہل مکہ کفار قریش ہیں اور فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِیْنَ میں قَوْمًا سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں جن اٹھارہ کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اور ان کے بارے ہی یہ فرمایا: ”فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ“ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابو رجاء العطاردی رحمہ اللہ سے فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا۔ الآیہ، کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مراد ملائکہ ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل ایمان نے دار (آخرت) اور ایمان کو اختیار کر لیا اس سے قبل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں تو اہل مکہ نے ان کا انکار کر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِیْنَ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اہل مکہ ان آیات کا انکار کر دیں تو ہم نے انہیں ماننے کے لیے مدینہ طیبہ کے انصار مقرر کر دیے ہیں۔

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۰﴾ ع

”یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہدایت دی تھی اللہ نے۔ تو انہیں کے طریقہ کی پیروی کرو۔ آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کوئی اجرت۔ نہیں ہے وہ (قرآن) مگر نصیحت سارے جہانوں کے لیے“۔

امام سعید بن منصور، بخاری، نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 306، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 57 (824)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ﷺ کو حکم فرمایا گیا کہ ان کے طریقہ کی اقتداء کی جائے اور آپ ﷺ سورۂ ص میں سجدہ کیا کرتے تھے (1) ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ لفظ نقل کیے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سورۂ ص کے سجدہ کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے یہی آیت پڑھی اور فرمایا: تمہارے نبی مکرم ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا گیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اقتداء کی جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ پر اٹھارہ انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا اور پھر آپ کو حکم دیا کہ ان کی اقتداء کی جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ میں ھاء کو وصل کلام میں ظاہر کر کے پڑھا ہے اور اس میں ادغام نہیں کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اے محمد! ﷺ آپ انہیں فرما دیجئے کہ میں تمہیں جو دعوت حق دیتا ہوں اس پر تم سے سامان دنیا میں سے کوئی سامان نہیں مانگتا۔ واللہ اعلم۔

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾

"اور نہ قدر پہچانی انہوں نے اللہ کی جیسے حق تھا اس کی قدر پہچاننے کا جب کہا انہوں نے کہ نہیں اتاری اللہ نے کسی آدمی پر کوئی چیز (یعنی وحی)۔ آپ پوچھیے کس نے اتاری تھی وہ کتاب جسے لے آئے تھے موسیٰ (جو سراسر) نور تھی اور (سراپا) ہدایت تھی لوگوں کے لیے، تم نے بنا لیا ہے اسے الگ الگ کاغذ، ظاہر کرتے ہو اسے اور چھپا لیتے ہو (اس کا) بہت سا (حصہ) اور تمہیں سکھایا گیا جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا؟ آپ فرما دیجئے اللہ! پھر چھوڑ دیجئے انہیں (تاکہ) وہ اپنی بیہودہ باتوں میں کھیلتے رہیں"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ سے مراد وہ کفار ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان نہیں لائے۔ پس جو اس پر ایمان لایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی قدر اس طرح پہچان لی جیسے پہچاننے کا حق ہے اور جو ایمان نہیں لایا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانی جیسے پہچاننے کا حق تھا۔ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ جب

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 666، وزارت تعلیم اسلام آباد

انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں سے کسی آدمی پر کوئی چیز یعنی وحی نہیں اتاری، یہودیوں نے کہا اے محمد! (ﷺ) کیا اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب نازل کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ تو انہوں نے کہا قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کوئی کتاب نازل نہیں کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ نازل فرمائے اے محمد! ﷺ ان سے پوچھو موسیٰ علیہ السلام پر کتاب کس نے اتاری تھی؟ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَلَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ یعنی اسے اللہ تعالیٰ نے ہی نازل کیا تھا(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے نہ پہچانا اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کیا ہے کیونکہ انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ اسی کے بارے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کی جیسے تعظیم کا حق تھا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے نقل کیا ہے کہ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ مشرکین قریش نے یہ قول کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نہیں اتاری ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا فنحاص یہودی نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ کے کلمات مالک بن صیف کے بارے نازل ہوئے(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہود میں سے ایک آدمی آیا اسے مالک بن صیف کہا جاتا تھا اور حضور نبی مکرم ﷺ سے جھگڑا کرنے لگا۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسے فرمایا میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔ کیا تو تورات میں یہ پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حبر سمین (عظیم الجثہ عالم) کو مبغوض جانتا ہے؟ اور وہ خود موٹا تازہ عالم تھا۔ یہ سن کر وہ غضب ناک ہو گیا اور یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نہیں اتاری۔ تو اس پر اس کے ساتھیوں نے اسے کہا تیری ہلاکت ہو! کیا موسیٰ علیہ السلام پر بھی نہیں؟ تو اس نے کہہ دیا: اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ...... الآیہ"(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہود میں سے کچھ آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت آپ ﷺ پاؤں کے بل اپنی چادر پیٹھ اور گھٹنوں سے باندھ کر اس کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! کیا آپ ہماری طرف آسمان سے کوئی کتاب نہیں لائیں گے جیسا کہ موسیٰ علیہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 310　　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 309　　3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

السلام تختیاں (الواح) لے کر آئے تھے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ (النساء:153) "مطالبہ کرتے ہیں آپ سے اہل کتاب کہ آپ اتر وادیں ان پر کتاب آسمان سے"۔

تو یہودیوں میں سے ایک آدمی تیزی کے ساتھ انگلیوں کے بل اٹھا اور کہہ دیا اللہ تعالیٰ نے آپ پر، موسیٰ علیہ السلام پر، عیسیٰ علیہ السلام پر اور نہ کسی اور پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ...... الآیہ۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اہل کتاب سے اپنے بارے میں پوچھیں، وہ اپنی کتابوں میں کیسے پاتے ہیں؟ تو ان کے حسد نے انہیں اس پر برانگیختہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسل عظام کا انکار کریں۔ چنانچہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ...... الآیہ۔ پھر کہا: اے محمد! (ﷺ) اپنے بارے میں خبیر کی طرف رجوع کرو۔ پھر یہ آیت نازل کی گئی اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾ (الفرقان) "وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اس کے بارے میں کسی واقف حال سے"۔ اور وَ لَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ﴿۱۴﴾ (فاطر) (اور حقیقت حال سے) تجھے کوئی آگاہ نہیں کر سکتا خدائے خبیر کی مانند"۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب میں کعب سے یہ نقل کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ زیادہ گوشت والا جسم رکھنے والے اہل بیت اور موٹا جسم رکھنے والے عالم کو ناپسند کرتا ہے(2)۔

امام بیہقی نے حضرت جعدۃ الجشمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو دیکھا کہ ایک آدمی آپ پر خواب کا واقعہ بیان کر رہا ہے کہ اس نے ایک موٹے تازے آدمی کو دیکھا ہے وہ اپنے پیٹ کو ہاتھ میں موجود کسی شے کے ساتھ لگائے ہوئے ہے اور کہہ رہا ہے "اگر اس کا بعض اس کے غیر میں ہوتا تو یہ فرشتے سے بہتر ہوتا(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا سے مراد یہود ہیں اور وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ کے بارے کہا یہ مسلمانوں کے لیے ہے۔

امام ابن منذر نے ابن جریر رحمہما اللہ سے تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ان یہودیوں کے بارے میں ہے، جنہوں نے تورات کو ظاہر کیا اور محمد ﷺ کے ذکر کو چھپا لیا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے اس طرح پڑھا تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا اور اے گروہ عرب تمہیں بتا دیا گیا مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 310

2۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 33 (5668)، دار الکتب العلمیہ بیروت	3۔ ایضاً، (5667)

یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عطا کیا، لیکن انہوں نے اس کی پیروی نہ کی، نہ اسے مضبوطی سے حاصل کیا اور نہ ہی اس کے مطابق عمل کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کے اس عمل پر اس کی مذمت بیان فرمائی۔

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

”اور یہ (قرآن) کتاب ہے ہم نے اتارا ہے اس کو، بابرکت ہے تصدیق کرنے والی ہے اس (وحی) کی جو اس سے پہلے (نازل ہوئی) اور اس لیے تاکہ ڈرائیں آپ مکہ (والوں) کو اور جو اس کے اردگرد ہیں۔ اور جو ایمان لائے ہیں آخرت کے ساتھ وہ ایمان رکھتے ہیں اس پر (بھی) اور وہ اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ کتاب سے مراد وہ قرآن کریم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیہ والثناء پر نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ کا مفہوم یہ ہے کہ یہ قرآن کریم ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اُمَّ الْقُرٰى سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور مَنْ حَوْلَهَا سے مراد مکہ مکرمہ کے اردگرد کے وہ دیہات اور گاؤں ہیں جو مشرق و مغرب کی جانب ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء اور حضرت عمرو بن دینار رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہوائیں بھیجیں، انہوں نے پانی کو شق کیا اور سفید جزیرے کی مانند بیت اللہ شریف کی جگہ کو ظاہر کر دیا۔ پھر اس سے اللہ تعالیٰ نے زمین کو پھیلا دیا۔ اسی لیے اسے ام القریٰ کہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا اُمَّ الْقُرٰى سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور اس کا نام اُمَّ الْقُرٰى اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ سب سے پہلا گھر اسی میں بنایا گیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا اُمَّ الْقُرٰى سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ انہوں نے کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ زمین مکہ مکرمہ سے ہی پھیلائی گئی ہے (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُمَّ الْقُرٰى مکہ مکرمہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 314 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 57 (825)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَ لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

”اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا کہے کہ وحی کی گئی ہے میری طرف حالانکہ نہیں وحی کی گئی اس کی طرف کچھ بھی اور (کون زیادہ ظالم ہے اس سے) جو کہے کہ میں (بھی) نازل کروں گا ایسا ہی (کلام) جیسے نازل کیا ہے اللہ نے۔ کاش تم دیکھو جب ظالم موت کی سختیوں میں (گرفتار) ہوں اور فرشتے بڑھا رہے ہوں (ان کی طرف) اپنے ہاتھ (اور انہیں کہیں کہ) نکالو اپنی جانوں کو۔ آج تمہیں دیا جائے گا ذلت کا عذاب اس وجہ سے کہ تم بہتان لگاتے تھے اللہ تعالیٰ پر ناحق اور تم اس کی آیتوں (کے ماننے) سے تکبر کیا کرتے تھے“۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں حضرت شرحبیل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مذکورہ آیت عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو وہ اپنے رضاعی بھائی عثمان کی طرف بھاگ گیا اور اسی کے پاس چھپا رہا۔ یہاں تک کہ اہل مکہ مطمئن ہو گئے۔ پھر اس نے اپنے لیے پناہ طلب کر لی (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوخلف الاعمی رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ابن ابی سرح حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے وحی لکھا کرتے تھے۔ پھر مکہ کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا اے ابن ابی سرح! تو ابن ابی کبشہ کے لیے کیسے قرآن لکھتا ہے؟ اس نے جواب دیا میں ایسے ہی لکھ دیتا ہوں جیسے میں چاہتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا یہ آیت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح القرشی کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ اسلام لائے اور حضور ﷺ کی وحی لکھا کرتے تھے۔ پھر جب آپ نے انہیں ”سميعا عليما“ املاء کرایا تو انہوں نے ”عكيما حكيما“ لکھ دیا اور جب آپ نے کہا ”عليما حكيما“ تو انہوں ”سميعا عليما“ لکھ دیا۔ سو وہ شک میں مبتلا ہو گیا اور کفر اختیار کر لیا اور یہ کہنے لگا اگر محمد (ﷺ) کی طرف وحی کی جاتی ہے تو میری طرف بھی وحی کی جاتی ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب المغازی والسرایا، جلد 3، صفحہ 48 (4362) دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے الفاظ ''وَ مَنْ اَظْلَمُ تاشنی'' مسیلمہ کذاب اور اس جیسے ان افراد کے بارے نازل ہوئے جو اسی کی مثل دعوت دیتے تھے اور وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ کے الفاظ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مَنْ اَظْلَمُ...... الآیہ کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ یہ آیت مسیلمہ کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَ لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ تک کے الفاظ مسیلمہ کے بارے میں نازل ہوئے۔ کیونکہ وہ مسجع کلام کرتا اور اس کے ساتھ کہانت کرتا تھا۔ اور وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ کے الفاظ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے نازل ہوئے، وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا کاتب تھا۔ پس کبھی آپ املاء کراتے ''عزیز حکیم'' تو وہ لکھتا ''غفور رحیم'' اس طرح الفاظ کو بدل دیتا تھا۔ پھر آپ ﷺ پر ایسے ہی پڑھ دیتا جب واپس جاتا تو کہتا کیا اچھی مساوات اور برابری ہے۔ پھر اس نے اسلام سے رجوع کر لیا اور قریش کے ساتھ مل گیا (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ (المرسلات) تو بنی عبدالدار کے نضر نے کہا'' والطاحنات طعنا والعاجنات عجنا وقولا کثیرا'' تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَ لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ...... الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن کریم میں جو بھی ہے اس کے مطابق انہوں نے عمل کیا جو تم سے پہلے تھے اور اسی کے مطابق تمہارے بعد آنے والے عمل کریں گے۔ حتی کہ وہ اس آیت سے زیادہ شدید ہو وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَ لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ اس قبلہ کو ماننے والوں میں سے کسی نے اس کے مطابق عمل نہیں کیا۔ یہاں تک کہ مختار بن ابی عبیدہ آیا (اور اس نے عمل کر دیا)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ کہ آپ نے کہا۔ کافر کو موت کے وقت ان دونوں آیتوں کے ساتھ بشارت دی جاتی ہے وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ ...... عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کوئی نفس نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 317 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

جو دنیا سے جدا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت اور دوزخ میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ پھر فرمایا جب اس کے پاس وہ فرشتے صف بستہ آتے ہیں جو مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے کو منظم کرتے ہیں، ان کے چہرے سورج کی مثل چمک رہے ہوتے ہیں، وہ ان کی طرف ایسے ہی دیکھتا ہے جیسے ان کے علاوہ دوسری چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اگر چہ تم دیکھتے ہو کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے ان میں سے ہر فرشتے کے پاس کفن اور حنوط (خوشبو) ہوتا ہے۔ جب جانے والا مومن ہو تو وہ فرشتے اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں "اُخْرُجِی اَیَّتُهَا النَّفْسُ الطَّیِّبَةُ اِلٰی رِضْوَانِ اللّٰهِ وَجَنَّتِهٖ فَقَدْ اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ مِنَ الْكَرَامَةِ مَاهُوَ خَیْرٌ لَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَافِیْهَا" (اے پاکیزہ نفس اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی جنت کی طرف نکل آ۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے وہ عزت و کرامت تیار کر رکھی ہے جو دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے زیادہ تیرے لیے بہتر اور اچھی ہے۔) پھر وہ مسلسل اسے خوشخبریاں دیتے رہتے ہیں۔ اور اس کی عزت افزائی کرتے رہتے ہیں۔ جتنا ایک ماں اپنے بچے کے ساتھ شفقت اور محبت کا سلوک کرتی ہے۔ اس سے بڑھ کر وہ فرشتے اس کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا سلوک کرتے ہیں اور ہر ناخن کے نیچے اور جوڑ سے انتہائی نرمی کے ساتھ اس کی روح کو نکالتے ہیں اور باری باری تمام اعضاء مر جاتے ہیں اور ہر عضو یکے بعد دیگرے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اس پر یہ حالت انتہائی آسان ہوتی ہے۔ اگر چہ تم اسے شدت اور سختی کی حالت میں دیکھو، یہاں تک کہ اس کی روح اس کے حلق تک پہنچ جائے۔ تو اس طرح باہر آنا اس کے لیے انتہائی عزت و کرامت کا باعث ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک بچے کے لیے رحم سے نکلنا باعث عزت و کرامت ہوتا ہے۔ ہر فرشتہ انتہائی تیزی سے آگے بڑھتا ہے کہ کون اسے قبض کرے گا اور اسے قبض کرنے کا اختیار ملک الموت کے پاس ہوتا ہے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ (السجدہ) "فرمایئے جان قبض کرے گا تمہاری موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے پھر اپنے رب کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے"۔

آپ ﷺ نے فرمایا پھر فرشتے اسے سفید کفن میں لپیٹ لیتے ہیں اور اسے اس طرح اپنے سینے کے ساتھ لگا لیتے ہیں جیسے ایک عورت اپنے بچے کو اپنے ساتھ چمٹا لیتی ہے۔ پھر اس کی خوشبو ان میں مہک جاتی ہے جو کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور راحت بخش ہوتی ہے۔ وہ اس کے سبب انتہائی خوش ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں "مَرْحَبًا بِالرِّیْحِ الطَّیِّبَةِ وَالرُّوْحِ الطَّیِّبِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ رُوْحًا وَصَلِّ عَلَیْهِ جَسَدًا خَرَجَتْ مِنْهُ" "خوش آمدید اے روح پرور ہوا اور پاکیزہ روح، اے اللہ! اس روح پر رحمتیں نازل فرما اور اس جسم پر بھی جس سے یہ نکل کر آئی ہے۔ پھر وہ اسے لے کر بلندیوں کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ ہوا میں اللہ کی اتنی مخلوق ہے جس کی حقیقی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان میں بھی ایسی پاکیزہ ہوا پھیل جاتی ہے جو کستوری سے بڑھ کر روح پرور ہوتی ہے۔ پس وہ بھی اس روح کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور اس سے انتہائی مسرت محسوس کرتے ہیں۔ پھر اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جس آسمان سے اس کا گزر ہوتا ہے اس کے فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ملک جبار کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتی ہے اور ملک جبار ارشاد فرماتا ہے "مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّیِّبَةِ وَبِجَسَدٍ خَرَجَتْ مِنْهُ" (خوش آمدید اے پاکیزہ نفس، اور وہ جسم جس سے تو نکل کر آئی

ہے) جب رب کریم کسی شے کو مرحبا فرماتا ہے۔ تو ہر شے اس کے لیے وسیع اور فراخ ہو جاتی ہے اور اس سے ہر تنگی دور ہو جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اس پاکیزہ روح کو لے جاؤ اور جنت میں داخل کر دو۔ اسے اس کا ٹھکانہ دکھا دو اور اس پر وہ ساری نعمتیں اور کرامتیں پیش کرو جو اس کے لیے تیار کی گئی ہیں۔ پھر اسے زمین کی طرف اتار دو کیونکہ میں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا ہے، اسی میں انہیں لوٹاؤں گا اور پھر اسی سے انہیں دوبارہ نکالوں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے وہاں سے نکلنے کو وہ اس سے بڑھ کر ناپسند کرتی ہے جتنا کہ وہ جسم سے نکلتے وقت کرتی ہے اور کہتی ہے تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو، کیا اس جسم کی طرف جس میں میں پہلے تھی؟ تو وہ فرشتے کہتے ہیں ہمیں تو اسی کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا تیرے لیے جانا ضروری ہے۔ پس وہ فرشتے جسم کو غسل اور کفن دینے سے فارغ ہونے کی دیر میں اسے لے کر اتر آتے ہیں اور اس روح کو جسم اور کفن کے درمیان داخل کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کلام کے لیے جو کلمہ بھی پیدا کیا ہے اس کے ساتھ اس کا دوست یا کوئی اور جو گفتگو بھی کرے وہ اسے سنتا ہے مگر جواب دینے کی اسے اجازت نہیں ہوتی۔ اگر وہ لوگوں کو اپنے ساتھ اظہار محبت کرتا سنے، تو ان میں سے اس کے نزدیک زیادہ عزیز وہ ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ تم ٹھہر جاؤ، جلدی نہ کرو اور اس کے بارے غلط کلام کرنے والے کو اس کا جواب دے۔ جب لوگ (دفن کرنے کے بعد) واپس مڑتے ہیں۔ تو میت ان کے جوتوں کی آہٹ اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز سنتی ہے۔

پھر اس کے پاس انتہائی غضب ناک اور سخت گیر دو فرشتے آتے ہیں۔ ان کے نام منکر اور نکیر ہیں۔ ان کے پاس لوہے کے گرز ہوتے ہیں۔ اگر ان کے مقابلے میں تمام جن وانس بھی جمع ہو جائیں تو وہ انہیں نیچا نہیں دکھا سکتے۔ بلکہ ان کے مقابل میں یہ تمام انتہائی قلیل اور تھوڑے ہیں۔ پس وہ فرشتے اسے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیٹھ جا۔ جب وہ سیدھا بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے پاس انتہائی خوف ناک مکروہ مخلوق کو دیکھتا ہے اور وہ اسے اسی کی طرف منسوب کرتا ہے جو اس نے اپنی موت کے وقت دیکھا تھا......! پھر وہ فرشتے اسے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ''اللہ'' میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ''الاسلام'' میرا دین سلام ہے۔ پھر وہ اسے سختی کے ساتھ جھڑک دیتے ہیں۔ اور پھر پوچھتے ہیں تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے ''محمد ﷺ'' میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ اس وقت وہ پسینے سے اس طرح شرابور ہو جاتا ہے کہ اس کے نیچے سے زمین بھی تر ہو جاتی ہے اور اس کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے۔ اس وقت آسمان سے آہستہ سے ندا دی جاتی ہے میرے بندے نے سچ کہا ہے اور چاہیے کہ اس کا سچ اس کے لیے باعث نفع ہو۔ پھر حد نگاہ تک اس کی قبر کو کھول دیا جاتا ہے اس کے لیے پھول جمع کر دیے جاتے ہیں اور اسے ریشم کے ساتھ ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ پھر اگر قرآن کریم میں سے کوئی شے اس کے پاس ہو (قرآن کریم کا کچھ حصہ اسے یاد ہو) تو پھر اس کا نور اس کے لیے کافی ہوتا ہے اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو، تو پھر اس کی قبر میں سورج کی مثل نور پیدا کر دیا جاتا ہے اور جنت کی طرف دروازے اور کھڑکیاں اس کے لیے کھول دی جاتی ہیں اور وہ جنت میں اپنے اسی ٹھکانا کو دیکھ لیتا ہے جو اس نے اوپر چڑھتے وقت دیکھا تھا۔ پھر اسے کہا جاتا ہے اے آنکھوں کی ٹھنڈک سو جا۔ پھر وہ اٹھائے جانے کے دن تک سویا رہے گا مگر اس کی یہ نیند ایسے شخص

کی نیند کی مثل ہوگی جو انتہائی چاہت کے ساتھ سوتا ہے اور اس سے ابھی تک پوری طرح سیراب نہیں ہوتا کہ وہ اپنی آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ پس اس طرح کی نیند وہ قیامت کے دن تک سویا رہے گا۔

اور اگر آدمی اس کے برعکس ہو (یعنی مومن نہ ہو) تو جب اس کے پاس حضرت ملک الموت آتے ہیں تو ان کے ساتھ ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور مشرق ومغرب کے درمیان ساری زمین کو گھیرے ہوتے ہیں۔ پس تیزی سے اس کی نگاہ ان کی طرف اسی طرح اٹھ جاتی ہے جیسا کہ وہ ان کے سوا دوسروں کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اگرچہ تم دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے اور اس پر سختی کی جارہی ہوتی ہے اور اگر تم دیکھو کہ اس پر ذلت چھا رہی ہے تو وہ فرشتے اسے ملامت کررہے ہوتے ہیں۔ اور کہہ رہے ہوتے ہیں۔ اے خبیث روح نکل آ، اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے عبرتناک سزا، شدید تکلیف اور طرح طرح کا عذاب تیار کررکھا ہے۔ جو کچھ تو نے اپنے لیے آگے بھیجا ہے وہ انتہائی برا ہے۔ وہ انتہائی غیظ وغضب اور شدت وسختی کے ساتھ ہر ناخن اور عضو سے اسے کھینچتے رہتے ہیں اور وہ تمام اعضاء بالترتیب یکے بعد دیگرے مرتے جاتے ہیں اور اس کی سانس اتنی تیزی سے نکلتی ہے جیسے کہ کانٹے دار سلاخ اون سے نکل جاتی ہے۔ حتی کہ اس کی روح حلق تک پہنچ جاتی ہے جسم سے نکلتے وقت اس کی حالت اس بچے کی حالت سے زیادہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہوتی ہے جو رحم سے نکلتے وقت اس کی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ فرشتے اسے طرح طرح کے عذاب اور سزا کی بشارت سنا رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس کے حلق تک پہنچ جاتی ہے۔ ہر فرشتہ اسے ناپسند کرتے ہوئے اور اس سے اظہار نفرت کرتے ہوئے اس سے بچتا ہے اور اسے قبض کرنے کا اختیار ملک الموت کے پاس ہوتا ہے جو اس پر مقرر کردیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ اسے قبض کرلیتا ہے۔ میرا گمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اور اسے لپیٹ لیتے ہیں) ایسے دھاری دار کپڑے کے ٹکڑے میں جو ساری مخلوق میں سے زیادہ بدبودار اور کھردرا ہوتا ہے۔ پھر اس کی ایسی بو پھیلتی ہے جو ساری مخلوق سے زیادہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ ملک الموت اپنی ناک کو ڈھانپ لیتے ہیں اور دیگر فرشتے بھی اپنی ناکوں کو بند کرلیتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! اس روح پر اور جس بدن سے یہ نکل کر آئی ہے اس پر لعنت بھیج۔ جب وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو اس سے پہلے ہی آسمان کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں۔ پس ملک الموت اسے ہوا میں چھوڑ دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے قریب پہنچتی ہے تو وہ تیزی سے اس کے پیچھے آپہنچتے ہیں اور اپنے پاس موجود لوہے کے ساتھ وہ اسے پکڑ لیتے ہیں۔ یہی عمل وہ اس کے ساتھ تین بار کرتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ (الحج) ''اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو اس کی حالت ایسی ہے گویا وہ گرا آسمان سے پس اچک لیا اسے کسی پرندے نے یا پھینک دیا ہو اسے ہوا نے کسی دور جگہ میں''۔ سَحِيْقٍ کا معنی عزل ہے۔ پھر وہ اسے انتہا تک پہنچا دیتے ہیں اور وہ ملک جبار کی بارگاہ میں کھڑی ہوتی ہے اور وہ فرماتا ہے تو نامبارک اور منحوس ہے اے خبیث روح! اور وہ بدن جس سے تو نکل کر آئی ہے وہ بھی منحوس ہے۔ پھر فرماتا ہے اسے جہنم کی طرف لے جاؤ اور اسے اپنا ٹھکانا دکھاؤ اور جو کچھ عذاب، سزائیں اور بیڑیاں وغیرہ اس کے لیے تیار کی گئی ہیں اسے دکھاؤ۔

پھر رب کریم فرماتا ہے اسے زمین کی طرف اتار دو۔ کیونکہ میں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ میں نے اسی سے انہیں پیدا کیا ہے اس میں انہیں لوٹاؤں گا اور پھر اسی سے دوبارہ انہیں نکالوں گا۔ پس فرشتے غسل اور کفن سے فارغ ہونے کی دیر میں اسے لے کر اتر آتے ہیں اور اس روح کو جسم اور کفن کے درمیان داخل کر دیتے ہیں۔ اس کے دوست، رشتہ دار اور دوسرے افراد جو کلام بھی کرتے ہیں وہ اسے سنتا ہے مگر اسے جواب دینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اگر وہ سنے کہ لوگوں میں سے عزیز ترین اور اس کا گہرا دوست یہ کہہ رہا ہے کہ اسے لے کر نکلو اور جلدی کرو اور اسے جواب کی اجازت دی جائے، تو بالیقین وہ اس پر لعنت کرے اور وہ یہ پسند کرے کہ اسے اسی حال پر چھوڑ دیا جائے جس پر وہ ہے اور قیامت تک اسے قبر کے گڑھے تک نہ پہنچایا جائے۔

جب اسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں جو انتہائی تندخو اور غضب ناک ہوتے ہیں۔ ان کے پاس لوہے کے گرز، زنجیریں، بیڑیاں اور لوہے کے ہنٹر ہوتے ہیں۔ وہ اسے کہتے ہیں اللہ کے حکم سے بیٹھ جا۔ جونہی وہ سیدھا بیٹھتا ہے تو اس سے کفن گر جاتا ہے۔ تو وہ اپنے پاس ایسی خوفناک صورت ملاحظہ کرتا ہے جس کے سبب جو کچھ اس نے اس سے قبل دیکھا ہوتا ہے وہ سب بھول جاتا ہے۔ پھر وہ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے تو۔ پس وہ دونوں اس وقت اسے بہت زیادہ دہشت زدہ کرتے ہیں اور اسے پکڑ کر لوہے کے ہتھوڑوں کے ساتھ مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی عضو بھی محفوظ نہیں رہتا۔ ہر عضو پر علیحدہ علیحدہ وہ ہتھوڑے پڑتے ہیں۔ اس وقت وہ انتہائی شدید چیخ مارتا ہے۔ جسے جن وانس کے سوا بقیہ تمام مخلوق ملائکہ اور دیگر مخلوق سنتی ہے اور وہ تمام کے تمام یکبارگی اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں ہے اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ (البقرہ) "یہی وہ لوگ ہیں کہ دور کرتا ہے انہیں اللہ تعالیٰ (اپنی رحمت سے) اور لعنت کرتے ہیں انہیں لعنت کرنے والے"۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے اگر تمام جن وانس بھی ان دو کے ہتھوڑوں کے مقابلے میں جمع ہو جائیں تو یہ انہیں زیر نہ کر سکیں۔ بلکہ یہ تمام ان کے مقابلے میں قلیل اور تھوڑے ہیں۔ پھر وہ فرشتے اسے کہتے ہیں اللہ کے حکم سے لوٹ آ۔ پھر جب وہ سیدھا بیٹھ جاتا ہے۔ تو اسے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ پھر سوال کرتے ہیں تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میں نے لوگوں سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ پھر وہ پوچھتے ہیں تو کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ پس وہ کہتے ہیں تو نے نہیں جانا۔ اس وقت وہ پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے اور اس سے نیچے والی زمین بھی تر ہو جاتی ہے اور وہ تمہارے مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوتا ہے۔ پھر اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں (اطراف میں) ایک دوسرے کے اندر داخل ہو جاتی ہیں اور وہ اسے کہتے ہیں اس کی نیند سو جا جس کی آنکھ نیند کے باوجود نہیں لگتی۔ اس پر جہنم کے ایسے سانپ اور بچھو آ جاتے ہیں جن کی کچلیاں بختی اونٹوں کی کچلیوں کی طرح ہوتی ہیں۔ وہ اسے ڈستے رہتے ہیں۔ پھر اس کے لیے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے جس سے وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ اس پر جہنم کی گرم ہوا اور بادِ سموم چلتی رہتی ہے اور قیامت تک اس کا چہرہ صبح وشام آگ سے جھلستا رہے گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غَمَرٰتِ الْمَوْتِ سے مراد سکرات موت ہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا کہ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ یہ موت کے وقت کی کیفیت ہے۔ اور البسط کا معنی مارنا ہے یعنی وہ ان کے چہروں اور پشتوں پر مارتے ہیں (2)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ لیے میں ملائکہ سے مراد ملک الموت علیہ السلام ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ فرشتے اپنے ہاتھ پھیلاتے ہیں عذاب کے ساتھ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے محمد بن قیس کا یہ قول بیان کیا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام کے لیے ملائکہ میں سے بہت سے معاونین ہیں" پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت وہب رحمہ اللہ نے کہا: وہ فرشتے جو لوگوں سے ملتے ہیں وہ وہی ہیں جو انہیں موت دیتے ہیں اور ان کے لیے ان کی عمریں لکھتے ہیں۔ پس جب وہ مقررہ دن آ جاتا ہے تو وہ اسے موت دے دیتے ہیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ تو وہب سے کہا گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ (السجدہ: 11) "فرمایئے جان قبض کرے گا تمہاری موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے"۔ تو انہوں نے کہا جی ہاں۔ بلاشبہ جب فرشتے کسی آدمی کو موت دیتے ہیں تو وہ اس کو ملک الموت کے حوالے کر دیتے ہیں اور وہ خود عاقب (نگران) کی مثل ہے۔ یعنی وہ سردار جس کے ماتحت افراد کام کر کے اس تک پہنچا دیتے ہیں۔

امام طستی اور ابن انباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے پوچھا کہ عَذَابَ الْهُوْنِ کے بارے مجھے بتایئے؟ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد دائمی اور شدید رسوائی اور ذلت ہے۔
نافع نے کہا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا آپ نے شاعر کو اس طرح کہتے ہوئے نہیں سنا:

اِنَّا وَجَدْنَا بِلَادَ اللّٰهِ وَاسِعَةً تُنْجِیْ مِنَ الذُّلِّ وَ الْمَخْزَاتِ وَ الْهُوْنِ

"بلاشبہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے شہروں کو وسیع پایا جو کہ ذلت، رسوائی اور دائمی شدت سے نجات دلاتے ہیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: عَذَابَ الْهُوْنِ سے مراد رسوائی ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 318، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 321

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے نقل کیا ہے کہ عَذَابَ الْهُوْنِ سے مراد وہ عذاب ہے جو انہیں ذلیل و رسوا کر دے گا۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٩٤﴾

''اور بے شک آ گئے ہو تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی دفعہ اور تم چھوڑ آئے ہو جو ہم نے عطا فرمایا تھا تمہیں اپنے پیچھے اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ ان سفارشیوں کو جن کے متعلق تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں (ہمارے) شریک ہیں۔ بے شک ٹوٹ گئے تمہارے سارے رشتے اور کھو گئے تم سے جو تم دعوے کیا کرتے تھے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نضر بن حارث نے کہا لات وعزیٰ میری سفارش کریں گے۔ تو اس کے بعد یہ مکمل آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى (الآیہ)(1)

امام ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہائے افسوس! عنقریب مردوں اور عورتوں کو اکٹھا اٹھایا جائے گا کیا ان میں سے بعض بعض کی شرم گاہوں کی طرف دیکھیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس دن ہر آدمی کا یہ حال ہوگا کہ وہ اسے بے نیاز کر دے گا، مرد عورتوں کی جانب اور عورتیں مردوں کی جانب نہیں دیکھیں گی اور وہ ایک دوسرے سے بالکل غافل ہوں گے (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے قول باری وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ کے بارے کہا کہ یوم ولادت کی طرح تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آ گئے ہو۔ یعنی یوم پیدائش کے بعد سے جو اس میں نقصان ہوگا وہ ہر شے اس کی طرف واپس لوٹا دی جائے گی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ کے بارے حضرت سدی نے کہا ہے۔ کہ تم چھوڑ آئے ہو۔ جو مال اور خدام ہم نے تمہیں عطا فرمائے تھے اور وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ کے بارے فرمایا یعنی اپنے پیچھے دنیا میں چھوڑ آئے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے کہا قیامت کے دن ابن آدم کو لایا جائے گا گویا کہ وہ بڑا متکبر ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائے گا کہاں ہے وہ جو تو نے جمع کیا؟ تو

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 323 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاھوال، جلد 4، صفحہ 609، دار الکتب العلمیہ بیروت

وہ جواب دے گا اے میرے پروردگار! میں نے اسے جمع کیا اور جتنا تھا اس میں سے بہت زیادہ چھوڑ آیا۔ پھر رب کریم فرمائے گا کہاں ہے وہ جو تو نے اپنے لیے آگے بھیجا؟ تو وہ اپنے سامنے کوئی چیز نہیں دیکھے گا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔ الآیہ۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ابوالاسود دیلمی اور جبیر بن حیہ ثقفی ابن زیاد کے پاس تھے۔ تو انہوں نے یہ الفاظ ذکر کئے لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ تو ان میں سے ایک نے کہا میرے اور تیرے درمیان (وہ شخص فیصلہ کرے گا) جو سب سے پہلے ہمارے پاس آئے گا۔ اتنے میں یحیٰ بن یعمر آ گئے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے بارے اس سے پوچھا۔ تو اس نے جواب دیا "بَيْنُكُمْ بِالرَّفعِ یعنی بَيْنُكُمْ رفع کے ساتھ ہے اور مراد یہ ہے کہ تمہارے سارے رشتے ٹوٹ گئے۔

امام ابوالشیخ نے اعرج سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بَيْنُكُمْ کو مرفوع پڑھا ہے یعنی تمہارے رشتے اور تعلقات ختم ہو گئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے بَيْنَكُمْ کو منصوب پڑھا ہے یعنی مَا بَيْنَكُمْ مِّنَ الْمُوَاصَلَةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنَكُمْ فِي الدُّنْيَا۔ تمہارے وہ رشتے جو دنیا میں تمہارے درمیان تھے، وہ ٹوٹ گئے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے کہا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ میں ان رشتوں اور تعلقات کا ذکر ہے جو ان کے درمیان قائم تھے۔ وہ اب ٹوٹ گئے (1)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو آپ کے ساتھی جمع ہوئے۔ آپ کو مبارکباد دی اور آپ کے لیے دعا کی۔ تو آپ نے فرمایا میں نے ان سے شادی کی ہے حالانکہ مجھے عورتوں کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ میرے تعلق اور نسب کے سوا قیامت کے دن ہر تعلق اور نسب ٹوٹ جائے گا۔ تو میں نے یہ پسند کیا کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان رشتہ قائم ہو جائے۔ عربی عبارت ملاحظہ فرمائیں (لَقَدْ تَزَوَّجْتُهَا وَ مَالِيْ حَاجَةٌ اِلَى النِّسَاءِ، وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ، اِنَّ كُلَّ نَسَبٍ وَّ سَبَبٍ يَّنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِيْ وَ نَسَبِيْ، فَاَحْبَبْتُ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَسَبٌ)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ تمہارے سارے رشتے ٹوٹ گئے اور جن رشتے داروں اور گھروں کے بارے تم دعوے کیا کرتے تھے وہ تم سے کھو گئے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تمہارے وہ تعلقات جو دنیا میں تھے وہ ٹوٹ گئے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 58 (829) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 324، بیروت

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ ہی پھاڑنے والا ہے دانے اور گٹھلی کو، نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے یہ ہے اللہ پس کدھر تم بہکے چلے جا رہے ہو''؟

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دانے اور گٹھلی کو پیدا کیا۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ دانے اور گٹھلی کو نباتات سے نکالتا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا اس سے مراد وہ دو پھٹن ہیں جو دانے اور گٹھلی دونوں میں پائی جاتی ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ دانے اور گٹھلی دونوں کو چیرنے والا ہے)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے کہ وہ پھٹن اور چیر جو گٹھلی اور گندم کے دانے میں ہوتا ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ دانے کو بالی سے اور گٹھلی کو کھجور سے نکالتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ نے يُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ کے بارے کہا کہ وہ کھجور کو گٹھلی سے اور بالی کو دانے سے نکالتا ہے اور وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ کے بارے فرمایا اور وہ گٹھلی کو کھجور سے اور دانے کو بالی سے نکالتا ہے۔

انہی الفاظ کا مفہوم ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ زندہ لوگ مردہ نطفہ سے اور مردہ نطفہ زندہ لوگوں سے خارج ہوتا ہے اور چوپاؤں اور نباتات کا سلسلہ بھی اسی طرح ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے تم کیسے جھٹلاتے ہو۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے تم کہاں پھرے جا رہے ہو اور انہوں نے ہی سدی سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تمہاری عقلیں اس سے کیسے گمراہ ہو رہی ہیں۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّیْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۹۶﴾

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 58 (830) 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 44 (891)، دار الصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

''وہ نکالنے والا ہے صبح کو (رات کی تاریکی سے) اور بنایا ہے اس نے رات کو آرام کے لیے اور (بنایا ہے) سورج اور چاند کو حساب کے لیے۔ یہ اندازہ ہے (مقرر کیا ہوا) سب سے زبردست سب کچھ جاننے والے کا''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا فَالِقُ الْاِصْبَاحِ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کو پیدا فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فَالِقُ الْاِصْبَاحِ کا مفہوم نقل کیا ہے کہ اصباح سے مراد دن کے وقت سورج کی روشنی ہے اور رات کے وقت چاند کی روشنی ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ سے مراد فجر کو روشن کرنا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ قتادہ نے کہا فَالِقُ الْاِصْبَاحِ سے مراد صبح کو نکالنا ہے (2)۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ضحاک نے فَالِقُ الْاِصْبَاحِ کے متعلق کہا کہ وہ دن کے نور کو نکالنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے کہا کہ قول باری تعالیٰ وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا کے متعلق حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رات کے وقت تمام پرندے اور چوپائے ساکن ہوجاتے ہیں (یعنی آرام کرجاتے ہیں)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا سے مراد دنوں، مہینوں اور سالوں کی تعداد ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا کے بارے فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں خاص حساب سے گردش کرتے ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا حُسْبَانًا سے مراد ضیاء (روشنی) ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج اور چاند خاص حساب کے ساتھ ہیں۔ جب ان کے مقررہ ایام گزر جائیں گے تو وہی زمانے کا آخر ہوگا اور فزع اکبر (بہت بڑی گھبراہٹ یعنی قیامت) کی ابتداء ہوگی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کے قریب نیچے تین فرسخ کے فاصلہ پر سمندر کو پیدا فرمایا۔ پس وہ ایک رکی ہوئی موج ہے جو کہ اللہ کے حکم سے ہوا میں قائم ہے اس سے کوئی قطرہ نہیں گرتا۔ تیر کی تیزی کی طرح وہ جاری ہے۔ اس میں سورج، چاند اور ستارے تیر رہے ہیں۔ اسی لیے یہ فرمایا كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ (الانبیاء)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 328
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 59 (831)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 330
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 59 (832)

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور فلک سے مراد اس سمندر کے انتہائی گہرے پانی میں کشتی کا گھومنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سورج کو گرہن لگانا (بے نور کرنا) چاہے تو سورج اس کشتی سے اس سمندر کی گہرائی میں گر پڑتا ہے۔ اور جب وہ بڑی علامت اور نشانی کا اظہار کرنا چاہے تو وہ سارے کا سارا گر جاتا ہے اور اس کشتی پر کوئی شے باقی نہیں رہتی اور جب وہ اس سے کم کا ارادہ کرے تو پھر نصف، ایک ثلث یا دو ثلث پانی میں واقع ہوتا ہے اور وہ مکمل طور پر کشتی پر باقی رہتا ہے۔ اس پر مقررہ فرشتے دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک گروہ سورج کی طرف آتا ہے اور وہ اسے کشتی کی طرف کھینچتا ہے اور ایک گروہ کشتی کی طرف آ کر اسے سورج کی طرف کھینچتا ہے اور جب وہ غروب ہوتا ہے تو اسے ملائکہ کی سرعت پرواز کے ساتھ ساتویں آسمان کی طرف اٹھالیا جاتا ہے اور وہ عرش کے نیچے جا رکتا ہے۔ پھر وہ اجازت مانگتا ہے کہ اسے کہاں سے طلوع کرنا ہے۔ پھر اسے فرشتوں کی تیز رفتاری کے ساتھ ساتویں آسمان اور جنت کے درجات میں سے نچلے کے درمیان لایا جاتا ہے۔ پھر وہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف مشرق کی وادیوں میں اترتا جاتا ہے۔ پس جب وہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اس وقت صبح پھوٹتی ہے اور جب وہ اس آسمان کی اس ظاہری سطح تک پہنچتا ہے۔ تو اس وقت سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مشرق کی جانب تاریکی کے پردے پیدا کئے ہیں اور جب سے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اس وقت سے قیامت کے دن تک دنیوی کئی راتوں کی مقدار انہیں ساتوں سمندر پر رکھا اور سورج غروب ہونے کا وقت آتا ہے تو وہ فرشتہ آتا ہے جو رات کے لیے مقرر ہے۔ تو وہ اس حجاب کی تاریکی سے ایک مشت لیتا ہے۔ پھر غروب آفتاب کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ پھر وہ تھوڑا تھوڑا کر کے اس تاریکی کو اپنی انگلیوں کے درمیان سے چھوڑتا رہتا ہے اور وہ شفق کی رعایت رکھتا ہے اور جب شفق غائب ہو جائے تو پھر وہ ساری تاریکی چھوڑ دیتا ہے۔ پھر وہ اپنے پر پھیلا دیتا ہے اور وہ زمین کے دونوں قطروں اور آسمان کے کناروں تک پہنچ جاتے ہیں۔ پس اس کے پروں کے سبب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ پھر جب صبح کا وقت آتا ہے تو وہ پروں کو سمیٹ لیتا ہے۔ پھر وہ مشرق کی جانب سے تاریکی کو مکمل طور پر اپنی ہتھیلیوں میں لپیٹ لیتا ہے اور اسے مغرب کی جانب ساتویں سمندر پر رکھ دیتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سلمان رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رات کے لیے ایک فرشتہ مقرر ہے اسے شراہیل کہا جاتا ہے۔ جب رات کا وقت آتا ہے تو وہ ایک سیاہ دھاگہ لے کر اسے مغرب کی طرف لٹکا دیتا ہے۔ جب سورج اسے دیکھتا ہے تو اس کی رفتار آنکھ جھپکنے سے زیادہ تیز ہو جاتا ہے۔ سورج کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ غروب نہیں ہو گا یہاں تک کہ اس دھاگے کو دیکھ لے۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو رات آجاتی ہے اور وہ دھاگہ مسلسل لٹکا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دوسرا فرشتہ آجاتا ہے۔ اسے ہراہیل کہا جاتا ہے۔ اس کے پاس سفید دھاگہ ہوتا ہے۔ طلوع سے قبل وہ اسے لٹکا دیتا ہے۔ جب شراہیل اسے دیکھتا ہے تو وہ اپنا دھاگہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور سورج سفید دھاگے کو دیکھ لیتا ہے۔ پس اس کے ساتھ ہی وہ طلوع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسے یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ سفید دھاگے کو دیکھنے سے قبل طلوع نہیں ہو گا اور جب سورج طلوع ہو جاتا ہے تو پھر دن آجاتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے اور اسے صحیح بھی قرار دیا ہے کہ رسول اللہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

B

ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بندوں میں سے محبوب وہ لوگ ہیں جو سورج اور چاند کی رعایت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے کرتے ہیں (1)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بندوں میں سے محبوب ترین لوگ سورج اور چاند کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کے نزدیک محبوب بنا دیتے ہیں۔

امام ابن شاہین، طبرانی، حاکم اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے پسندیدہ وہ لوگ ہیں جو سورج، چاند، ستاروں اور سایوں کی رعایت (حفاظت) اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے کرتے ہیں (2)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں اور خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بندوں میں سے محبوب ترین لوگ سورج اور چاند کی حفاظت اور رعایت کرنے والے لوگ ہیں (3)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اور دیلمی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ (عرش) میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ امانت دار تاجر، میانہ رو امام اور دن کے وقت سورج کی رعایت کرنے والا (قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ: اَلتَّاجِرُ الْاَمِيْنُ وَالْاِمَامُ الْمُقْتَصِدُ وَرَاعِي الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ) (4)

حضرت عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے زوائد الزہد میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ اس دن سات آدمی اللہ تعالیٰ کے (عرش) کے سایہ میں ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ وہ آدمی جو اپنے بھائی سے ملا اور یہ کہا بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تجھ سے محبت کرتا ہوں اور جوابا دوسرے نے بھی یہی کہا اور وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ آدمی جو اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اسے اپنے بائیں ہاتھ سے مخفی رکھتا ہے اور وہ آدمی جسے صاحب حسب و جمال عورت نے اپنی طرف بلایا تو اس نے جواب دیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جس کا دل مساجد سے محبت رکھنے کے سبب انہیں کے ساتھ معلق ہو اور وہ آدمی جو نماز کے اوقات کے لیے سورج کا لحاظ رکھتا ہے اور وہ آدمی جو اگر بولتا ہے تو گفتگو علم کے ساتھ کرتا ہے اور اگر خاموش رہتا ہے تو اس کا سکوت حلم و بردباری کی بناء پر ہوتا ہے (5)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 116 (164)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 115 (163)

3۔ کتاب الزہد، صفحہ: 177، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ کنزل العمال، جلد 15، صفحہ 820 (43259) موسسۃ الرسالہ بیروت 5۔ کتاب الزہد، صفحہ 189

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دعا میں سے یہ بھی ہے ''اَللّٰهُمَّ فَالِقَ الْاِصْبَاحِ، وَ جَاعِلَ اللَّيْلِ سَكَنًا وَّالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ حُسْبَانًا، اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ، وَامْتِعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ، وَقَوِّنِيْ فِيْ سَبِيْلِكَ'' اے اللہ! صبح کو نکالنے والے، رات کو آرام اور سورج اور چاند کو ذریعہ حساب بنانے والے! مجھ سے قرض کو دور فرمادے، مجھے فقر سے غنا عطا فرما، مجھے قوت سماعت وبصارت کی سلامتی عطا فرما اور اپنے راستے میں مجھے طاقتور بنادے'' (1)

وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾

''اور وہی ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لیے ستاروں کو تاکہ سیدھی راہ معلوم کر سکو ان سے خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں۔ بے شک ہم نے کھول کر بیان کردیئے ہیں دلائل ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے پھر (تمہارے لیے) ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی۔ بے شک ہم نے تفصیل سے بیان کردی ہیں دلیلیں ان لوگوں کے لیے جو (حقیقت کو) سمجھتے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدمی راستے سے بھٹک جاتا ہے درآنحالیکہ سخت تاریکی اور گرج دار کڑک والی بارش ہو (تو اللہ تعالیٰ نے راستہ بھٹکنے کی صورت میں سیدھی راہ معلوم کرنے کے لیے ستاروں کو بنایا تاکہ راستہ بھٹکنے سے محفوظ رہا جائے)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور خطیب رحمہم اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ستاروں کے بارے میں اتنا علم سیکھو جس کے سبب تم خشکی اور سمندر میں سیدھی راہ معلوم کر سکو۔ پھر رک جاؤ (یعنی ستاروں سے مزید معلومات کی کوشش نہ کرو) کیونکہ قسم بخدا ستارے آسمان کی زینت، شیطان کو بھگانے اور ایسی علامات کے طور پر پیدا کیے گئے ہیں جن سے سیدھی راہ کی راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور نسبت سے متعلق اتنا سیکھو جس کے سبب تم اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کر سکو اور جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں اور جو تم پر حرام کی گئی ہیں، ان کے بارے علم حاصل کرو، پھر رک جاؤ (یعنی اتنی معلومات حاصل کرنا ہر آدمی کے لیے لازم اور ضروری ہے)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور خطیب رحمہم اللہ نے کتاب النجوم میں نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین امور کے لیے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان کے لیے زینت بنایا، انہیں راستے کی راہنمائی کا ذریعہ بنایا اور انہیں شیاطین کو بھگانے والا بنایا۔ پس جو ان میں کسی اور مقصد

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 24 (29193)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے لیے مشغول ہوا تو اس نے اپنی رائے پر اعتماد کیا، اس نے اپنے حصے اور بخت کو نقصان پہنچایا اور اپنے نصیب کو ضائع کر دیا اور اسے حاصل کرنے کا تکلف کیا جس کے سبب کوئی علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاہل اور ناواقف ہیں، انہوں نے ان ستاروں میں کہانت (غیب کی باتیں بتانا) اختیار کر لی ہے کہ جس نے فلاں فلاں ستارے کے سبب شادی کی اس کا انجام اس اس طرح ہوگا اور جس نے فلاں فلاں ستارے کے سبب سفر کیا اس کا انجام اس اس طرح ہوگا۔ مجھے اپنی عمر کی قسم! کوئی ستارہ نہیں مگر اس کے سبب سرخ وسیاہ، طویل وقصیر اور حسن وبدصورتی کو پیدا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی غیب (ذاتی طور پر) جانتا ہوتا تو یقیناً وہ آدم علیہ السلام جانتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، ملائکہ سے انہیں سجدہ کرایا اور ہر شے کے اسماء کا علم انہیں عطا فرمایا۔

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ستاروں کا اتنا علم سیکھو جس کے سبب تم خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں سیدھی راہ معلوم کر سکو اور پھر رک جاؤ۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں کہ آدمی ستاروں کے بارے اتنا علم سیکھے کہ اس کے ساتھ خشکی اور سمندر میں رہنمائی حاصل کر سکے اور چاند کی منازل کا علم بھی حاصل کر لے۔

امام ابن ابی حاتم اور مرہبی نے علم کی فضیلت میں حمید الشامی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ علم نجوم بھی آدم علیہ السلام کا علم ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے ستاروں کے حساب کے بارے پوچھا اور وہ آدمی آپ کو بتانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرنے لگا؟ تو عکرمہ نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے وہ علم جس سے لوگ عاجز ہیں، میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں اسے سیکھوں۔ خطیب کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ مباح قسم ہے جس کے ساتھ عرب خاص ہوتے تھے۔

امام زبیر بن بکار نے موفقیات میں عبد اللہ بن حفص سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عربوں میں کہانت، قیافہ شناسی، پرندے اڑا کر فال نکالنا، نجوم اور حساب کا رواج عام تھا۔ اسلام نے کہانت کو ختم کر دیا اور باقی خصلتیں اسلام کے بعد بھی باقی رہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت قرظی رحمہ اللہ کا قول بیان کیا ہے کہ قسم بخدا! اہل زمین میں سے کسی کے لیے بھی آسمان میں کوئی ستارہ نہیں۔ لیکن لوگ کاہنوں کی پیروی کرتے ہیں اور ستاروں کو بیماری کا سبب قرار دیتے ہیں۔

امام ابوداؤد اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خطبہ دیا اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث طیبہ ذکر فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا امام بعد! بلاشبہ لوگ یہ گمان رکھتے ہیں کہ سورج گرہن، چاند گرہن اور ان ستاروں کا اپنی اپنی جگہ سے زوال پذیر ہونا اہل زمین میں سے عظیم لوگوں کی موت کے سبب ہوتا ہے۔ بلاشبہ لوگ اپنے اس اعتقاد اور گمان میں جھوٹے ہیں۔ بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں جنہیں اس کے بندوں کے لیے باعث عبرت بنایا جاتا ہے تاکہ وہ انہیں دیکھے جو ان میں سے توبہ کرتے ہیں (1)۔

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، جلد 2 صفحہ 449 (3273) دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم ستاروں کے بارے سوال نہ کرو، قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے نہ کرو اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کو گالیاں مت دو۔ کیونکہ یہی خالص ایمان ہے۔

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ستاروں میں غور و فکر کرنے سے منع فرمایا اور مجھے اچھی طرح پاکیزگی اور طہارت حاصل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام ابن مردویہ، مرہبی اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ستاروں میں غور و فکر کرنے سے منع فرمایا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستاروں میں غور و فکر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام طبرانی، ابونعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں اور خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر کیا جائے تو تم خاموش رہو۔ جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تو تم خاموش رہو اور جب ستاروں کا ذکر کیا جائے تو تم خاموش رہو(1)۔

امام ابویعلی، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی امت کے بارے دو خصلتوں کا خوف ہے، ان میں سے ایک تقدیر کی تکذیب اور دوسری ستاروں کی تصدیق ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہے "حَذَقًا بِالنُّجُوْمِ" یعنی ستاروں میں مہارت (یعنی لوگ تقدیر کو جھٹلائیں گے اور ستاروں کو سبب قرار دے کر ان کی تصدیق کریں گے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ستاروں کے بارے علم حاصل کیا تو اس نے سحر (جادو) کا ایک حصہ حاصل کر لیا۔ جتنا اس میں اضافہ ہوگا اتنا یہ بھی بڑھتا جائے گا(3)۔

عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ اور خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگ جو ستاروں میں غور و فکر کرتے ہیں اور برجوں کا حساب لگاتے ہیں میں ایسا کرنے والوں کو صاحب اخلاق گمان نہیں کرتا(4)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے کچھ نصیحت فرمائیے، تو آپ نے فرمایا میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کو مضبوطی سے تھام لے اور علم نجوم سے اجتناب کر کیونکہ یہ کہانت کی طرف دعوت دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہر

1۔ معجم کبیر بروایت ثوبان، جلد 2، صفحہ 96 (1427) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 407 (4121) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 239 (25646)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 240 (25648)

ایک کا ذکر بھلائی اور خیر کے ساتھ کر۔ ورنہ تجھے اللہ تعالیٰ چہرے کے بل جہنم میں پھینک دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے سبب اس دین کو غالب کیا اور تقدیر کے بارے گفتگو کرنے سے اجتناب کر۔ کیونکہ جب بھی اس کے بارے دو آدمی گفتگو کرتے ہیں تو یا دونوں گناہ کرتے ہیں یا ان میں سے ایک گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے کتاب النجوم میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا علم نجوم کی کوئی اصل اور حقیقت ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں ہے۔ گروہ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام تھے۔ ان کی قوم نے انہیں کہا ہم تمہارے ساتھ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ ہم مخلوق کی ابتدا اور اس کی عمروں کے بارے جان لیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے بادلوں کی طرف وحی فرمائی پس اس نے ان پر بارش برسا دی اور پہاڑ پر صاف پانی جمع کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورج، چاند اور ستاروں کی طرف اس پانی میں تیرنے کی وحی فرمائی۔ بعد از اں حضرت یوشع بن نون کی طرف وحی فرمائی کہ وہ اپنی قوم کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھیں۔ وہ پہاڑ پر چڑھے اور پانی پر کھڑے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مخلوق کی ابتدا اور اس کی عمروں کو سورج، چاند اور ستاروں کے چلنے اور رات اور دن کی ساعتوں کے سبب پہچان لیا۔ ان میں سے ہر کوئی جانتا تھا وہ کب مرے گا، کب بیمار ہوگا، کون ہے جس کی اولاد ہوگی اور کون ہے جس کی اولاد نہیں ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے زمانے کا کچھ حصہ اسی طرح باقی رہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کے کفر کے سبب ان کے ساتھ قتال کیا۔ تو انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے مقابلے میں جنگ کرنے کے لیے ان افراد کو بھیجا جن کی موت کا مقررہ وقت ابھی نہیں تھا اور جن کی موت کا مقررہ وقت موجود تھا، انہیں اپنے گھروں میں پیچھے چھوڑ دیا، نتیجۃً حضرت داؤد علیہ السلام کے بعض ساتھی قتل ہوتے رہے اور ان میں سے کوئی بھی قتل نہ ہوا، تو حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! میں تیری اطاعت و فرمانبرداری کی بنا پر جنگ لڑ رہا ہوں اور وہ تیری نافرمانی میں قتال کر رہے ہیں۔ لیکن میرے ساتھیوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور ان میں سے کوئی بھی مقتول نہیں ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی۔ میں نے انہیں مخلوق کی ابتدا اور ان کی مقررہ عمروں کے بارے بتا دیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے تمہارے مقابلے میں انہی افراد کو بھیجا ہے جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا اور جن کی موت کا وقت آ چکا ہے انہیں اپنے گھروں میں ہی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ پس یہی وجہ ہے کہ تمہارے ساتھی قتل ہوتے رہے ہیں اور ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا جا سکا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! تو نے انہیں یہ علم کیسے عطا فرمایا؟ تو رب کریم نے فرمایا سورج، چاند اور ستاروں کی چال اور رات اور دن کی ساعتوں کے سبب، تو پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی اور ان پر سورج کو ٹھہرا دیا گیا اور اس کے سبب دن میں اضافہ ہو گیا۔ پس اس زیادتی نے رات اور دن کو خلط ملط کر دیا اور انہیں اس زیادتی کی مقدار معلوم نہ ہو سکی اور ان پر ان کا حساب خلط ملط ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ ستاروں میں غور و فکر کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام مرہبی رحمہ اللہ نے فضل العلم میں حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو خیبر میں فتح عطا فرمائی تو آپ ﷺ نے اپنی قوس منگائی اور اس پر ٹیک لگا کر اس کے سہارے قیام فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس فتح و نصرت سے نوازا تھا اس کا تذکرہ فرمایا۔ پھر چند چیزوں سے منع فرمایا بدکاری کے مہر، سونے کی انگوٹھی، گدھوں کے نشانات، سخت اور کھردرا لباس پہننے، کتے کے ثمن وصول کرنے، گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے، سونے کی بیع صرف سونے کے عوض اور چاندی کی بیع صرف چاندی کے عوض جب کہ ان کے درمیان تفاضل پایا جائے اور ستاروں میں غور و فکر کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

امام مرہبی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تو ستاروں کی تعلیم نہ دے کیونکہ یہ کہانت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت حسن کی سند سے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس جزیرہ کو شرک سے پاک کر دیا ہے۔ جب تک کہ ستاروں نے انہیں گمراہ نہ کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ستاروں کے بارے میں ابو جاد کے حروف سیکھنے والے کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ تو اس کے متعلق ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ پھر ان کے بائیں کندھے پر ضرب لگائی۔ تو آپ کی صلب سے آپ کی اولاد نکلی یہاں تک کہ اس نے ساری زمین کو بھر دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ کے متعلق امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے کئی طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ فرمایا المستقر (ٹھہرنے کی جگہ) سے مراد وہ قرارگاہ ہے جو رحم میں ہوتی ہے اور المستودع (امانت رکھے جانے کی جگہ) سے مراد وہ امانت کی جگہ ہے جو مردوں اور چوپاؤں کی صلبوں میں رکھی جاتی ہے۔ ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ مستقر وہ جگہ ہے جو رحم میں ہے اور زمین کے ظاہر اور باطن میں جو چیزیں زندہ ہیں اور جو مر چکی ہیں (وہ سب اپنی اپنی قرارگاہ میں ہیں) اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ مستقر سے مراد وہ جگہ ہے جو زمین میں ہے اور مستودع وہ جگہ ہے جو صلب میں ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے ٹھہرنے کی جگہ دنیا میں ہے اور ان کے امانت رکھے جانے کی جگہ آخرت میں ہے (2)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 335　　2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 59 (834)

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مستقر سے مراد رحم ہے اور مستودع سے مراد وہ جگہ ہے جہاں تجھے موت آتی ہے (1)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کسی زمین میں آدمی کو موت آتی ہے تو کوئی حاجت اسے وہاں تک پہنچا دیتی ہے۔ جب وہ اپنی مقررہ جگہ پر پہنچ چکتا ہے تو اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔ پس وہ زمین قیامت کے دن یہ کہے گی یہ ہے وہ جسے تو نے مجھ میں امانت رکھا تھا (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن رحمہ اللہ اور حضرت قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ مستقر قبر میں ہے اور مستودع دنیا میں ہے۔ قریب ہے کہ اسے اپنے صاحب کے ساتھ ملا دیا جائے (یعنی مستودع کو مستقر کے ساتھ ملا دیا جائے)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عوف رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تک اس امت کے ہر مستقر اور ہر مستودع کے بارے مجھے اسی طرح خبر دی گئی ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا فرمایا گیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جسے ڈاڑھ میں درد ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ہاتھ اس پر رکھے اور یہ پڑھے وَهُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ۔ الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فَمُسۡتَقَرٌّ میں قاف منصوب ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کیا تو نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آج تک میرے دل میں اس کا میلان پیدا نہیں ہوا۔ تو آپ نے فرمایا اگر تیری صلب میں کوئی امانت ہے تو وہ بالیقین نکلے گی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا قَدۡ فَصَّلۡنَا الۡاٰیٰتِ کا معنی بَیَّنَّا الآیَاتِ ہے یعنی بے شک ہم نے دلیلیں بیان کر دی ہیں ان لوگوں کے لیے جو (حقیقت کو) سمجھتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّیۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّغَیۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰی ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَیَنۡعِهٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكُمۡ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۹۹﴾

"اور وہی ہے جس نے اتارا بادل سے پانی۔ تو ہم نے نکالی اس کے ذریعے اگنے والی ہر چیز پھر ہم نے نکال لیں

1۔ سنن سعید بن منصور (حاشیہ) جلد 5، صفحہ 53 (895)، دار الصمیعی الریاض 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 59 (835)

اس سے ہری ہری بالیں۔ نکالتے ہیں اس سے (خوشہ جس میں) دانے ایک دوسرے پر چڑھے ہوتے ہیں۔
اور (نکالتے ہیں) کھجور سے یعنی اس کے گابھے سے گچھے نیچے جھکے ہوئے اور (ہم نے پیدا کیے) باغات انگور اور زیتون اور انار کے بعض (شکل و ذائقہ میں) ایک جیسے ہیں اور بعض الگ الگ۔ دیکھو ہر درخت کے پھل کی طرف جب وہ پھل دار ہو اور (دیکھو) اس کے پکنے کو۔ بے شک ان میں نشانیاں ہیں (اس کی قدرت کاملہ کی) اس قوم کے لئے جو ایمان دار ہے"۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دَانِيَةٌ لیے کا معنی قریبۃ ہے یعنی ایسے گچھے جو قریب ہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کھجور کے وہ چھوٹے درخت جن کے خوشے زمین کے ساتھ ہیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا قِنْوَانٌ کا معنی گچھے ہیں اور دَانِيَةٌ کا معنی منصوبۃ (لگایا گیا) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ سے مراد وہ خوشہ ہے جو گابھے سے لٹک رہا ہو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے قِنْوَانٌ کا معنی کھجور کا خوشہ ہے اور دَانِيَةٌ کا معنی لٹکنے والا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مُشْتَبِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے پتوں کے اعتبار سے ایک جیسے ہیں اور اپنے پھل کے اعتبار سے الگ الگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ کے بارے نقل کیا ہے کہ تم درخت کی سبزی اور انگور کی طرف دیکھو جب وہ پھل دار ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ثَمَرِهٖۤ کو ثاء اور میم کی نصب (زبر) کے ساتھ پڑھا ہے اور وَيَنْعِهٖ کی یاء کو منصوب پڑھا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد بن مسعر رحمہ اللہ نے کہا لوگوں پر فرض ہے کہ جب درختوں پر پھل لگیں تو وہ جا کر ان کی طرف دیکھیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ۔

امام ابوعبید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وَيَنْعِهٖ کا معنی پھل کا پکنا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 341، داراحیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 340

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 60 (837) دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (1)۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا کہ مجھے وَيَنْعِهٖ کا معنی بتایئے تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد پھل کا پکنا اور اس کا اپنی آخری حد کو پہنچنا ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

إِذَا مَامَشَتْ وَسْطَ النِّسَاءِ تَاَوَّدَتْ كَمَا اهْتَزَّ غُصْنٌ نَاعِمٌ اَنْبَتْ يَانِعُ

"جب وہ عورتوں کے درمیان چلتی ہے تو جھک جاتی ہے جیسا کہ پکے ہوئے پھلوں سے لدی ہوئی نرم و نازک ٹہنی حرکت کرتی ہے"۔

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾

"اور بنایا انہوں نے اللہ کا شریک جنوں کو حالانکہ اللہ نے پیدا کیا ہے انہیں اور گھڑ لیے ہیں انہوں نے اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں محض جہالت سے۔ پاک ہے وہ اور برتر ہے اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں موجد ہے آسمانوں اور زمین کا۔ کیوں کر ہو سکتا ہے اس کا کوئی لڑکا حالانکہ نہیں ہے اس کی کوئی بیوی۔ اور پیدا فرمایا ہے اس نے ہر چیز کو اور وہ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے یہ اللہ ہے (جو) تمہارا پروردگار ہے نہیں کوئی خدا سوائے اس کے، پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا۔ پس عبادت کرو اس کی اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "وَاللّٰهُ خَلَقَهُمْ" یعنی انہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنایا حالانکہ اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اور آپ نے خَرَقُوْا لَهٗ کا معنی 'تخرصوا' کیا ہے۔ یعنی انہوں نے اللہ کے لیے کذب بیانی سے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیے (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍ کے بارے فرمایا کہ انہوں نے اللہ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بنالیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 343 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 345

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ خَرَقُوْالَہٗ کا معنی کذبوا ہے یعنی انہوں نے کذب بیانی کی۔

امام ابن ابی حاتم نے وَخَرَقُوْالَہٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍ کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ عرب کہتے ہیں ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور یہود و نصاریٰ کہا کرتے تھے کہ مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام دونوں اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَخَرَقُوْالَہٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍ کے بارے کہا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولا۔ یہود و نصاریٰ تو یہ کہتے ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اور مشرکین عرب لات و عزیٰ کی پوجا کیا کرتے تھے اور کہتے تھے عزیٰ اللہ تعالیٰ کی بیٹی ہے حالانکہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک اور برتر ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا کہ مجھے وَخَرَقُوْالَہٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہوئے اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بنالیے ہیں۔ تو نافع نے کہا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس طرح کہتے نہیں سنا:

اِخْتَرَقَ الْقَوْلَ بِهَا لَاهِيًا مُسْتَقْبِلًا اَشْعَثَ عَذْبَ الْكَلَامِ

"اس نے مستقبل سے غافل ہو کر اس کے بارے جھوٹی بات گھڑ لی اور کلام کی عذوبت کو پراگندہ کر دیا"۔

امام ابوالشیخ نے حضرت یحییٰ بن یعمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَھُمْ کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔ جَعَلُوْا لِلّٰہِ خَلْقَھُمْ، یعنی انہوں نے (اس) اللہ کے لیے شریک بنالیے جس نے انہیں پیدا کیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ وَ خَلَقَھُمْ کو تشدید کے ساتھ پڑھتے اور کہتے معنی یہ ہے درآنحالیکہ اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو کچھ انہوں نے جھوٹ گھڑا ہے وہ انہوں نے آسانی کے ساتھ گھڑ لیا ہے۔ جب آدمی بہت زیادہ جھوٹ بولتا ہے تو پوری قوم میں یہ اعلان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں نے افترا پردازی کی اس نے جھوٹ گھڑ لیا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾

"نہیں گھیر سکتیں اسے نظریں اور وہ گھیرے ہوئے ہے سب نظروں کو اور وہ بڑا باریک بین (اور) پوری طرح باخبر ہے"۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم، عقیلی، ابن عدی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر انسان، جنات، شیاطین اور ملائکہ کی تخلیق کے وقت سے لے کر ان کے فنا ہونے کے دن تک ان کی ایک ہی صف بنا دی جائے تو وہ کبھی اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہ کر سکیں۔ امام ذہبی نے کہا ہے یہ حدیث منکر ہے۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور لالکائی رحمہما اللہ نے السنۃ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے "رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ" حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو میں نے آپ سے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا ہے؟ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ٘ وَ هُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ کہ نظریں اسے گھیر نہیں سکتیں اور وہ سب نظروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ تو آپ نے فرمایا تم اسے سمجھے نہیں۔ وہ اس کا نور ہے جب وہ اپنے نور کے ساتھ تجلی فرماتا ہے تو کوئی شے اس کا ادراک نہیں کر سکتی۔ اور ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ اپنی کیفیت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے تو آنکھ اس پر ٹھہر نہیں سکتی (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کسی کی نظر اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتی (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ تو آپ کے پاس موجود افراد میں سے کسی نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ؟ تو عکرمہ نے اسے کہا کیا تو آسمان کو دیکھتا نہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ تو آپ نے کہا پھر سب کچھ دیکھا جا سکتا ہے۔

عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ اس سے برتر اور اعظم ہے کہ آنکھیں اس کا احاطہ کر سکیں۔

امام ابوالشیخ اور بیہقی نے کتاب الرؤیۃ میں حضرت حسن سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں نظریں اسے نہیں گھیر سکتیں۔

حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا اہل جنت جنت میں تو اس کا دیدار کریں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ (القیامۃ) "کئی چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کے (انوار جمال) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے"۔ فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کوئی شے اسے نہیں دیکھ سکتی۔ البتہ وہ ساری مخلوق کو دیکھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت اسماعیل بن علیہ رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں نظریں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 122 (3279) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 348

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور لالکائی نے حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی کے طریق سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے قاری اہل مکہ ابوالحصین یحییٰ بن حصین کو یہ کہتے سنا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کہ عقول کی نظریں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔

امام ابن منذر نے اسی کے بارے حضرت ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورت نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ اپنے رب کی بارگاہ میں میرے لیے شفاعت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس کا ادراک کر سکتی ہے جس سے تو شفاعت طلب کر رہی ہے؟ بلاشبہ اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر لیا، پھر وہ اپنی شان قدرت کے مطابق اس پر جلوہ فرما ہوا۔ چار انگلیوں کی مقدار بھی اس میں سے کچھ زائد اور فالتو نہیں۔ پھر فرمایا اس کی آواز اس طرح ہے جیسے نئے کجاوے کے چرچرانے کی آواز ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا ارشاد ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کہ اس کی نگاہ آسمان کے کناروں تک پہنچنے سے پہلے ہی رک جائے گی۔ ان کا گمان یہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت قائم ہونے کا علم ایک جن کو ہوگا۔ وہ چل پڑے گا۔ جب وہ آسمان کی اطراف تک پہنچے گا تو وہ گر چکے ہوں گے اور کوئی راستہ نہیں پائے گا جو مشرق و مغرب اور یمن و شام کی طرف لے جا سکتا ہو۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَ مَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ۝۱۰۴ وَ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَ لِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَ لِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝۱۰۵ اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ۝۱۰۶

”بے شک آئیں تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں اپنے رب کی طرف سے تو جس نے آنکھوں سے دیکھا تو اس نے اپنا فائدہ کیا اور جو اندھا بنا رہا تو اس نے اپنا نقصان کیا اور نہیں ہوں میں تم پر نگہبان اور اسی طرح ہم طرح طرح سے بیان کرتے ہیں (توحید کی) دلیلوں کو اور تاکہ بول اٹھیں یہ لوگ کہ آپ نے خوب پڑھ سنایا ہے اور تاکہ ہم واضح کر دیں اس کو اس قوم کے لیے جو علم رکھتی ہے پیروی کیجئے آپ اس کی جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے۔ نہیں کوئی معبود بجز اس کے اور منہ پھیر لو مشرکوں کی طرف سے“۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا بَصَآىِٕرُ کا معنی دلیلیں ہے اور فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے ہدایت حاصل کی تو وہ اپنے فائدے کے لیے ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو اس کا نقصان بھی اسے ہی ہوگا۔ واللہ اعلم۔

ارشاد باری تعالیٰ لِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ کے بارے سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اس لفظ کو ”دَارَسْتَ“ پڑھتے تھے۔ یعنی دال کے بعد الف، سین ساکن اور تاء منصوب ہے، یہ بمعنی قَارَأْتَ ہے۔ یعنی آپ نے خوب پڑھ سنایا (1)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 66، (899) دار الصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ دَرَسْتَ بمعنی قرأتَ اور تعلّمتَ ہے۔ یعنی آپ نے پڑھا اور سیکھا (1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی خاتم، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''دَرَسْتَ'' یعنی آپ نے تلاوت کی اور خوب جھگڑا اور مجادلہ کیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے لِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے فاقهتَ۔ یعنی آپ سمجھانے میں غالب رہے۔ درآنحالیکہ آپ نے یہود کو پڑھ کر سنایا اور انہوں نے آپ پر پڑھا (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ بچے اس مقام پر دَارَسْتَ پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ دَرَسْتَ ہے یعنی اس میں سین پر فتحہ اور تاء پر جزم ہے۔ اور وہ پڑھتے ہیں ''وحرم علی قرية'' (الانبیاء: 59) حالانکہ وہ لفظ ''وحرام'' ہے۔ اس طرح بچے پڑھتے ہیں ''فی عين حمئة'' حالانکہ اصل میں وہ لفظ ''حامية'' ہے۔ عمرو نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مذکورہ تمام کلمات میں ان سے مخالفت کرتے تھے (4)۔

امام ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے لِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ پڑھایا ہے۔ یعنی اس میں سین پر جزم اور تاء پر فتحہ ہے (5)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دَارَسْتَ نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے یہود کو خوب پڑھایا اور انہیں خوب سمجھایا اور حضرت ابی کی قرأت میں درس بمعنی تعلم (سیکھنا) ہے۔

امام ابوعبید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ہارون رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرأت میں ''وليقولوا درس'' کا مفہوم یہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے پڑھا (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے ''درست'' پڑھا اور کہا اس کا معنی ہے آپ نے خوب علم حاصل کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابواسحاق ہمدانی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود کی قرأت میں ''دَرَسَتْ'' ہے یعنی اس میں الف نہیں اور سین پر نصب اور تاء پر وقف ہے (7)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ لِیَقُوْلُوْا دَرَسَتْ پڑھا کرتے تھے۔ یعنی آپ نے مٹا دیا اور ختم کر دیا (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 355 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 62 (844)

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 72 (904) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 358

5۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 260 (2937) دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 358 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 357

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ دَرَّسْتَ (بالتشدید) پڑھتے تھے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ اسے ''اَدَارَسْتَ'' پڑھتے تھے۔ اور بطور تمثیل یہ بیان کرتے دَارَسَ كَطَعْمِ الصَّابِ وَالْعَلْقَمِ۔ (اس نے صاب اور حنظل کے ذائقہ کی طرح پڑھا) (2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لِيَقُوْلُوْا دَارَسْتَ تاکہ وہ کہیں آپ نے پڑھا اور سمجھا۔ قریش آپ کو اسی طرح کہتے تھے (3)۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ مشرکین سے رک جائیں، دور ہٹ جائیں۔ یہ حکم منسوخ ہے اور اسے آیت قتال نے منسوخ کیا ہے۔ وہ یہ ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) ''تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم پاؤ انہیں''۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾

''اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو وہ شرک نہ کرتے۔ اور نہیں بنایا ہم نے آپ کو ان پر نگہبان۔ اور نہیں ہیں آپ ان کے ذمہ دار''۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے اگر میں چاہتا تو میں ان تمام کو ہدایت پر جمع کردیتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وکیل بمعنی حفیظ (حفاظت کرنے والا) ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

''اور تم نہ برا بھلا کہو انہیں جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا (ایسا نہ ہو) کہ وہ بھی برا بھلا کہنے لگیں اللہ کو زیادتی کرتے ہوئے جہالت سے۔ یونہی آراستہ کردیا ہے ہم نے ہر امت کے لیے ان کا عمل پھر اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہے انہوں نے۔ پھر وہ انہیں بتائے گا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 75 (908)، دار الصمیعی الریاض

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب مافسر بالشعر من القرآن، جلد 6، صفحہ 123 (29988) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 355

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ۔ الآیہ کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ہمارے معبودوں کو سب وشتم کرنے سے بالضرور باز آجائیں۔ یا پھر ہم بھی آپ کے رب کی بالضرور ہجو کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بتوں کو برا بھلا کہنے سے منع فرما دیا (تاکہ ایسا نہ ہو) کہ وہ بھی جہالت کے باعث زیادتی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے لگیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا جب حضرت ابو طالب قریب الموت ہوئے تو قریش نے کہا چلو ہم اس آدمی کے پاس جائیں اور اسے جا کر کہیں کہ وہ اپنے بھتیجے کو ہم سے روکے۔ کیونکہ ہم حیا محسوس کریں گے کہ ان کی موت کے بعد ہم انہیں قتل کر دیں۔ عرب کہتے ہیں وہ آپ کو روکتے تھے کہ جب میں مر گیا تو یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ ابوسفیان، ابوجہل، نضر بن حارث، خلف کے دو بیٹے امیہ اور ابی، عقبہ بن ابی معیط، عمرو بن العاص اور اسود بن بختری چل پڑے اور انہوں نے اپنے میں سے مطلب نامی ایک شخص کو بھیجا۔ تاکہ وہ ہمارے لیے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اجازت لے۔ پس وہ ابو طالب کے پاس آیا اور کہا یہ آپ کی قوم کے سردار ہیں جو آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں؟ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ تو وہ اندر داخل ہوئے اور کہا اے ابو طالب! آپ ہمارے بزرگ اور ہمارے سردار ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں اذیت پہنچائی ہے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ انہیں بلائیں اور ہمارے معبودوں کے بارے گفتگو کرنے سے انہیں منع کریں۔ تو ہم بھی اسے اور اس کے اللہ کو چھوڑ دیں گے۔ پس انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا بھیجا۔ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ کو حضرت ابو طالب نے کہا یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں اور آپ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ آپ ہمیں اور ہمارے معبودوں کو چھوڑ دیں۔ تو ہم بالیقین آپ کو اور آپ کے اللہ کو چھوڑ دیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہیں ایسی چیز عطا کر دوں۔ کیا تم میرے ساتھ ایک کلمہ کہو گے اگر تم نے وہ کہہ دیا تو تم عرب کے مالک بن جاؤ گے اور اس کے سبب عجم کا خراج تمہارے قریب ہو جائے گا؟ یہ سن کر ابوجہل نے کہا تیرے باپ کی قسم! بالیقین ہم وہ اور اس کی مثل دس اور بھی کہیں گے۔ بتایئے وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر کہو لا الہ الا اللہ (کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں) انہوں نے انکار کر دیا اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ حضرت ابو طالب نے کہا اس کے علاوہ کچھ اور کہو۔ کیونکہ آپ کی قوم اس سے گھبرا گئی ہے خوفزدہ ہو گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میرے چچا! میں اس کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔ یہاں تک کہ یہ سورج لا کر میرے ہاتھ پر رکھ دیں۔ اگر یہ سورج بھی لے آئیں اور اسے میرے ہاتھ پر رکھ دیں تو ان کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کے ارادہ سے میں اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہوں گا (عربی الفاظ ملاحظہ فرمایئے) "قَالَ يَا عَمِّ مَا أَنَا بِالَّذِي أَقُولُ غَيْرَهَا حَتّٰى يَأْتُوا بِالشَّمْسِ فَيَضَعُوهَا فِي يَدِي، وَلَوْ أَتَوْنِي بِالشَّمْسِ فَوَضَعُوهَا فِي يَدِي مَا قُلْتُ غَيْرَهَا إِرَادَةَ أَنْ يُؤْيِسَهُمْ"

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 360

اس پر وہ غضب ناک ہو گئے اور کہنے لگے تجھے چاہیے کہ ضرور برضرور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے رک جائے یا پھر ہم تجھے اور اسے برا بھلا کہیں گے جو تجھے حکم دیتا ہے۔ تب الله تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم الله نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی الله عنہ کا قول ہے مسلمان کفار کے بتوں کو برا بھلا کہتے تھے پس کفار الله تعالیٰ کو برا بھلا کہنے لگے۔ تو الله تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ (1)

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ کے بارے حضرت زید بن اسلم نے کہا کہ الله تعالیٰ نے ہر امت کے لیے ان کے وہ عمل مزین کر دیے ہیں جو وہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہی پر انہیں موت آتی ہے۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا یُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَ نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ نَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ؑ وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ حَشَرْنَا عَلَیْهِمْ كُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

"اور وہ قسمیں کھاتے ہیں الله کی پوری کوشش سے کہ اگر آ گئی ان کے پاس کوئی نشانی تو ضرور ایمان لائیں گے اس کے ساتھ۔ آپ فرمائیے کہ نشانیاں تو صرف الله ہی کے پاس ہیں اور (اے مسلمانو!) تمہیں کیا خبر کہ جب یہ نشانی آ جائے گی تو (تب بھی) یہ ایمان نہیں لائیں گے اور ہم پھیر دیں گے ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو جس طرح وہ نہیں ایمان لائے تھے اس کے ساتھ پہلی مرتبہ اور ہم چھوڑ دیں گے انہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں اور اگر ہم اتارتے ان کی طرف فرشتے اور باتیں کرنے لگتے ان سے مردے (قبروں سے اٹھ کر) اور ہم جمع کر دیتے ہر چیز کو ان کے روبرو تب بھی وہ ایمان نہ لاتے مگر یہ کہ چاہتا الله تعالیٰ لیکن اکثر ان میں سے (بالکل) جاہل ہیں"۔

امام ابوالشیخ رحمہ الله نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی الله عنہما نے فرمایا یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ .... عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا یُشْعِرُكُمْ "اور وہ پوری کوشش سے الله کی قسمیں کھاتے ہیں کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 360

اگر ان کے پاس کوئی نشانی آگئی تو اس کے ساتھ ضرور ایمان لائیں گے''۔آپ فرمایئے کہ نشانیاں تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں۔(اے گروہ مسلمین!) تمہیں کیا خبر کہ جب یہ نشانی آجائے گی تو (تب بھی) یہ ایمان نہیں لائیں گے۔مگر یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انہیں اسلام پر مجبور کردے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے گفتگو فرمائی۔تو انہوں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ہمیں بتاتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس عصا تھا جسے آپ پتھر پر مارتے تھے (تو اس سے چشمے جاری ہو جاتے تھے)۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور قوم ثمود کے لیے ایک اونٹنی تھی۔آپ بھی تو کوئی ایسی نشانیوں میں سے ہمارے پاس لائیں تاکہ ہم آپ کی تصدیق کرسکیں۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون سی چیز تم پسند کرتے ہو کہ میں وہ تمہارے پاس لے آؤں؟ انہوں نے کہا آپ صفا (پہاڑ) کو ہمارے لیے سونا بنا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں ایسا کردوں تو تم میری تصدیق کروگے؟ انہوں نے کہا ہاں۔قسم بخدا! اگر آپ نے ایسا کردیا تو ہم تمام کے تمام بالضرور آپ کی اتباع کریں گے۔چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا مانگنے کے لیے اٹھے۔اتنے میں حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور آکر کہا اگر آپ چاہیں گے تو صفا سونا ہو جائے گا۔لیکن اس کے باوجود اگر انہوں نے تصدیق نہ کی تو پھر ہم بالضرور انہیں عذاب دیں گے اور اگر آپ چاہیں تو انہیں چھوڑ دیں یہاں تک کہ ان میں سے توبہ کرنے والے توبہ کرلیں،تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا بلکہ ان میں سے توبہ کرنے والے توبہ کریں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دوسری صورت کو زیادہ پسند فرمایا) تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ...... یَجْهَلُوْنَ۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت ان استہزاء کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزے کے بارے سوال کیا تھا۔تو ان کے بارے میں وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ...... یَجْهَلُوْنَ تک آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ مجاہد نے کہا قسم سے مراد یمین ہے پھر یہ آیت پڑھی وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کیا ہے کہ قسم سے مراد یمین ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اس آیت کے بارے حضرت مجاہد سے یہ قول روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی معجزہ لانے کا سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے قسم لی کہ وہ ضرور بر ضرور اس کے ساتھ ایمان لے آئیں گے اور مجاہد نے وَ مَا یُشْعِرُكُمْ کی تفسیر میں کہا تم کیسے جانتے ہو؟ پھر ان کے بارے ثابت کردیا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔اور وَ نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ کے بارے کہا کہ ہم ان کی قسم اور ان کے درمیان حائل ہو جائیں گے۔جیسا کہ ہم پہلی مرتبہ ان کے اور اس کے درمیان حائل ہوئے۔اگرچہ تمام نشانیاں اور معجزات

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 362

2۔مصنف ابن ابی شیبہ باب النذور والایمان، جلد 3، صفحہ 83 (12322) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ایضاً، (12328)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان کے لیے ظاہر ہو جائیں اور ہم انہیں چھوڑ دیں گے کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ یعمھون بمعنی یترددون ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ایک دوسری سند سے وَمَا یُشْعِرُكُمْ کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کیا تمہیں خبر ہے کہ تم ایمان لے آؤ گے جب وہ علامت اور نشانی ظاہر ہوگی۔ پھر مستقبل کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ علامت ظاہر ہوگی تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت نضر بن شمیل رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی نے خلیل بن سے وَمَا یُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ لعلها کے معنی میں ہے کیا تو جانتا نہیں کہ تو یہ کہتا ہے اِذْهَبْ اِنَّكَ تَأْتِيْنَا بِكَذَا وَكَذَا۔ (تو جا اور فلاں فلاں چیز لے کر ہمارے پاس آ) تو وہ جواب دیتا ہے لعلك (شاید ایسا ہو)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ الآیہ کے بارے یہ قول نقل کا ہے۔ کہ جب مشرکین نے اس کا انکار کر دیا جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تو پھر ان کے دل کسی شے پر ثابت اور قائم نہ رہ سکے، اور انہوں نے ہر امر کو رد کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ الآیہ کے تحت بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضح نشانیاں اور علامات لے کر ان کے پاس تشریف لائے، لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان نہ لائے۔ تو ہم نے ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں کو پھیر دیا، اور اگر ان کے پاس اس کی مثل ہر نشانی بھی آ جائے تو وہ ایمان نہ لائیں مگر (تبھی) کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ (یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ ایمان لائیں تب ہی وہ ایمان لا سکتے ہیں ورنہ نہیں)

امام ابن مبارک، احمد نے الزہد میں، ابن ابی شیبہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے۔ کہ جب حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ قریب المرگ ہوئے تو کہنے لگے۔ میرے اس طرح کے دن کے لیے کون عمل کرتا ہے، میری اس طرح کی ساعت کے لیے کون عمل کرتا ہے، میرے اس طرح کے ٹھکانے کے لیے کون عمل کرتا ہے۔ پھر کہنے لگے وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۱۰﴾ پھر ان پر غشی طاری ہوگئی پھر انہیں افاقہ ہوا، تو پھر یہی آیت پڑھنے لگے یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر نقل کی ہے کہ آیت میں قُبُلًا کا معنی معاینۃ ہے۔ یعنی اور ہم ان کے روبرو ہر شے جمع کر دیتے تب بھی وہ (اہل شقاوت) ایمان نہ لاتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا۔ یعنی وہ اہل سعادت جو پہلے سے اس کے علم میں ہیں کہ وہ ایمان لائیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے "اور ہم ان کے روبرو ہر شے جمع کر دیتے" یعنی وہ اسے روبرو دیکھ لیتے (تب بھی ایمان نہ لاتے)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا کا معنی ہے افواجا قبیلا (یعنی ہم ان پر ہر شے گروہ در گروہ جمع کر دیتے)۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ لِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ لِيَرْضَوْهُ وَ لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

”اور اسی طرح بنا دیئے ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن (یعنی) سرکش انسان اور جن جو چپکے چپکے سکھاتے تھے ایک دوسرے کو خوش نما باتیں (لوگوں کو) دھوکہ دینے کے لیے اور اگر چاہتا آپ کا رب تو وہ یہ نہ کرتے سو چھوڑ دیجئے انہیں اور جو وہ بہتان باندھتے ہیں۔ اور (چھوڑیئے) تاکہ مائل ہو جائیں اس کی طرف ان کے دل جو نہیں ایمان لائے آخرت پر اور تاکہ پسند کریں اسے اور کرتے رہیں جو گناہ وہ اب کر رہے ہیں“۔

امام احمد، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اے اباذر! اللہ تعالیٰ سے جن وانس میں کے شیاطین کے شر سے پناہ مانگ، انہوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا انسانوں میں سے بھی شیاطین ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر یہ آیت پڑھی شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔

امام احمد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: جن وانس کے شیاطین (کے شر) سے پناہ مانگ، تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا انسانوں میں سے بھی شیاطین ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ کے تحت بیان کیا ہے، بلاشبہ جنات کے لیے شیاطین ہیں جو انہیں گمراہ کرتے ہیں جیسا کہ انسانوں کے شیاطین انہیں گمراہ کرتے ہیں۔ پس انسانوں کا شیطان اور جنوں کا شیطان آپس میں ملتے ہیں تو یہ اسے کہتا ہے: میں اس سبب سے اسے گمراہ کرتا ہوں اور میں اس طرح اسے گمراہ کرتا ہوں (یعنی گمراہ کرنے اور صراط مستقیم سے بھٹکانے کے اسباب اور طریقے ایک دوسرے کو بتاتے ہیں) پس ارشاد باری تعالیٰ ہے يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جن وہ تو جان ہیں، وہ شیاطین نہیں ہیں اور شاطین ابلیس کی اولاد اور یہ ابلیس کے ساتھ ہی مریں گے، جب کہ جنات مر جاتے ہیں اور ان میں سے کچھ مومن ہیں اور کچھ کافر ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کاہن انسانوں میں سے شیاطین ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ کے تحت

بیان کیا ہے، کہ جنوں کے شیاطین انسانوں کے شیاطین کو چپکے چپکے سکھاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـئِهِمْ (الانعام: 121) ”اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وسوسہ اندازی کرتے ہیں“۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ کے تحت نقل کیا ہے کہ انسانوں میں سے شیاطین ہیں اور جنوں میں سے شیاطین ہیں جن میں سے بعض بعض کو چپکے چپکے سکھاتے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا کے تحت بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا قول ہے جو باعث ہلاکت ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد ایسا قول ہے جس میں ہلاکت ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ان میں سے بعض بعض کے لیے قول کو مزین کرتے ہیں تا کہ ان کے فتنہ اور آزمائش میں وہ بھی ان کی اتباع کریں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانہ میں اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت بیان کیا ہے۔ جنوں میں سے شیاطین انسانوں کے شیاطین یعنی کافر انسانوں کو چپکے چپکے سکھاتے ہیں۔ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا یعنی باطل کو زبانوں کے ساتھ مزین اور آراستہ کرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ”“ کے تحت بیان کیا ہے کہ تم قول کو خوشنما بناؤ اور اسے خوب مزین و آراستہ کرو۔ اور زُخْرُفَ الْقَوْلِ کے تحت فرمایا وہ اس کے ساتھ لوگوں اور جنات کو دھوکہ دیتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کے بارے میں ابن زید نے کہا زُخْرُفَ سے مراد مزین اور خوشنما ہے۔ یعنی ان کے لیے اس دھوکے کو اس طرح آراستہ کیا گیا جس طرح ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے اپنے فریب کو مزین کیا تھا اور آپ کو قسم دی کہ وہ ناصحین میں سے ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وَ لِتَصْغٰۤى کا معنی لِتَمِیْلَ (تا کہ مائل ہو جائیں) کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَ لِتَصْغٰۤى اِلَیْهِ اَفْـٕدَةُ کا معنی ”تزیغ“ ہے (یعنی تا کہ اس کی طرف ان کے دل مائل ہو جائیں یا جھک جائیں) اور وَ لِیَقْتَرِفُوْا کا معنی ”لیکتسبوا“ (تا کہ وہ کرتے رہیں) ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ان الفاظ کا یہ معنی نقل کیا ہے تا کہ کفار کے دل اس کی طرف مائل ہو جائیں وَ لِیَرْضَوْهُ اور تا کہ اسے پسند کریں وَ لِیَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ کا مفہوم بیان کرتے ہیں تا کہ وہ عمل کرتے رہیں جو وہ اب کر رہے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 13-12، دار احیاء التراث العربی بیروت

طستی اور ابن انباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا مجھے ارشاد باری تعالیٰ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا کے بارے بتایئے تو آپ نے فرمایا اس کا مفہوم ہے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے باطل قول کرنا۔ انہوں نے پوچھا کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تم نے اوس بن حجر کو یہ کہتے نہیں سنا:

لَمْ يَغْرُوْكُمْ غُرُوْرًا وَلٰكِنْ يَرْفَعُ الْاٰلُ جَمْعَكُمْ وَالدَّهَاءُ

''انہوں نے تم سے جھوٹی بات نہیں کہی۔ البتہ نیزہ زنی اور دانش مندی تمہارے قبائل کو رفعت عطا کر رہی ہے''۔

اور زہیر بن ابی سلمٰی نے کہا ہے:

فَلَا يَغُرَّنْكَ دُنْيَا اِنْ سَمِعْتَ بِهَا عِنْدَا مْرِئٍ سَرْوُهٗ فِي النَّاسِ مَغْمُوْرُ

''دنیا تجھے دھوکے میں نہ ڈالے جس کے بارے میں تو یہ سنے کہ وہ کسی ایسے آدمی کے پاس ہے جس کا فضل و شرف لوگوں میں معروف نہیں''۔

انہوں نے کہا مجھے وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ کے بارے بتایئے۔ تعفی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے تا کہ ان کے دل اس کی طرف مائل ہو جائیں۔ عظامی نے اس معنی میں یہ شعر کہا ہے:

وَاِذَا سَمِعْنَ هماهما مِنْ رُفْقَةٍ وَمِنَ النُّجُوْمِ غَوَابِرٌلَمْ تَخْفُقِ

جب وہ رفقاء سے اہم اور ضروری بات سنتی ہیں اور ستاروں میں سے کچھ ابھی باقی ہیں غروب نہیں ہوئے۔

اَصْغَتْ اِلَيْهِ بِجَائِنْ بِخُدُوْدِهَا اٰذَانُهُنَّ اِلَى الْحَدَاةِ السُّوَقِ

''کمینہ فطرت عورتیں اپنے رخساروں کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتی ہیں اور ان کے کان لمبی پنڈلیوں والی چلوں کی طرف ہوتے ہیں''۔

پھر انہوں نے پوچھا وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا اس کا مفہوم ہے تا کہ وہ کرتے رہیں جو وہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ قیامت کے دن انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ نافع نے کہا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تم نے لبید بن ربیعہ کو نہیں سنا کہ وہ کہتا ہے:

وَاِنِّيْ لَاٰتِيْ مَا اَتَيْتُ وَاِنَّنِيْ لَمَّا اقْتَرَفَتْ نَفْسِيْ عَلَيَّ لَرَاهِبُ

''بے شک میں کام کرنے والا ہوں جو کرنے والا ہوں۔ اور جب میرا نفس میرے خلاف کوئی کام کرے تو میں ڈرنے والا ہوں''۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

WWW.NAFSEISLAM.COM

"(آپ ان سے پوچھیے) کیا اللہ کے سوا میں تلاش کروں کوئی اور منصف حالانکہ وہی ہے جس نے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب مفصل۔ اور جن کو ہم نے دی ہے کتاب وہ (اچھی طرح) جانتے ہیں کہ یہ قرآن اتارا گیا ہے آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ۔ تو (اے سننے والے!) ہرگز نہ ہو جانا شک کرنے والوں سے"۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ مُفَصَّلًا کا معنی مُبَیَّنًا (انتہائی واضح) ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک بن انس کی سند سے ربیعہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کتاب نازل فرمائی اور اس میں سنت کی جگہ چھوڑ دی اور رسول اللہ ﷺ نے سنت بیان فرمائی اور اس میں رائے کی گنجائش باقی رکھی۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

"اور مکمل ہوگئی آپ کے رب کی بات سچائی اور عدل سے نہیں کوئی بدلنے والا اس کی باتوں کا اور وہی ہے سب کچھ سننے والا جاننے والا اور (اے سننے والے!) اگر تو اطاعت کرے اکثر لوگوں کی جو زمین میں ہیں تو وہ تجھے بہکا دیں گے اللہ کی راہ سے۔ وہ نہیں پیروی کرتے سوائے گمان کے اور نہیں ہیں وہ مگر محض تخمینے لگاتے ہیں بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون بہکتا ہے اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو"۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ صِدْقًا وَّعَدْلًا کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صِدْقًا فِيْمَا وَعَدَ وَعَدْلًا فِيْمَا حَكَمَ۔ یعنی آپ کے رب کی بات مکمل ہوگئی اس شے میں سچائی سے جس کا اس نے وعدہ کیا اور اس میں عدل سے جس کا اس نے فیصلہ فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے "لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ" کے بارے فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ اس نے دنیا اور آخرت کے بارے میں کہا ہے اس میں کسی شے کی کوئی تبدیلی نہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ" (سورۂ ق: 29) (میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوالیمان جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس چھڑی مبارک بھی تھی۔ وہاں ہر قوم کے بت تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اسے باری باری ایک بت کے قریب کرتے اور بت کے سینے میں عصا مبارک کے ساتھ کچو کا لگا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 63 (849) دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کر اسے زخمی کر دیتے۔ جب بھی آپ کسی بت کو گراتے تو آپ ﷺ کے پیچھے ہتھوڑے کے ساتھ مارنے والے آ جاتے یہاں تک کہ اسے توڑ ڈالتے اور اٹھا کر مسجد سے باہر پھینک دیتے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ یہ آیت پڑھ رہے تھے ''وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۗ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ''

امام ابن مردویہ اور ابن نجار رحمہما اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ''وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا'' کے بارے فرمایا اس سے مراد ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہے۔

امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں کو تعویذ اور دم فرمایا کرتے تھے ''اُعِيْذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔ پھر فرمایا کرتے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو انہی کلمات کے ساتھ دم فرمایا کرتے تھے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جو کسی جگہ اترے تو یہ کہے ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ'' تو اسے کوئی شے نقصان نہیں پہنچائے گی یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے کوچ کر جائے (2)۔

امام مسلم، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں کیا کروں گزشتہ رات مجھے بچھو نے ڈسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر شام کے وقت تو یہ کلمات پڑھ لیتا ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ'' تو وہ تجھے تکلیف نہ دیتا (3)۔

امام ابوداؤد، نسائی، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر آرام فرماتے وقت یہ پڑھا کرتے تھے ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَ كَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَ الْمَاْثَمَ، اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَ لَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ'' (4)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت محمد بن یحیٰی بن حبان سے نقل کیا ہے کہ حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں رات کے وقت نیند نہ آنے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا جب تو اپنے بستر پر سونے کے لیے آئے تو یہ کلمات پڑھا کر ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ'' بے خوابی تجھے نقصان نہیں پہنچائے گی اور کوئی سانپ تیرے قریب نہیں آئے گا (5)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 163 (2060) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 3 (3437)

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، جلد 17، صفحہ 26 (2709)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 332، وزارت تعلیم اسلام آباد 5۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 57، دارصادر بیروت

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوالتیاح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے عبد الرحمٰن بن خنبش کو کہا جس وقت شیاطین قریب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ شیاطین پہاڑوں اور وادیوں سے اترے اور رسول اللہ ﷺ کا ارادہ کرتے ہوئے آئے۔ ان میں ایک شیطان تھا جس کے پاس آگ کا شعلہ تھا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو جلا دے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ گھبرا گئے۔ اتنے میں حضرت جبریل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد! ﷺ کہو۔ آپ نے فرمایا کیا کہوں؟ جبریل امین علیہ السلام نے کہا یہ کہو ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَذَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ'' راوی کہتے ہیں مذکورہ کلمات پڑھنے کے بعد شیاطین کی آگ بجھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست فاش دی (1)۔

امام نسائی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ جنات کی رات جنوں میں سے ایک عفریت آیا۔ اس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیا۔ لیکن یہ اس کے قریب قرب آنے میں اور اضافہ کرتا رہا۔ تو جبرئیل امین نے آپ ﷺ سے کہا۔ کیا میں نے آپ کو وہ کلمات نہیں سکھائے تھے جنہیں آپ پڑھیں تو یہ منہ کے بل گر پڑے اور آگ کا شعلہ بجھ جائے؟ یہ کہو۔ ''اعوذ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَذَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ'' چنانچہ آپ ﷺ نے یہ کلمات کہے تو اس کا گوشت گر گیا اور اس کا شعلہ بجھ گیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو جنات آپ سے ملے۔ دار آنحالیکہ وہ آگ کے انگارے پھینک رہے تھے۔ تو جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا۔ اے محمد! ﷺ پناہ طلب کیجئے۔ پس آپ ﷺ نے ان کلمات کے ساتھ پناہ طلب کی۔ تو وہ آپ ﷺ سے دور ہٹ گئے۔ وہ کلمات جو آپ ﷺ نے کہے وہ یہ ہیں ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا بَثَّ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ''

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ وشکرھا، جلد 4، صفحہ 175 (4710)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾

''تو کھاؤ اس میں سے لیا گیا ہے نام خدا جس پر اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان لانے والے ہو اور کیا ہوا تمہیں کہ نہیں کھاتے ہو تم اس جانور کو لیا گیا ہے اللہ کا نام جس پر حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مفصل بیان کر دیا ہے تمہارے لیے جو اس نے حرام کیا تم پر مگر وہ چیز کہ تم مجبور ہو جاؤ اس کی طرف۔ اور بے شک بہت سے لوگ گمراہ کرتے ہیں اپنی خواہشوں سے بے علمی کے باعث۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو اور ترک کر دو ظاہری گناہ کو اور چھپے ہوئے کو۔ بے شک وہ لوگ جو کماتے ہیں گناہ (تو) جلدی ہی سزا دی جائے گی انہیں (اس گناہ کی) جس کا وہ ارتکاب کیا کرتے تھے''۔

امام ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا: کیا ہم انہیں تو کھائیں جنہیں ہم خود قتل کرتے ہیں اور انہیں نہ کھائیں جنہیں اللہ تعالیٰ مارتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ''فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ کیونکہ وہ حلال ہے۔ اگر تم اس کی آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے ہو۔ یعنی اگر تم قرآن کی تصدیق کرتے ہو۔ اور کیا ہے تمہیں کہ تم ان ذبائح کو نہیں کھاتے جن پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان چیزوں کو مفصل بیان کر دیا ہے جنہیں اس نے تم پر حرام قرار دیا ہے مثلاً مردار وغیرہ۔ مگر وہ چیز کہ تم اس کی طرف مجبور ہو جاؤ۔ اور بے شک بہت سے مشرکین عرب اپنی خواہشوں سے بے علمی کے باعث ذبائح وغیرہ کے معاملات میں گمراہ کرتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

1۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 133، مکتبۃ دار القرآن والحدیث

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں: فَصَّلَ لَكُمْ کا معنی ''بَيَّنَ لَكُمْ'' ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے واضح کر دیا ہے جو اس نے تم پر حرام کر دیا ہے، مردار، خون اور خنزیر کا گوشت وغیرہ۔ مگر وہ چیز جس کی طرف تم مجبور ہو جاؤ (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ میں صاد کو مشدد اور فاء کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ میں حاء کو رفع اور راء کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی حَرَّمَ۔ اور وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ میں یاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ'' کی تفسیر میں فرمایا کہ اس ظاہری گناہ سے مراد ماؤں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا ہے اور ''بَاطِنَهٗ'' یعنی چھپے ہوئے گناہ سے مراد زنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ ''وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ'' کے بارے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ظاہر گناہ یہ ہے وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء:22) (تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا ہو) اور حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ (النساء:23) (تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں) اور باطن سے مراد زنا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ''وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ'' کے بارے کہا ہے کہ تم اعلانیہ اور چھپ کر گناہ کرنا چھوڑ دو (2)۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ انہی الفاظ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان سے مراد وہ گناہ ہیں جن کے بارے انسان دل میں تصور کرتا ہے اور پھر انہیں عملی جامہ پہنا دیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے بارے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور پوشیدہ گناہ پر عمل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

''اور مت کھاؤ اس جانور سے کہ نہیں لیا گیا اللہ کا نام اس پر اور اس کا کھانا نافرمانی ہے اور بے شک شیطان ڈالتے ہیں اپنے دوستوں کے دلوں میں (اعتراضات) تا کہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم نے ان کا کہنا مانا تو تم

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 63 (849)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 64 (851)

WWW.NAFSEISLAM.COM

مشرک ہو جاؤ گے"۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس، ابوالشیخ، ابن مردویہ، طبرانی، حاکم رحمہم اللہ اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مشرکین نے کہا اور ایک روایت میں ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ تم اسے نہیں کھاتے ہو جسے اللہ نے مارا اور اسے کھاتے ہو جسے تم خود مارو۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ" (اور اس جانور سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو) (1)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرکین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام سے کہا کہ یہ جانور جسے تم خود ذبح کرتے ہو اسے تم کھاتے ہو اور یہ جانور جو خود مر جاتا ہے اسے کون مارتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ مارتا ہے۔ تو پھر انہوں نے کہا کیا وجہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ مارتا ہے اسے تم حرام قرار دیتے ہو اور جسے تم خود مارتے ہو اسے حلال کہتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ" الآیہ۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو اہل فارس نے قریش کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جھگڑیں اور انہیں کہیں کیا وجہ ہے جسے تم اپنے ہاتھ کے ساتھ چھری سے ذبح کرتے ہو وہ جانور تو حلال ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ سونے کے کیل کے ساتھ مار دے (یعنی مردار) وہ حرام ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی "وَإِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ" فرمایا کہ فارس کے شیاطین اپنے قریشی دوستوں کے دلوں میں اعتراضات ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں (2)۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے "وَإِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ" کہ مشرکین تم سے جھگڑا کریں اور کہا کہ شیاطین سے مراد اہل فارس ہیں اور أَوْلِيٰٓئِهِمْ سے مراد قریش ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا آپ ہمیں بتائیں کہ جب کوئی بکری مر جاتی ہے تو اسے کون مارتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے اللہ تعالیٰ مارتا ہے۔ تو وہ کہنے لگے آپ یہ گمان رکھتے ہیں کہ جسے آپ اور آپ کے اصحاب مار دیں تو وہ حلال ہے اور جسے اللہ تعالیٰ مار دے وہ حرام ہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ"

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مذکورہ آیت میں مراد مردار ہے (کہ تم مردار نہ کھاؤ)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شیاطین اپنے مشرک دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ وہ کہیں تم وہ جانور کھاتے ہو جنہیں تم خود مارتے ہو اور انہیں نہیں کھاتے جنہیں اللہ تعالیٰ

1۔ سنن کبریٰ، از بیہقی، جلد 9، صفحہ 240، دارالفکر بیروت 2 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 22

WWW.NAFSEISLAM.COM

مارتا ہے؟ تو فرمایا بے شک وہ جانور جنہیں تم ذبح کرتے ہو ان پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جاتا ہے اور وہ جو خود مرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ذکر نہیں کیا جاتا۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا وہ جانور جسے تم خود قتل کرو اور ذبح کرو اسے تو تم کھاتے ہو اور وہ جانور جسے تمہارا رب مار دے اسے تم حرام قرار دیتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور اس میں فرمایا کہ اگر تم نے ان کا کہنا مانا ہر اس شے میں جس سے میں نے منع کیا ہے تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس نے گمراہ لوگوں میں سے اپنے دوستوں کا قصد کیا اور انہیں آکر کہا تم مردار کے معاملہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب سے جھگڑا کرو اور انہیں کہو وہ جانور جسے تم خود ذبح کرو اور مارو اسے تم کھاتے ہو اور وہ جانور جسے اللہ تعالیٰ مار دے اسے تم نہیں کھاتے۔ حالانکہ تم اعتقاد یہ رکھتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع کر رہے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ'' قسم بخدا! ہم جانتے ہیں کہ شرک صرف تین صورتوں میں سے ایک میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو الٰہ تسلیم کیا جائے یا غیر اللہ کو سجدہ کیا جائے، یا پھر غیر اللہ کا نام لے کر جانوروں کو ذبح کیا جائے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ، حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ''وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـِٕهِمْ'' کے بارے فرمایا کہ ابلیس مشرکین قریش کے دلوں میں ڈالتا ہے۔

سعید بن منصور، عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس کسی نے ذبح کیا اور اس پر اللہ کا نام لینا بھول گیا تو اسے چاہیے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرے اور اسے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ جب کہ اس نے فطرت پر ذبح کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام ہر مسلمان کے دل میں موجود ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک سے ایسے آدمی کے بارے میں روایت کیا ہے کہ جو ذبح کرتا ہے اور اس پر تسمیہ بھول جاتا ہے۔ انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ سے کہا گیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ''وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ'' کہاں گیا؟ تو انہوں نے فرمایا بلاشبہ تو نے اسے اپنے دین کے مطابق ہی ذبح کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے اسی ارشاد گرامی کے بارے میں حضرت عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ان ذبائح سے منع کیا ہے جن میں قریش بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور اس نے مجوسیوں کے ذبائح سے بھی منع کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت راشد بن سعد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے چاہے وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے یا نہ لے۔ بشرطیکہ وہ بلا ارادہ ایسا نہ کرے۔ شکار کا حکم اسی طرح ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 83 (915) دار الصمیعی الریاض

مبارک میں ایک قوم اسلام لائی اور وہ گوشت لے کر مدینہ منورہ آئے کہ وہ اسے بیچیں گے۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے دلوں میں اس سے کچھ نفرت سی ہوئی کہ شاید انہوں نے (ذبائح کے وقت) بسم اللہ شریف نہ پڑھی ہو تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم خود تسمیہ پڑھ لو اور کھالو(1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب مسلمان ذبح کرے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو اسے چاہیے کہ وہ کھالے۔ کیونکہ مسلمان میں اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے(2)۔

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے ہم میں سے اس آدمی کے بارے میں جو ذبح کرتا ہے اور تسمیہ بھول جاتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ کا اسم ہے (یعنی ہر مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی موجود ہے لہٰذا اسی کا اعتبار کرتے ہوئے ذبیحہ حلال ہوگا)(3)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت طاؤس رحمہ اللہ نے کہا مسلمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، اگر وہ ذبح کرے اور تسمیہ بھول جائے تو اسے چاہیے کہ وہ بسم اللہ پڑھے اور اسے کھالے۔ کیونکہ مجوسی اگرچہ اپنے ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لے تب بھی وہ نہیں کھایا جاتا(4)۔

امام ابوداؤد، بیہقی رحمہما اللہ نے اپنی سنن میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ''وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ'' منسوخ ہے اور اس سے استثناء کرتے ہوئے فرمایا ''وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ'' (المائدہ:5) (اور ان کا کھانا جنہیں کتاب دی گئی تمہارے لیے حلال ہے)(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن یزید خطمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مسلمانوں اور اہل کتاب کے وہ ذبائح کھاؤ جن پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے ایسے آدمی کے بارے میں جو ذبح کرتا ہے اور تسمیہ بھول جاتا ہے، یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ نہیں کھائے گا۔

امام نحاس نے حضرت شعبی کا قول ذکر کیا ہے کہ تم وہ جانور نہ کھاؤ جسے ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس نے کہا: اے میرے پروردگار! ہر مخلوق کے لیے تو نے اس کا رزق بیان کر دیا ہے تو میرا رزق کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرا رزق اس میں ہے جس پر میرا نام نہ لیا جائے۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 4، صفحہ 480 (8542) المجلس العلمی بیروت

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصید والذبائح، جلد 9، صفحہ 240، دار الفکر بیروت 3۔ ایضاً

4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 4، صفحہ 479 (8538) 5۔ سنن ابوداؤد مع حاشیہ عون المعبود، جلد 3، صفحہ 59، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت معمر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہودی اور عیسائی کے ذبیحہ کے بارے سوال کیا تو آپ نے اس پر یہ آیت تلاوت فرمائی ''اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ'' (المائدہ:5) (حلال کر دی گئیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا جنہیں دی گئی کتاب) پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ''وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ'' اور پھر یہ آیت پڑھی ''وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' (البقرہ:173)

راوی کہتا ہے کہ وہ آدمی متردد ہو گیا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اور کفار عرب پر لعنت بھیجی ہے اور یہ آدمی اور اس کے ساتھی مجھ سے پوچھتے ہیں۔ جب میں ان سے موافقت نہیں کروں گا تو یہ مجھ سے جھگڑنے لگ جائیں گے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حکم نازل فرمایا ''وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ'' پھر اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کر دیا اور مسلمانوں پر رحم کرتے ہوئے فرمایا ''اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ'' (المائدہ:5) پس اس آیت کے ساتھ اس پہلے حکم کو منسوخ کر دیا اور اہل کتاب کا کھانا حلال قرار دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ''وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ'' کی تفسیر میں کہا کہ اگر تم نے مردار کھانے اور اسے حلال سمجھنے میں ان کا کہنا مانا تو تم بھی ان کی مثل مشرک ہو جاؤ گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے ''وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ'' کے بارے پوچھا گیا اور کہا گیا کہ خوارج یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ امراء کے بارے میں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے جھگڑتے تھے اور کہتے تھے کیا وہ جانور جسے اللہ تعالیٰ مارے تم اس سے نہیں کھاؤ گے یعنی مردار اور جسے تم خود مارتے ہو اس سے تم کھا لیتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ فرمایا اگر تم نے مردار کھایا اور تم نے ان کا کہنا مانا تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ان سے کہا گیا مختار یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے ''وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوزمیل رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور مختار بن ابی عبید نے حج کیا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا اے ابن عباس! ابو اسحاق یہ وہم رکھتا ہے کہ رات کے وقت اس کی طرف وحی کی جاتی ہے؟ یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے پس میں بھاگ نکلا اور کہنے لگا۔ ابن عباس کہتے ہیں اس نے سچ کہا...... تو حضرت ابن عباس نے فرمایا وحی دو قسم کی ہے ایک اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی اور دوسری شیطان کی جانب سے وحی۔ پس اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی اور شیطان اپنے

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 120 (10187)، المجلس العلمی بیروت

دوستوں کی طرف وحی کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیات پڑھی "وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـٕهِمْ"

اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلْكٰفِرِیْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

"کیا وہ جو (پہلے) مردہ تھا پھر زندہ کیا ہم نے اسے اور بنا دیا اس کے لیے نور چلتا ہے جس کے اجالے میں لوگوں کے درمیان وہ اس جیسا ہوسکتا ہے جو اندھیروں میں پڑا ہو نہیں نکلنے والا ان سے۔ یونہی آراستہ کر دیئے گئے کافروں کے لیے وہ اعمال جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا وہ جو پہلے کافر گمراہ تھا۔ پھر ہم نے اسے ہدایت دی۔ اور نور سے مراد قرآن کریم ہے اور الظُّلُمٰتِ سے مراد کفر اور ضلالت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی مَیْتًا سے مراد گمراہ لیا ہے اور فَاَحْیَیْنٰهُ' کا معنی فرمایا پھر ہم نے اسے ہدایت دی۔ اور فرمایا نور سے مراد ہدایت ہے اور فِی الظُّلُمٰتِ سے مراد دائمی گمراہی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: مذکورہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ "اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ" حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے ہے اور "كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا" ابوجہل بن ہشام کے بارے ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت زید بن اسلم نے کہا ہے کہ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ دونوں اپنی گمراہی کے سبب مردہ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسلام کے سبب زندہ فرما دیا اور انہیں عزت عطا فرمائی اور ابوجہل کو اس کی اپنی موت اور گمراہی پر برقرار رکھا۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگتے ہوئے یہ کہا تھا "اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ" (اے اللہ! اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے غلبہ اور عزت عطا فرما)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا ہے "اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ" حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے اور "كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ" ابوجہل بن ہشام کے بارے ہے(1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسنان رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مذکورہ آیت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہلے حصہ میں مومن کا ذکر ہے جس کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے دلیل موجود ہے۔ اسی کے مطابق وہ عمل کرتا ہے، اسی کو پکڑے رکھتا ہے اور اسی پر اس کی انتہا ہوتی ہے۔ اور وہ دلیل اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور ''كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا'' کافر کی مثال ہے جو اپنی گمراہی میں سرگرداں ہے، وہ اسی میں بھٹکتا رہتا ہے اور اس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''نور'' سے مراد قرآن کریم ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۭ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

''اور اسی طرح ہم نے بنایا ہر بستی میں اس کے بڑے لوگوں کو وہاں کے مجرم تاکہ وہ مکروفریب کیا کریں اس میں اور نہیں فریب دیتے مگر اپنے آپ کو اور وہ (اس بات کو) نہیں سمجھتے''۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے مذکورہ بالا آیت استہزاء کرنے والوں کے بارے نازل ہوئی ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ''جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا'' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے ہر بستی میں وہاں کے شریر لوگوں کو تسلط دیا پس وہ اسی میں نافرمان ہو گئے اور جب انہوں نے ایسے اعمال کیے تو ہم نے عذاب کے ساتھ انہیں ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا اَکٰبِرَ سے مراد بستی کے بڑے اور سردار لوگ ہیں۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

''اور جب آئے ان کے پاس کوئی نشانی کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ دیا جائے جیسے دیا گیا اللہ کے رسولوں کو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے (اس دل کو) جہاں وہ رکھتا ہے اپنی رسالت کو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 32

WWW.NAFSEISLAM.COM

عنقریب پہنچے گی جنہوں نے جرم کیے ذلت اللہ کے ہاں اور عذاب سخت بوجہ ان مکروں کے جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں تذکرہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ انہیں ایسی چیز کی طرف دعوت دیتے جو انہیں اپنی حقانیت کی طرف بلاتی تو وہ آپ ﷺ کو یہ کہتے اگر یہ حق ہے تو ہم میں ایسے لوگ ہیں جو محمد (ﷺ) سے بڑھ کر حق رکھتے ہیں کہ وہ اسے لے کر آئیں اور کہتے "لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ" (الزخرف:31) (کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر جو دو شہروں میں بڑا ہے)

رہا قول "اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ" تو اس کے بارے امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی اور محمد ﷺ کے دل کو تمام کے دلوں سے بہتر اور افضل پایا۔ لہٰذا آپ کو ہی اپنے لیے چن لیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر آپ کے دل کے بعد بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی تو آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے دلوں کو عام بندوں کے دلوں سے بہتر اور افضل پایا۔ لہٰذا انہیں اپنے نبی مکرم ﷺ کے وزراء بنا دیا جو اس کے دین کے نام پر قتال و جہاد کرتے ہیں۔ سو وہ چیز جسے مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی حسن اور اچھی ہوتی ہے اور جسے وہ برا دیکھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بری ہوتی ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ مسجد کے دروازے سے داخل ہو رہے تھے۔ جب اس کی نظر آپ پر پڑی تو پھر دیکھتا ہی رہا اور لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے اسے بتایا یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ سن کر اس نے یہ الفاظ پڑھے "اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مذکورہ آیت میں اَجْرَمُوْا کا لفظ اَشْرَكُوْا (جنہوں نے شرک کیا) کے معنی میں ہے اور صَغَارٌ بمعنی ہوان (ذلت) ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے "بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ" کے بارے کہا ہے کہ بوجہ ان مکروں کے جو وہ اللہ تعالیٰ کے دین، اس کے نبی اور اس کے مومن بندوں کے ساتھ کرتے تھے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَ مَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

"اور جس (خوش نصیب) کے لیے ارادہ فرماتا ہے اللہ کہ ہدایت دے اسے تو کشادہ کر دیتا ہے اس کا سینہ اسلام

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 379، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے لیے اور جس (بدنصیب) کے لیے ارادہ فرماتا ہے کہ اسے گمراہ کر دے تو بنا دیتا ہے اس کے سینہ کو تنگ، بہت تنگ، گویا وہ زبردستی چڑھ رہا ہے آسمان کی طرف اسی طرح ڈال دیتا ہے اللہ تعالیٰ ناپاکی ان پر جو ایمان نہیں لاتے''۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ابوجعفر المدائنی سے نقل کیا ہے کہ بنی ہاشم میں سے ایک آدمی جو کہ محمد بن علی نہیں ہے اس نے کہا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا مومنین میں سے کون زیادہ دانا اور عقل مند ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو ان میں سے موت کا ذکر زیادہ کرتا ہے اور مابعد الموت کے لیے اچھی تیاری کرتا ہے۔ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ سے مذکورہ آیت کے بارے سوال کیا گیا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اس کا سینہ کیسے کشادہ کیا جاتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سینے میں نور ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کے سبب سینہ کھل جاتا ہے اور وسیع ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: کیا اس کی کوئی نشانی اور علامت بھی ہے جس سے اسے پہچانا جا سکتا ہو؟ تو آپ نے فرمایا: اس کا میلان آخرت کی طرف ہوتا ہے، دارالغرور (دنیا) سے دور رہتا ہے اور موت سے قبل موت کے لیے خوب تیار کرتا ہے۔ (اَلْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ، وَالتَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ لِقَاءِ الْمَوْتِ)(1)

امام عبد بن حمید نے فضیل سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ''فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ'' کے بارے کیا خیال ہے کہ یہ کشادگی کیسے ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں بہتری اور خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل میں ایک نور ڈال دیتا ہے۔ پس اس کے سبب اس کا سینہ کھل جاتا ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا اس کی کوئی نشانی بھی ہے جس سے وہ پہچانا جا سکتا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہے۔ اس نے عرض کی: وہ نشانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے دور رہنا، آخرت کی طرف مائل ہونا اور موت آنے سے قبل اس کے لیے اچھی طرح تیاری کرنا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب ذکر الموت میں حضرت حسن رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کھڑا ہوا اور عرض کی کیا اس آیت کے لیے کوئی علامت ہے جس سے اسے پہچانا جا سکتا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں علامت ہے (وہ یہ ہے) کہ آخرت کی طرف میلان رکھنا، دنیا سے دوری اختیار کرنا اور موت آنے سے پہلے اس کے لیے خوب تیاری کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ''فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ'' تو آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ وہ خاص نور اس خاص دل میں داخل فرما دیتا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 64 (852) دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے تو وہ کھل جاتا ہے اور وسیع ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: کیا اس کے لیے کوئی ایسی نشانی ہے جس سے اسے پہچانا جا سکتا ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آخرت کی طرف میلان رکھنا، دنیا سے دوری اختیار کرنا اور موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کرنا''(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مومنین میں سے دانا کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جو موت کا ذکر اکثر کرتا ہے اور اس کے لیے خوب اچھی طرح تیاری کرتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورۃ الصدر آیت تلاوت فرمائی۔ راوی کہتے ہیں: میں نے کہا اس کا سینہ اسلام کے لیے کیسے کشادہ کیا جاتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایک نور ہے جو اس کے سینہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بلاشبہ جب وہ نور دل میں واقع ہوتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور وسیع ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کی کوئی علامت ہے جس سے اسے پہچانا جا سکتا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ہے دار آخرت کی طرف میلان رکھنا، دنیا سے دور رہنا اور موت آنے سے پہلے اس کے لیے خوب تیاری کرنا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنی بری ہے وہ قوم جس کے افراد اللہ کے لیے عدل قائم نہیں کریں گے اور کتنی بری ہے وہ قوم جس کے افراد ان لوگوں کو قتل کریں گے جو عدل و انصاف کا حکم دیں گے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت نقل کیا ہے اور یہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ'' تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کشادگی کیسے ہوتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک نور ہے جو دل میں ڈال دیا جاتا ہے اور اسی کے سبب دل کھل جاتا ہے۔ انہوں نے عرض کی: کیا اس کے لیے کوئی علامت بھی ہے جس سے اسے پہچانا جا سکتا ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں دار آخرت کی طرف مائل رہنا، دنیا سے دور رہنا اور موت سے پہلے موت کی تیاری کرنا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کا دل توحید اور اس کے ساتھ ایمان لانے کے لیے وسیع کر دیا جاتا ہے۔ اور جسے گمراہ کرنے کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے اس کے دل میں شک پیدا کر دیتا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ''کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ'' کے بارے فرماتے ہیں جس طرح ابن آدم آسمان تک پہنچنے کی استطاعت نہیں رکھتا اسی طرح وہ اس پر بھی قدرت نہیں رکھتا کہ وہ اپنے دل میں توحید و ایمان کو داخل کرلے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں انہیں داخل فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابو صلت ثقفی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت ''وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا'' پڑھی اور اس میں حرجا کی را کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 34　2۔ ایضاً

منصوب پڑھا اور آپ کے پاس موجود بعض صحابہ کرام نے حرجا کو جر کے ساتھ پڑھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے پاس کنانہ کے آدمی کو تلاش کر کے لاؤ، انہوں نے اسے چرواہا بنا رکھا ہے۔ لیکن وہ مدلجی ہے۔ چنانچہ وہ اسے آپ کے پاس لے آئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا۔ اے نوجوان! تمہارے قبیلے میں حرجہ کسے کہتے ہیں؟ اس نے جواب دیا ہمارے درمیان حرجہ ایسے درخت کو کہتے ہیں جو ایسے درختوں کے درمیان ہو جس تک کوئی چرنے والا جانور، کوئی وحشی اور کوئی دوسری شے نہ پہنچ سکتی ہو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی طرح منافق کا دل بھی ہے جس تک بھلائی اور خیر میں سے کوئی شے نہیں پہنچتی (1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے ضَيِّقًا حَرَجًا میں را کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ قتادہ نے ''ضَيِّقًا حَرَجًا'' کا معنی ''ملتبسا'' (شک کرنے والا) کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ''ضَيِّقًا حَرَجًا'' کی تفسیر اس طرح نقل کی ہے۔ کہ وہ یہ طاقت نہیں رکھتا۔ کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو اپنے سینے میں داخل کرے۔ وہ اپنے سینے میں اس کے لیے گنجائش ہی نہیں پاتا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول بیان کیا ہے کہ كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ کا مفہوم یہ ہے گویا وہ اپنے اوپر انتہائی زبردستی کرتے ہوئے آسمان کی طرف چڑھ رہا ہے۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ ''وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا'' کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس کے بارے اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ اسے گمراہ کردے تو اس پر تنگی ڈال دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر اسلام کو تنگ بنا دیتا ہے حالانکہ اسلام وسیع ہے۔ اسی لیے آپ جس وقت یہ آیت پڑھتے ''وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ'' (الحج:78) (اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی) تو فرماتے اسلام میں کوئی تنگی نہیں ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ ''يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا'' کے بارے عطاء خراسانی نے کہا ہے کہ اس میں خیر اور بھلائی کے لیے کوئی راستہ نہیں رہتا اور ''كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ'' کے بارے کہتے ہیں کہ اس کی مثال اسی کی طرح ہے جو آسمان میں چڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے رجس سے مراد وہ ناپاکی ہے جس میں کوئی بھلائی اور خیر نہ ہو۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 35 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 65 (853)

WWW.NAFSEISLAM.COM

''اور یہ ہے راستہ آپ کے رب کا (بالکل) سیدھا۔ ہم نے کھول کر بیان کر دی ہیں دلیلیں ان لوگوں کے لیے جو نصیحت قبول کرتے ہیں ان کے لیے سلامتی کا گھر ہے ان کے رب کے ہاں اور وہی ان کا دوست ہے بسبب ان نیک اعمال کے جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا'' فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ '' کا معنی بَيَّنَّا الْاٰيَاتِ ہے (ہم نے دلیلیں کھول کر بیان کر دیں اور فرمایا دَارُ السَّلٰمِ سے مراد جنت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے السَّلٰمِ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے اللہ تعالیٰ ہی السَّلٰمِ ہے اور اس کا دار جنت ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢٨﴾

''اور جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ ان سب کو (اور فرمائے گا) اے جنوں کے گروہ! بہت گمراہ کیا تم نے انسانوں کو اور کہیں گے ان کے دوست انسانوں میں سے اے ہمارے رب! فائدہ اٹھایا ہم نے ایک دوسرے سے اور پہنچ گئے ہم اپنی اس معیاد پر جو تو نے ہمارے لیے مقرر کی تھی۔ اللہ فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانہ ہے ہمیشہ رہو گے اس میں مگر جسے اللہ تعالیٰ (نجات دینا) چاہے۔ بے شک آپ کا رب بڑا دانا سب کچھ جاننے والا ہے''

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما '' قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ '' کے بارے کہتے ہیں تم نے انہیں بہت زیادہ گمراہی میں ڈال دیا ہے۔ یعنی تم نے ان میں سے بہت سے انسانوں کو گمراہ کر دیا ہے اور '' قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ '' کے بارے کہا بے شک یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ کسی کو نہیں چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اس کی مخلوق کے بارے میں حکم لگائے کہ وہ انہیں جنت میں نہیں داخل کرے گا اور نہ ہی یہ کہ وہ انہیں (داخل نہیں کرے گا) جہنم میں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے '' يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ '' کے بارے کہا تم نے اپنے رب کے نزدیک قیامت کے دن اہل نار کو بہت زیادہ کر دیا ہے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 43-42

WWW.NAFSEISLAM.COM

''وَقَالَ اَوْلِيَـٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ'' کے بارے حسن نے کہا: کہ ان میں سے بعض نے بعض سے فائدہ نہیں اٹھایا، مگر یہ کہ جنوں نے حکم دیا اور انسانوں نے عمل کیا۔

سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ انہی الفاظ کے بارے محمد بن کعب نے کہا ہے کہ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم ساتھیوں نے دنیا میں ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور ہم اپنی موت کی مقررہ مدت تک پہنچ گئے (1)۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ''رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ'' کے بارے نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کوئی آدمی کسی زمین میں اترتا تھا اور یہ کہتا تھا ''اَعُوْذُ بِكَبِيْرِ هٰذَا الْوَادِيْ'' (میں اس وادی کے بڑے کی پناہ مانگتا ہوں) پس یہی ان کا ایک دوسرے سے نفع ہے اور اسی پر قیامت کے دن وہ معذرت کریں گے اور ''وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا'' میں موت کی مدت مقررہ مراد ہے۔

وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۲۹

''اور یونہی ہم مسلط کرتے ہیں بعض ظالموں کو بعض پر بوجہ ان (کرتوتوں) کے جو وہ کرتے رہتے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یونہی ہم ظالم جنوں اور ظالم انسانوں کو ایک دوسرے پر مسلط کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی ''وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝۳۶ (الزخرف)'' اور جو شخص دانستہ اندھا بنتا ہے رحمان کے ذکر سے تو ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کے لیے ایک شیطان، پس وہ ہر وقت اس کا رفیق رہتا ہے'' اور فرمایا کہ ہم ظلم کرنے والے جنوں کو ظلم کرنے والے انسانوں پر مسلط کر دیتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ دنیا میں بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کر دیتا ہے اور جہنم میں بھی بعض بعض کی اتباع کریں گے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان ان کے اعمال کے مطابق حاکم مقرر کرتا ہے۔ پس مومن مومن کا ولی (دوست) ہے وہ جہاں کہیں بھی ہو اور کافر کافر کا ولی ہے، وہ جہاں کہیں بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان محض آرزو اور زیب و آرائش سے ثابت نہیں ہوتا۔ مجھے اپنی عمر کی قسم اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اعمال کیے اور تجھے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کی پہچان نہ بھی ہوئی تو وہ تیرے لیے نقصان دہ نہیں اور اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے اعمال کیے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کا دوست بنا بھی رہا تو وہ تجھے کسی شے کا نفع نہیں دے گی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت منصور بن ابوالاسود رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اعمش سے ''وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا'' کے بارے پوچھا کیا تم نے ان کے بارے سنا ہے، وہ اس میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 91 (919)، دار الصمیعی الریاض	2۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 66 (855) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے کہا: میں نے انہیں سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں جب لوگوں کے اعمال بگڑ جائیں تو شریر لوگوں کو ان پر حاکم بنادیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا: میں نے زبور میں پڑھا ہے: میں منافق سے منافق کے ساتھ انتقام لیتا ہوں اور پھر تمام منافقین سے انتقام لوں گا۔ اسی کے مطابق قرآن مجید میں یہ قول باری تعالیٰ ہے'' وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ''

امام حاکم رحمہ اللہ نے تاریخ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت یحییٰ بن ہاشم رحمہ اللہ کی سند سے کہ حضرت یونس بن اسحاق رحمہ اللہ نے اپنے باپ سے ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جیسے تم ہوتے ہو اسی طرح کے تم پر حکمران مقرر کیے جاتے ہیں، بیہقی نے کہا ہے: یہ حدیث منقطع ہے اور یحییٰ ضعیف راوی ہے(1)۔

امام علامہ بیہقی نے کعب الاحبار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک ہر زمانے کے لیے ایک بادشاہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے وہاں کے لوگوں کے دلوں کی کیفیت کے مطابق بھیجتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کا ارادہ فرمائے تو ان پر مصلح اور نیک حکمران بھیج دیتا ہے اور جب ان کی ہلاکت اور بربادی کا ارادہ کرے تو ان پر آرام پسند حکمران بھیج دیتا ہے(2)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا اور کہا کہ آپ اپنے رب سے ہمارے لیے التجا کیجئے کہ وہ ہم سے اپنی رضامندی اور اپنی ناراضگی کی کوئی واضح علامت بیان فرمائے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! انہیں آگاہ کر دو کہ ان سے میری رضامندی کی علامت یہ ہے کہ میں ان پر ان کے شریف اور نیک لوگوں کو حکمران مقرر کروں اور ناراضگی کی علامت یہ ہے کہ میں ان کے شریر لوگوں کو ان پر حکمران مقرر کردوں(3)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالملک بن قریب الاصمعی رحمہ اللہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ مالک رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! تیری اپنی مخلوق سے راضی ہونے کی علامت کیا ہے؟ تو رب کریم نے فرمایا کہ میں ان کی کھیتیاں اگتے وقت ان پر بارش برساؤں اور ان کی کٹائی کے وقت ان سے بارش کو روک لوں اور میں ان کے معاملات ان میں سے شریف اور حلیم الطبع لوگوں کے سپرد کردوں اور ان کے غنائم اور غنا کو ان کے سخی لوگوں کے ہاتھوں میں دے دوں۔ پھر عرض کی: اے میرے پروردگار! تیری ناراضگی کی علامت کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ میں ان پر کھیتیاں کاٹنے کے اوقات میں بارش نازل کروں اور کھیتیاں اگنے کے وقت بارش کو روک لوں اور ان کے امور ان کے بیوقوف اور احمق لوگوں کے حوالے کردوں اور ان کے غنائم اور دیگر مالی امور ان میں سے بخیل لوگوں کے سپرد کردوں۔(4) واللہ اعلم۔

1۔ شعب الایمان، باب فی طاعة اولی الامر، جلد6، صفحہ 22 (3291) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، (7389)
3۔ ایضاً، جلد6، صفحہ 22 (7388)
4۔ ایضاً، جلد6، صفحہ 23 (7392)

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ
اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَ
غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾
ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

''اے گروہ جنوں اور انسانوں کے! کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے سناتے تھے تمہیں ہماری آیتیں اور ڈراتے تھے تمہیں تمہاری اس دن کی ملاقات سے کہیں گے ہم گواہی دیتے ہیں اپنے خلاف اور دھوکہ میں مبتلا کیا تھا انہیں دنیوی زندگی نے اور گواہی دیں گے اپنے خلاف کہ وہ کفر کرتے رہے تھے۔ یہ اس لیے کہ نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو ظلم سے اس حال میں کہ ان کے باشندے بے خبر ہوں''۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنوں میں سے رسول نہیں ہیں۔ بلکہ رسل عظام صرف انسانوں میں سے ہیں اور ڈرانے والے جنوں میں سے بھی ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی ''فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾'' (الاحقاف) ''پھر جب تلاوت ہو چکی تو لوٹے اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے''۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے ''رُسُلٌ مِّنْكُمْ'' کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد رسل کے رسل ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے جنوں کے بارے پوچھا گیا کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ان میں کوئی نبی تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا ''يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ'' یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں میں سے رسل تھے اور جنوں میں سے بھی رسل تھے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں (ہم نے یہ آیت سن رکھی ہے) (الف)

وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَ
رَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا

(الف) اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنات سے بھی رسول مبعوث ہوتے رہے ہیں حالانکہ اس پر اتفاق ہے کہ رسول صرف انسانوں سے مبعوث کیے گئے ہیں۔ لہٰذا یہاں رسول سے مراد مبلغ اور پیغام پہنچانے والے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جنات کے رسول وہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی سن کر اپنی قوم کو پہنچائی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ (الاحقاف) اسی طرح حضرت مجاہد نے کہا ہے کہ انسانوں کی طرف سے رسول کو مبعوث کیا گیا ہے اور جنات کی طرف منذرین کو اور اس آیت میں جنات کے رسل سے مراد منذرین یعنی ڈرانے والے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

''اور ہر ایک کے لیے درجے ہیں ان کے عمل کے مطابق۔ اور نہیں ہے آپ کا رب بے خبر اس سے جو وہ کرتے ہیں اور آپ کا پروردگار غنی ہے رحمت والا ہے۔ اگر چاہے تو لے جائے (تباہ کر دے) تمہیں اور تمہاری جگہ لے آئے تمہارے بعد جسے چاہے جیسے پیدا کیا تمہیں دوسری قوم کی اولاد سے''۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ جنات جنت میں داخل ہوں گے وہ کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت لیث سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جنات کے لیے کوئی ثواب نہیں ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت لیث بن ابی سلیم رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ مسلمان جنات نہ جنت میں داخل ہوں گے اور نہ ہی جہنم میں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ کو جنت سے نکالا ہے۔ لہٰذا اب نہ اسے واپس لوٹائے گا اور نہ ہی اس کی اولاد کو جنت بھیجا جائے گا۔ (الف)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا جنات کے لیے ثواب ہے اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے۔ فرمان ربی ہے ''وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا''

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل بیان کیا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مخلوق چار قسم کی ہے۔ ایک مخلوق ساری کی ساری جنت میں ہوگی، ایک مخلوق ساری کی ساری جہنم میں ہوگی اور دو قسم کی مخلوق جنت اور دوزخ دونوں میں ہوگی، پس وہ جو سارے کے سارے جنت میں ہوں گے وہ فرشتے ہیں اور جو سارے کے سارے جہنم میں ہوں گے وہ شیاطین ہیں۔ اور وہ جو جنت اور جہنم دونوں میں ہوں گے۔ وہ جنات اور انسان ہیں۔ ان کے لیے ثواب بھی ہیں اور ان پر عقاب اور سزا بھی ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، طبرانی، حاکم، لالکائی رحمہم اللہ نے السنۃ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنوں کی تین قسمیں ہیں۔ ان کی ایک قسم پروں والی ہے جو ہوا میں اڑتے ہیں، ایک قسم سانپوں اور کتوں کی صورت میں ہے

(الف) علامہ احمد شہاب الدین حجر ہیثمی کی متوفی 974ھ لکھتے ہیں'' علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جنات میں سے کافروں کو آخرت میں عذاب دیا جائے گا امام ابو حنیفہ، ابو الزناد، لیث بن ابی سلیم سے روایت ہے کہ جنات میں سے مومنین کو آخرت میں کوئی ثواب نہیں ملے گا، سوا اس کے کہ ان کو دوزخ سے نجات ہو جائے گی۔ پھر حیوانوں کی طرح ان سے بھی کہا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ اور صحیح قول یہ ہے کہ جس کو ابن ابی لیلیٰ، اوزاعی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ ان کو ان کی عبادت پر ثواب دیا جائے گا۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب سے یہ منقول ہے کہ جنات میں سے مومنین جنت میں داخل ہوں گے، یہ قول ابن حزم نے جمہور سے نقل کیا ہے۔ اور اس پر یہ آیت وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا (132) داخل ہے کیونکہ اسے جن وانس کے ذکر کے بعد ذکر کیا گیا ہے (فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ 61) (منقول تبیان القرآن، جلد 3، صفحہ 656)

اور ایک قسم وہ ہے جو کبھی (بعض مقامات پر) سکونت اختیار کرتے ہیں اور کبھی وہاں سے کوچ کر جاتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت حسن سے یہ قول روایت کیا ہے کہ جن ابلیس کی اولاد ہیں اور انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ان دونوں صنفوں میں سے بعض مومن ہوتے ہیں اور یہ تمام کے تمام ثواب وعقاب میں شریک ہوتے ہیں۔ جنوں اور انسانوں میں سے جو مومن ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اور ان میں سے جو کافر ہے وہ شیطان ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن انعم نے کہا جنوں کی تین قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک قسم کے لیے ثواب ہے اور ان پر عقاب بھی ہے اور ایک قسم وہ ہے جو زمین و آسمان کے درمیان اڑتے رہتے ہیں اور ایک قسم سانپوں اور کتوں کی صورت میں ہے۔ اور انسانوں کی بھی تین صنفیں ہیں۔ ان میں سے ایک صنف کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، ایک صنف چوپاؤں کی مثل ہے۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ بھٹکنے والی اور گمراہ ہے اور ایک صنف انسانی صورتوں میں ہے مگر ان کے دل شیطانی ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے جنوں کے بارے پوچھا گیا کیا وہ کھاتے ہیں، پیتے ہیں، مرتے ہیں اور نکاح کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا ان کی مختلف اجناس ہیں۔ پس جو خالص جن ہیں وہ تو ہوا ہیں، نہ وہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ مرتے ہیں اور نہ وہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض اجناس ہیں۔ جو کھاتے ہیں، پیتے ہیں، نکاح کرتے ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ مسلمانوں کا کوئی گھرانہ نہیں مگر ان کے گھر کی چھت میں مسلمان جنوں کے گھر والے رہتے ہیں۔ جب صبح کا کھانا چنا جاتا ہے تو وہ چھت سے اتر کر ان کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے ہیں اور جب ان کے لیے شام کا کھانا چنا جائے تو وہ اترتے ہیں اور ان کے ساتھ رات کا کھانا تناول کر لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ''كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ'' تو اس کے بارے ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذُرِّيَّةِ کا معنی اصل اور ذُرِّيَّةِ کا معنی نسل ہے۔

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۱۳۴

''بے شک جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ضرور آنے والا ہے اور نہیں ہو تم (اللہ کو) عاجز کرنے والے''۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب الامل میں، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسامہ بن زید نے مہینے کی مہلت پر سو دینار کے بدلے ایک لونڈی خریدی۔ تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کیا تم اسامہ پر تعجب نہیں کرتے کہ اس نے مہینے کی مدت پر لونڈی خریدی ہے۔ بے شک اسامہ تو طویل آرزو رکھتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میری آنکھیں نہیں جھپکتیں مجھے تو یہ گمان ہوتا ہے کہ میری پلکیں ابھی نہیں ملیں گی کہ میری روح قبض کر لی جائے گی اور میری آنکھیں بلند نہیں ہوتیں اور مجھے گمان ہونے لگتا ہے کہ ان کے نیچے ہونے سے قبل مجھے موت آجائے گی اور میں کوئی لقمہ نہیں لیتا اور مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 495 (3702) دار الکتب العلمیہ بیروت

میں اسے چباؤں گا یہاں تک کہ یہ موت کے سبب اٹک جائے گا۔اے بنی آدم اگر تم عقل رکھتے ہو تو اپنے آپ کو موت کے لیے تیار کرو۔قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ضرور آنے والا ہے اور تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے معجزین کی تفسیر سابقین (سبقت لے جانے والے) نقل کی ہے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

”آپ فرمایئے اے میری قوم! تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر میں اپنا کام کرنے والا ہوں، تو تم جان لوگے کہ کس کے لیے ہوتا ہے اچھا انجام اس دنیا کے گھر کا۔بے شک فلاح نہیں پاتے ظلم کرنے والے“۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے۔کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عَلٰى مَكَانَتِكُمْ کا معنی علی نَاحِيَتِكُمْ (اپنی طرف پر) کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے عَلٰى مَكَانَتِكُمْ کا معنی علی جَدِيْلَتِكُمْ وَ نَاحِيَتِكُمْ کیا ہے یعنی تم اپنے طریقہ اور طرف پر عمل کیے جاؤ۔

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

”اور انہوں نے بنا رکھا ہے اللہ کے لیے اس سے جو پیدا فرماتا ہے فصلوں اور مویشیوں سے مقررہ حصہ اور کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے۔تو وہ (حصہ) جو ہو ان کے شریکوں کے لیے تو وہ نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ کو اور جو (حصہ) ہو اللہ تعالیٰ کے لیے تو وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شریکوں کو۔کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں“۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں ”وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ“ الآیہ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے پھلوں اور اپنے پانی سے اللہ تعالیٰ کے لیے مقررہ حصہ اور شیطان اور بتوں کے لیے بھی مقررہ حصہ بنا رکھا ہے۔وہ پھل جو انہوں نے اللہ کے لیے مقرر کر رکھا ہے۔اگر اس میں سے کوئی شیطان

1۔شعب الایمان، باب فی الزہد، جلد 7، صفحہ 355 (10564) دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے حصے میں گر جائے تو وہ اسے چھوڑ دیتے ہیں اور جو انہوں نے شیطان کے لیے مقرر کر رکھا ہے۔ اگر اس میں سے کوئی اللہ کے حصہ میں گر جائے تو اسے شیطان کے حصے میں لوٹا دیتے ہیں اور وہ پانی جو انہوں نے اللہ کے لیے مقرر کر رکھا ہے اگر اس میں سے اللہ کے حصہ میں بہہ جائے تو وہ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جو انہوں نے شیطان کے لیے مقرر کر رکھا ہے اگر اس میں سے اللہ کے حصے میں بہہ جائے تو وہ اسے بہا دیتے ہیں۔ پس یہ ہے وہ حصہ جو انہوں نے اللہ کے لیے فصلوں اور پانیوں میں سے بنا رکھا ہے۔ اور جو انہوں نے شیطان کے لیے مویشیوں میں سے حصہ بنا رکھا ہے اس کا ذکر اس قول میں ہے مَاجَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ (المائدہ:103) الایہ (نہیں مقرر کیا اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام) (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب وہ کھیتی کاشت کرتے تھے یا ان کے پھل ہوتے تو وہ اس میں سے ایک معین جز اللہ تعالیٰ کے لیے اور ایک مقررہ جز بت کے لیے خاص کر دیتے۔ پس جو کھیتی، پھل یا کوئی شے بتوں کے حصوں کی ہوتی وہ اس کی حفاظت کرتے اور اسے شمار کرتے اور اگر بے نیاز ذات کے لیے مقرر کردہ حصے میں کوئی چیز گر جاتی تو وہ اسے بتوں کے لیے مقرر کردہ حصے کی طرف لوٹا دیتے اور اگر بتوں کے لیے معین شدہ حصے میں پانی آگے تجاوز کر جاتا اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقررہ کردہ حصے میں سے کسی شے کو سیراب کر دیتا تو وہ اسے بتوں کے لیے ہی خاص کر دیتے اور اگر اس حصے کی فصل اور پھل میں سے کوئی شے گر جاتی، جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیا ہوتا اور وہ بتوں کے لیے بنائے گئے حصے کے ساتھ مل جاتی تو وہ کہتے یہ فقیر ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیے گئے حصے کی طرف واپس نہ لوٹاتے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کردہ حصے سے پانی آگے تجاوز کر جاتا اور بتوں کے لیے مقرر کیے گئے حصے کو سیراب کر دیتا تو وہ اسے بتوں کے لیے ہی چھوڑ دیتے اور اپنے مویشیوں میں سے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو حرام سمجھتے تھے اور انہیں بتوں کے نام پر وقف کر دیتے تھے اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ انہیں اللہ کے لیے حرام کر رہے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے وہ اپنی فصل میں سے ایک معین حصہ اللہ کے لیے اور ایک معین حصہ اپنے شرکاء اور بتوں کے لیے مقرر کر دیتے تھے۔ پس جب ہوا اللہ کے لیے مقرر کردہ حصے سے کوئی چیز بتوں کے حصے کی طرف لے جاتی تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور کہتے بے شک اللہ تعالیٰ اس سے غنی ہے اور جو شے بتوں کے حصوں سے اللہ کے لیے مقرر کردہ حصے کی طرف ہوا اڑا کر لے جاتی تو اس سے لے لیتے اور وہ مویشی جو انہوں نے اللہ کے لیے مقرر کر رکھے تھے وہ بحیرہ اور سائبہ تھے۔

وَ كَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الضحایا، جلد 10، صفحہ 10، دار الفکر بیروت

وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٧﴾

"اور یونہی خوشنما بنا دیا ہے بہت سے مشرکوں کے لیے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو ان کے شریکوں نے تا کہ ہلاک کر دیں انہیں اور مشتبہ کر دیں ان پر ان کا دین اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو ایسا نہ کرتے تو چھوڑ دیجئے انہیں اور جو وہ بہتان باندھتے ہیں"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے مشرکین کے لیے اپنی اولادوں کا قتل خوشنما بنا دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مشرکین کے شیاطین انہیں حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے زندہ در گور کر دیں۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۗ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٨﴾

"اور بولے یہ مویشی اور کھیتی رکی ہوئی ہے، کوئی نہیں کھا سکتا انہیں سوائے اس کے جسے ہم چاہیں۔ (یہ بات) اپنے گمان سے (کہتے ہیں) اور بعض مویشی ہیں، حرام ہیں جن کی پشتیں (سواری کے لیے) اور بعض مویشی ہیں کہ نہیں ذکر کرتے نام خدا ان (کی ذبح) پر (یہ سب محض) افتراء ہے اللہ پر۔ عنقریب سزا دے گا انہیں جو وہ بہتان باندھا کرتے تھے"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حِجْرٌ سے مراد وصیلہ اور اس جیسے دیگر وہ جانور ہیں جو انہوں نے حرام کر رکھے تھے اور اس سے مراد ان چیزوں کو حرام قرار دینا ہے جو انہوں نے حرام کی ہوئی تھیں۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ "وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ" کے بارے حضرت مجاہد نے فرمایا کہ اس سے مراد جانور اور دیگر وہ چیزیں ہیں جو انہوں نے اللہ اور اپنے شریکوں کے لیے بنا رکھی تھیں۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا حِجْرٌ سے مراد حرام ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کھیتوں کو اپنے معبودوں کے لیے روک رکھا تھا اور "لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ" وہ کہتے ہیں کہ وہ اسے عورتوں سے روک لیں گے اور مردوں کے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 66 (857) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

لیے اسے خاص کردیں گے اور مزید کہتے اگر ہم چاہیں تو ہم اس میں بیٹیوں کے لیے حصہ مقرر کردیں اور اگر ہم چاہیں تو ہم ایسا نہ کریں۔ یہی وہ امر ہے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں: حرام ہے کہ ہم کھائیں مگر اس کے لیے جسے ہم چاہیں۔ اور ''وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا'' کے بارے سدی نے کہا ہے کہ وہ مویشی بحیرہ، سائبہ اور حامی وغیرہ ہیں۔ اور ''وَ اَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا'' کے بارے فرمایا کہ وہ ان پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے تھے نہ اس وقت جب وہ پیدا ہوتے اور نہ اس وقت جب وہ انہیں ذبح کرتے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے ''وَ اَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا'' کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ان پر حج نہیں کرتے تھے اور وہ بحیرہ وغیرہ تھے۔

ابوالشیخ نے حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اسے ''هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ'' پڑھا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ اسے ''وحرث حرج'' پڑھتے تھے (1) سعید بن منصور اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ ابن زبیر نے اسے ''انعام و حرث حرج'' پڑھا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم نے دونوں آیتوں میں بِزَعْمِهِمْ کی زاء کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابوعبید اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت ہارون سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عبداللہ کی قرأت میں ''هذه انعام و حرث حرج'' ہے۔ اور ابن الانباری نے حضرت حسن سے نقل کیا ہے کہ وہ حجر کی حاء کو ضمہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۳۹﴾

''اور بولے جو ان مویشیوں کے شکموں میں ہے وہ نرا ہمارے مردوں کے لیے ہے اور حرام ہے ہماری بیویوں پر اور اگر وہ مرا ہوا (پیدا) ہو تو پھر وہ سب (مرد و زن) اس میں حصہ دار ہیں۔ اللہ جلدی بدلہ دے گا انہیں ان کے اس بیان کا۔ بے شک وہ حکمت والا علم والا ہے''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ'' سے مراد دودھ ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 56
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 93 (921) دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 58

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے ”هٰذِهِ الْاَنْعَامِ“ سے مراد سائبہ اور بحیرہ ہیں۔ اور ”اَزْوَاجِنَا“ سے مراد عورتیں ہیں۔ اور ”سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ“ کی تفسیر میں فرمایا اس بارے میں ان کے جھوٹے قول کا بدلہ انہیں اللہ تعالیٰ جلدی دے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رحمتہ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان بحائر کا دودھ صرف مردوں کے لیے ہے نہ کہ عورتوں کے لیے۔ اور اگر وہ مردہ ہو، تو پھر اس میں ان کے مرد وزن سب شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس جھوٹ کا بدلہ انہیں جلدی دے گا۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بکری جب کسی نر بچے کو جنم دیتی تو وہ اسے ذبح کر دیتے اور وہ صرف مردوں کے لیے ہوتا نہ کہ عورتوں کے لیے۔ اور اگر وہ مادہ ہوتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور اسے ذبح نہ کیا جاتا۔ اور اگر وہ بچہ مردہ ہوتا تو وہ سب مرد وزن اس میں شریک ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دودھ کو وہ عورتوں پر حرام قرار دیتے تھے اور صرف اپنے مردوں کو پلایا کرتے تھے۔ اور جب کوئی بکری نر بچے کو جنم دیتی تو وہ اسے ذبح کر دیتے اور وہ صرف مردوں کے لیے ہوتا۔ عورتیں اس میں شریک نہ ہو سکتیں۔ اور اگر وہ مادہ بچے کو جنم دیتی تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور ذبح نہ کیا جاتا۔ اور اگر مردہ ہوتا تو وہ سب اس میں شریک ہوتے۔

امام عبد بن حمید نے عاصم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ”وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً“ کو تاء کے ساتھ منصوب منون پڑھا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول روایت کیا ہے کہ تم میں سے کوئی ایک مال کا قصد کرتا ہے اور اسے اپنی اولاد میں سے صرف مذکر یعنی مردوں کے لیے مقرر کر دیتا ہے تو یہ اس طرح ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا“

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ۠ ﴿۱۴۰﴾

”یقیناً نقصان اٹھایا جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو حماقت سے بغیر جانے اور حرام کر دیا جو رزق دیا تھا انہیں اللہ نے بہتان باندھ کر اللہ تعالیٰ پر۔ بے شک وہ گمراہ ہو گئے اور نہ تھے وہ ہدایت پانے والے“۔

امام بخاری، عبد بن حمید، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب عرب کے جہلاء کو تعلیم دینا آپ کے لیے باعث مسرت ہو تو آپ انہیں سورۂ انعام کی ایک سو تیس سے اوپر والی آیات پڑھائیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے ”قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ“۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت قبیلہ مضر اور ربیعہ کے ان افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ آدمی اپنی بیوی پر شرط عائد کر دیتا کہ تو بچی کو زندہ دفن کرے گی اور دوسری کی خواہش کرے گی۔ پس جب وہ بچی پیدا ہوتی جسے زندہ درگور کیا جانا ہوتا تو وہ صبح یا شام کے وقت اپنی اہلیہ کے پاس آتا اور کہتا ''اَنْتِ عَلَیَّ كَاُمِّیْ اِنْ رَجَعْتُ اِلَیْكِ وَلَمْ تَئِدْهَا'' تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے اگر میں تیری طرف لوٹ کر آؤں اور تو نے اسے درگور نہ کیا ہو۔ چنانچہ وہ اسے اپنی (رشتہ دار) عورتوں کے پاس بھیج دیتی اور وہ اس کے لیے گڑھا کھودتیں اور وہ عورتیں اس بچی کو اپنے درمیان پھراتی رہتی تھیں (یعنی کبھی ایک کے پاس اور کبھی دوسری کے پاس وہ بچی رہا کرتی) پس اس طرح جب وہ اسے آنے جانے کے قابل دیکھتیں تو اسے گڑھے میں دھنسا دیتیں اور اس پر مٹی ڈال کر اسے ہموار کر دیتیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا یہ رواج تھا کہ ان میں سے کئی ایک ندامت اور فاقہ کشی کے خوف سے اپنی بچی کو قتل کر دیتے حالانکہ اپنے کتے کو کھانا کھلاتے رہتے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ''وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ'' کے بارے قتادہ نے کہا کہ انہوں نے اپنے مالوں میں شیطان کے فیصلے کو نافذ العمل کرتے ہوئے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو حرام کر رکھا تھا اور اپنے مویشیوں اور فصلوں میں سے حصے مقرر کر رکھے تھے۔ اور یہی شیطان کی جانب سے اللہ تعالیٰ پر افتراء تھا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابورزین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ''قَدْ ضَلُّوْا قَبْلَ ذٰلِكَ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ'' پڑھا ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۖؗ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ۙ

''اور وہ وہی ہے جس نے پیدا کیے ہیں باغات کچھ چھپروں پر چڑھائے ہوئے اور کچھ بغیر اس کے اور کھجور اور کھیتی الگ الگ ہیں کھانے کی چیزیں ان کی اور زیتون اور انار (جو شکل میں) ایک جیسے اور (ذائقہ میں) مختلف۔ کھاؤ اس کے پھل سے جب وہ پھل دار ہو اور ادا کرو اس کا حق جس دن وہ کٹے اور فضول خرچی نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا فضول خرچی کرنے والوں کو''۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا مَّعْرُوْشٰتٍ سے مراد وہ باغات ہیں جو لوگوں نے خود لگا رکھے ہوں اور غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ سے مراد وہ پھل

ہیں جو باہر، پہاڑوں اور جنگلوں میں ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ کا معنی وہ باغات ہیں جو لکڑیوں اور کانوں پر چڑھائے گئے ہوں اور غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ سے مراد وہ ہیں جو باہر اور بالکل ظاہر ہوں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مَّعْرُوْشٰتٍ سے مراد صرف بیلیں ہیں۔ انہوں نے ہی ایک دوسری سند سے آپ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ مَّعْرُوْشٰتٍ سے مراد انگور اور دیگر وہ بیلیں ہیں جنہیں خود چڑھایا جاتا ہے اور غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ سے مراد وہ ہیں جو خود نہیں اگائی جاتیں۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مُتَشَابِهًا کا مفہوم یہ ہے کہ وہ دکھائی دینے میں ایک دوسرے کی مثل ہیں اور وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ کا معنی ہے کہ وہ ذائقہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

امام ابن منذر، نحاس، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ”وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ“ کے بارے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد وہ دانے ہیں جو بالی سے گر جائیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں اسی کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس حکم کو عشر اور نصف عشر کے حکم نے منسوخ کر دیا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ انہی الفاظ کے بارے عطیہ العوفی نے کہا ہے کہ جب وہ کھیتی کاٹیں پھر جب اسے گاہ کر صاف کیا جائے تو وہ اس سے کچھ مقدار دیں۔ پھر اس حکم کو عشر اور نصف عشر کے حکم نے منسوخ کر دیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد رحمہم اللہ نے ناسخ میں اور ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ میں نے اس مذکورہ آیت کے بارے سدی سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ آیت مکی ہے، اسے عشر اور نصف عشر کے حکم نے منسوخ کر دیا ہے۔ میں نے انہیں کہا: یہ کس نے کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا علماء نے (3)۔

امام نحاس اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ”وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ“ کے بارے کہا ہے کہ یہ حکم زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے تھا کہ ایک آدمی اپنی پیداوار سے دانے دیتا، چوپائے چارہ کھاتے، وہ یتیموں اور مساکین کو دیتا اور تر اور خشک گھاس کے گٹھے بھی دیتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں موجود تمام صدقات کو زکوٰۃ کے حکم نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابو عبید، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ زکوٰۃ کے حکم نے قرآن کریم میں موجود ہر قسم کے صدقہ کو منسوخ کر دیا ہے (4)۔

ابن ابی شیبہ، ابن منذر، نحاس، ابو الشیخ، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں اسی کے بارے حضرت ابن عمر رضی اللہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزکوٰۃ، جلد 2، صفحہ 408 (10486) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (10485)
3۔ ایضاً (10480)
4۔ ایضاً (10484)

عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ صدقہ کے علاوہ کچھ چیز ایسے لوگوں کو دیتے تھے جو ان کے پاس آتے مگر سوال نہ کرتے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی کے بارے مجاہد نے کہا: جب تو کھیتی کو کاٹے اور مساکین تیرے پاس حاضر ہوں تو ان کے لیے کچھ بالیاں چھوڑ دے۔ جب تو فصل کو برداشت کر لے اور اکٹھی کر لے پھر تیرے پاس مساکین آ جائیں تو اس میں سے انہیں کچھ دو۔ اور جب تو فصل کو گاہ کر دانے نکال لے اور تیرے پاس مساکین حاضر ہوں تو اس میں سے انہیں کچھ دے دے۔ اور جب دانے نکال کر انہیں اکھٹا کر لے اور ان کا کیل کر چکے (یعنی ان کی کل مقدار تجھے معلوم ہو) تو پھر ان سے زکوٰۃ علیحدہ کر دو۔ اور جب کھجوریں پک جائیں اور مساکین تیرے پاس حاضر ہوں تو انہیں بکھری ہوئی اور کچی کھجوروں میں سے کچھ دے دو۔ اور جب تو انہیں توڑ لے اور مساکین تیرے پاس حاضر ہوں تو انہیں کچھ دے دو، اور جب تو انہیں جمع کرے اور ان کی کل مقدار تجھے معلوم ہو جائے تو پھر ان کی زکوٰۃ علیحدہ کر دو (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت میمون بن مہران اور حضرت یزید بن اصم رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مدینہ جب کھجوریں توڑتے تو وہ کھجور کی ڈالیاں لے آتے اور انہیں مسجد میں رکھ دیتے۔ پھر کوئی سائل آتا اور وہ اسے اپنے عصا کے ساتھ مارتا اور اس سے پھل گرتا۔ یہی اس ارشاد کا مفہوم ہے ”وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ“۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے اس کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تازہ پھل میں سے کچھ کھلاتے تھے۔

امام ابوعبید، ابوداؤد رحمہما اللہ نے ناسخ میں اور ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس حق سے مراد دانوں اور پھلوں میں سے صدقہ ہے۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنی تمیم کے ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مال کثیر، اہل وعیال اور اپنے پاس مساکین کو حاضر پانے والا آدمی ہوں۔ آپ مجھے بتائیے کہ میں مال کیسے خرچ کروں اور معاملات کیسے کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کیا کر۔ کیونکہ زکوٰۃ پاکیزگی اور طہارت ہے جو تجھے پاک کر دے گی، تیرے اقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی پیدا کر دے گی اور تو سائل، پڑوسی اور مسکین کے حق کو بھی پہچان لے گا۔

سعید بن منصور اور ابن منذر نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ بلاشبہ مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے ابوالعالیہ نے کہا کہ زکوٰۃ کے سوا کچھ شے دیتے تھے۔ پھر جب وہ باہم خرچ کرتے تو اسراف کرتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا ”وَلَا تُسْرِفُوْا“

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزکوٰۃ، جلد 2، صفحہ 407 (10476) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 407 (10477)　3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 100 (926) دارالصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ‘‘ ’’اورتم فضول خرچی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا‘‘(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یہ آیت کریمہ ثابت بن قیس بن شماس کے بارے نازل ہوئی، انہیں ایک باغ ملا تو انہوں نے کہا: آج میرے پاس جو شخص بھی آئے گا میں اسے کھلاؤں گا پس وہ کھلاتے رہے حتی کہ شام تک کوئی پھل نہ بچا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (۲)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر مولی غفرہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کوئی شے اسراف نہیں ہے جسے تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تو ابوقبیس پہاڑ کی مثل سونا بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں خرچ کرے تو وہ اسراف نہیں اور اگر اللہ کی نافرمانی میں ایک صاع بھی خرچ کرے تو وہ اسراف ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے وَ لَا تُسْرِفُوْا کے بارے فرمایا کہ تم صدقہ کو نہ روکو ورنہ تم گناہ گار ہو گے (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے ’’اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ‘‘ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا جو دوسروں کا مال کھاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ زید بن اسلم نے ’’وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ‘‘ کے بارے فرمایا کہ حق سے مراد اس کا عشر (دسواں حصہ) ہے۔ اور والیوں کے لیے فرمایا ’’لَا تُسْرِفُوْا ‘‘ یعنی تم وہ مال نہ لو جو تمہارا حق نہیں ہے۔ کیونکہ ’’وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ‘‘ پس اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ کھیتی کا حق ادا کریں اور والیوں کو حکم دیا کہ وہ حق کے سوا کچھ نہ لیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَا تُسْرِفُوْا کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ تم اپنے مال نہ دو اس کے ساتھ کہ تم فقراء بن کر بیٹھ جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ’’كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ ‘‘ کے بارے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم تازہ پھل، انگور اور جو کچھ ہے وہ کھاؤ۔ اور جب کاٹنے کا دن ہو تو پھر کاٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔ ’’وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ‘‘ کے بارے فرمایا کہ سرف سے مراد حق ادا نہ کرنا ہے۔

امام ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ابو بشر سے یہ قول روایت کیا ہے کہ لوگ ایاس بن معاویہ کے پاس آئے اور کہا سرف کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہر وہ شے جس کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجاوز کرے وہ سرف (فضول خرچی) ہے۔ اور سفیان بن حسین نے کہا کہ جو بھی تو اللہ تعالیٰ کے حکم میں سے کم کردے پس وہ بھی سرف ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ’’وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ‘‘ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حق سے مراد وہ صدقہ ہے جو پیداوار سے دیا جاتا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا وہ فصل جو بارش

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 74 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً

سے سیراب ہو یا جاری چشمے سے یا جسے نیل (یعنی کوئی دریا یا نہر) سیراب کرے یا پھر زمین بارانی ہو تو اس پیداوار میں کامل عشر ہوگا اور وہ فصل جو ڈولوں کے ساتھ سیراب ہو تو اس میں نصف عشر ہوگا۔ یہ اس پیداوار کا حکم ہے جس میں کیل کیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے جب پیداوار پندرہ وسق تک پہنچ جائے اور یہ تین سو صاع کے برابر ہوتے ہیں تو اس میں زکوۃ فرض ہے۔ فرمایا وہ یہ پسند کرتے تھے کہ وہ پیداوار جس کا کیل نہیں کیا جاتا اس سے بھی اسی طرح دیں جس کا کیل کیا جاتا ہے۔

ابن ابی حاتم، نحاس، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا حق سے مراد وہ زکوۃ ہے جو فرض کی گئی ہے (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حق ادا کرنے کا مفہوم ہے کہ جس دن پیداوار کا ماپ کیا جاتا ہے اور پیداوار کی مقدار معلوم کی جاتی ہے اس دن فرض زکوۃ ادا کرو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد نے ناسخ میں اور بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت طاؤس نے کہا: حق سے مراد زکوۃ ہے (2)۔

وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾

"اور (پیدا فرمائے) بعض مویشی بوجھ اٹھانے والے اور بعض زمین پر لٹا کر ذبح کرنے کے لیے، کھاؤ اس میں سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے اور نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابوعبید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا حَمُوْلَةً سے مراد وہ جانور ہیں جن پر بوجھ لادا جاتا ہے مثلاً اونٹ وغیرہ۔ اور فرش سے مراد اونٹوں کے وہ چھوٹے بچے ہیں جن پر بوجھ نہیں لادا جاسکتا۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حَمُوْلَةً سے مراد بڑے اونٹ ہے اور فرش سے مراد چھوٹے اونٹ ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا" کے بارے فرمایا کہ یہ صرف اونٹوں کے بارے میں ہے۔ حمولہ سے مراد وہ اونٹ ہیں جن پر بوجھ لادا جاتا ہے اور فرش سے مراد وہ ہیں جو کھائے جاتے ہیں۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الزکوۃ، جلد 4، صفحہ 132، دار الفکر بیروت
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الزکوۃ، جلد 4، صفحہ 132 بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 347 (3235)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کہ مجھے "حَمُولَةً وَّفَرْشًا" کے بارے بتائیے؟ تو آپ نے فرمایا: فَرْشًا سے مراد ہے جو مویشوں میں سے چھوٹے ہوں۔ نافع نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن صلت کو نہیں سنا کہ وہ کہتا ہے:

لَيْتَنِيْ كُنْتُ قَبْلَ مَا قَدْ رَآنِيْ فِيْ قِلَالِ الْجِبَالِ أَرْعَى الْحَمُوْلَا

"اس سے پہلے کہ وہ مجھے دیکھتا کاش میں پہاڑوں کی چوٹیوں میں اونٹ چرا رہا ہوتا"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حَمُوْلَةً سے مراد اونٹ، گھوڑے، خچر، گدھے اور ہر وہ شے ہے جس پر بوجھ لادا جاتا ہے اور فَرْشًا سے مراد بھیڑ بکریاں ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ حَمُوْلَةً سے مراد اونٹ اور گائے ہیں اور فَرْشًا سے مراد بھیڑیں اور بکریاں ہیں۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ع

"(پیدا فرمائے) آٹھ جوڑے۔ بھیڑ سے دو (نر و مادہ) اور بکری سے دو (نر و مادہ)۔ آپ پوچھیے کیا دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادائیں یا جسے لیے ہوئے ہیں (اپنے اندر) دو ماداؤں کے رحم۔ بتاؤ مجھے علم کے ساتھ اگر ہو تم سچے اور اونٹ سے دو (نر و مادہ) اور گائے سے دو (نر و مادہ)۔ آپ پوچھیے کیا دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا جسے لیے ہوئے ہیں (اپنے اندر) دو ماداؤں کے رحم، کیا تم تھے موجود جب وصیت کی تمہیں اللہ نے اس بات کی تو اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو بہتان باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا تا کہ گمراہ کرے لوگوں کو اپنی جہالت سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو ظالم ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ آٹھ جوڑے اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کے ہیں (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 77 2۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب الضحایا، جلد 9، صفحہ 272، دار الفکر بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کے بارے فرماتے ہیں کہ تمہارے لیے آٹھ جوڑے نازل کیے گئے۔ ان سے مراد وہ ہیں جنہیں مذکر اور مؤنث شمار کیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا کہ حضرت قتادہ نے "ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ" کے بارے کہا ہے کہ مذکر اور مؤنث دو جوڑے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ "ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ" ان جانوروں کی شان میں نازل ہوئی جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا ہے۔ یعنی بحیرہ اور سائبہ وغیرہ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت لیث بن ابی سلیم کا قول ذکر کیا ہے کہ بھینس اور بختی اونٹ بھی آٹھ جوڑوں میں شامل ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے کئی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ" یہ چار جوڑے ہیں۔ "قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان میں سے کوئی چیز حرام نہیں کی۔ "اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ" یعنی کیا رحم صرف نر یا مادہ کو لیے ہوتی ہے تو پھر تم بعض کو حرام اور بعض کو حلال کیوں قرار دیتے ہو؟ "نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ" رب کریم فرماتا ہے یہ سب کے سب حلال ہیں یعنی جانوروں میں سے وہ بھی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ اہل جاہلیت نے انہیں حرام قرار دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ "اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ" کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے یعنی وہ جسے رحم اٹھائے ہوئے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اس لیے ذکر کی گئی ہے۔ کیونکہ انہوں نے کچھ جانوروں کو حرام قرار دیا تھا اور یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ"

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

"آپ فرمائیے میں نہیں پاتا اس (کتاب) میں جو وحی کی گئی ہے میری طرف کوئی چیز حرام کھانے والے پر جو کھاتا ہے اسے مگر یہ کہ مردار ہو یا (رگوں کا) بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کیونکہ وہ سخت گندا ہے یا جو نافرمانی کا باعث ہو (یعنی) وہ جانور جس پر ذبح کے وقت بلند کیا جائے غیر خدا کا نام۔ پھر جو شخص لاچار ہو جائے نہ نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ تجاوز کرنے والا (حد ضرورت سے) تو بے شک آپ کا رب بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے

والا ہے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ کچھ اشیاء کو حرام قرار دیتے تھے اور کچھ چیزوں کو حلال سمجھتے تھے۔ تو اس ضمن میں مذکورہ آیت ''قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا الآیہ'' نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے کہا: زمانہ جاہلیت کے لوگ کچھ اشیاء کھاتے تھے اور کچھ اشیاء ناپاک اور غلیظ سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور اپنی کتاب نازل فرمائی۔ اس نے حلال چیزوں کو حلال قرار دیا اور حرام کردہ چیزوں کو حرام قرار دیا۔ پس وہی چیزیں جنہیں اس نے حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہیں اور جنہیں اس نے حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہیں اور جن کے ذکر سے خاموش رہا وہ اس کی جانب سے معاف ہیں (یعنی انہیں استعمال کی رخصت ہے) پھر آپ نے مذکورہ آیت آخر تک تلاوت فرمائی (1)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا ان کے سوا جو چیزیں ہیں وہ حلال ہیں (2)۔

امام بخاری، ابوداؤد، ابن منذر، نحاس اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جابر بن زید سے کہا: کیا وہ یہ گمان رکھتے ہیں کہ فتح خیبر کے وقت رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا؟ تو انہوں نے جواب دیا حکم بن عمرو غفاری بھی بصرہ میں ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یہی بیان کرتے تھے، لیکن بحر علم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس بحر کا انکار کیا ہے اور پھر مذکورہ آیت تلاوت فرمائی (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ چوپاؤں میں سے کوئی بھی حرام نہیں ہے مگر وہی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے ''قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا الآیہ''

امام سعید بن منصور، ابوداؤد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے قنفذ (سیہ) کھانے کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے مذکورہ آیت پڑھ کر سنائی۔ تو آپ کے پاس موجود ایک شیخ نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ناپاک چیزوں میں سے یہ ایک نجس اور ناپاک چیز ہے۔ تو یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو پھر حکم وہی ہے جو آپ ﷺ نے فرمایا ہے (4)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 186، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور 2۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 69 (866)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، جلد 4، صفحہ 17 (5418)، دار الفکر بیروت (روایات کے اختلاف کے ساتھ)

4۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 176، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

رضی اللہ عنہا سے ذی ناب درندوں (دانتوں سے چیر پھاڑ کرنے والے درندوں) اور ذی مخلب پرندوں (ایسے پرندے جو اپنے پنجوں کے ساتھ شکار کرتے ہیں) کے بارے پوچھا جاتا تو آپ مذکورہ آیت تلاوت فرما دیتیں۔

امام احمد، بخاری، نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی بکری مرگئی تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فلانہ (یعنی بکری) فوت ہوگئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کا مشکیزہ کیوں نہیں بنالیا؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم بکری کا مشکیزہ بنا سکتے ہیں، حالانکہ وہ مرچکی ہے؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی "قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً الآیہ" کہ بے شک تم اسے کھا نہیں سکتے۔ البتہ تم اس کی دباغت کرنے کے بعد اس سے نفع حاصل کر سکتے ہو۔ چنانچہ آپ نے اس کی طرف کسی کو بھیج کر اس کی کھال اتروالی۔ پھر اسے رنگا اور اس سے مشکیزہ بنایا اور وہ پھٹنے تک آپ کے زیر استعمال ہی رہا (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے مذکورہ آیت آخر تک تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا: کہ مردار کی جس شے کو کھانا حرام قرار دیا گیا ہے وہ اس کا گوشت ہے۔ لیکن چمڑا، تسمہ یا کھال سے بنا ہوا برتن، دانت، ہڈی، بال اور اون یہ سب حلال ہیں۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ جب جانور ذبح کرتے تو وہ اس کی رگیں کاٹ دیتے اور خون اٹھا لیتے۔ پھر اسے کھا لیتے اور کہتے یہ دم مسفوح ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا دم مسفوح حرام کیا گیا ہے۔ لیکن وہ گوشت جس کے ساتھ خون ملا ہوتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ آیت "اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا" نہ ہوتی تو مسلمان رگوں کے ساتھ وہی کچھ کرتے جو کچھ ان سے یہودی کر رہے ہیں (3)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا مسفوح وہ خون ہوتا ہے جو بہایا جا سکتا ہے اور جو خون رگوں میں رہ جاتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور آ کر کہا: کیا تلی کھائی جا سکتی ہے؟ آپ نے جواب دیا ہاں۔ تو اس نے کہا کیا دم کا لفظ اسے بھی شامل نہیں؟ تو آپ نے کہا اللہ تعالیٰ نے صرف دم مسفوح حرام قرار دیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابو مجلز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس خون کے بارے

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 327، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 70 (870) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 69 (867)

پوچھا گیا جو بکری کے مذبح (گردن) میں ہوتا ہے یا وہ خون جو ہنڈیا کے اوپر ہوتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ صرف دم مسفوح سے منع کیا گیا ہے۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم دونوں نے فرمایا ہر شے والے کو کھانے میں کوئی حرج نہیں مگر انہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں فرمایا ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے ہاتھی اور شیر کے گوشت کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے جریث (مچھلی کی ایک خاص قسم) کے کھانے کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ان سے کتے، بھیڑیے، بلے اور ان جیسے دیگر جانوروں کے ثمن کے بارے پوچھا گیا؟ تو آپ نے جواباً فرمایا ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدہ: 101)'' اے ایمان والو! مت پوچھا کرو ایسی باتیں کہ اگر ظاہر کی جائیں تمہارے لیے تو بری لگیں تمہیں''۔ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام بعض چیزوں کو ناپسند کرتے تھے اور انہیں حرام نہیں قرار دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرمائی اور اس میں حلال چیزوں کو حلال قرار دیا اور حرام کو حرام قرار دیا اور اس نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی ''قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا...... الآیہ''

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ آنے والا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: کیا آپ گدھے کھاتے ہیں؟ پھر ایک دوسرا آیا اور اس نے کہا: کیا آپ نے گدھوں کو حرام کر دیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ایک منادی (آواز لگانے والا) کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دے بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ دونوں تمہیں گھریلو گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ پلید ہے۔ تو اس وقت ہانڈیاں الٹا دی گئیں حالانکہ وہ گوشت سے ابل رہی تھیں(3)۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے حدیث

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 829، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مختصر صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 116 (1329) داراحیاء التراث اسلامی بیروت

3۔ ایضاً (1330)

روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ذی ناب درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے(1)۔

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن ہر ذی ناب درندے اور ہر ذی مخلب پرندے سے منع فرمایا(2)۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھا۔ آپ ﷺ کے پاس کچھ یہودی آئے اور انہوں نے شکایت کی کہ لوگ ہمارے باڑوں میں جھانکتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار! معاہدہ (صلح) کرنے والوں کے مال اپنے حق کے سوا حلال نہیں ہیں۔ تم پر گھریلو گدھے، گھوڑے، خچر، ہر ذی ناب درندہ اور ہر ذی مخلب پرندہ حرام ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن پالتو گدھے، خچروں کا گوشت، ہر ذی ناب درندہ، ہر ذی مخلب پرندہ، مجثمہ کو حرام قرار دیا۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دن ہر ذی نائب درندہ حرام کر دیا اور جانور کو باندھ کر مارنے سے، جھپٹ کر مال لینے اور لوٹ مار کرنے کو بھی حرام قرار دیا(5)۔ ترمذی نے اس روایت کو بھی حسن قرار دیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ذی ناب درندے، ہر ذی مخلب پرندے اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا(6)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں مکحول سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت، حاملہ عورت کی قربت، تقسیم سے پہلے مال غنیمت کی بیع اور ہر ذی ناب درندے کے کھانے سے منع فرما دیا(7)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قاسم اور حضرت مکحول رحمہما اللہ کی سند سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھا اور ہر ذی ناب درندہ کھانے سے منع فرمایا اور اس سے کہ حاملہ عورتوں سے وضع حمل سے پہلے وطی کی جائے اور مال غنیمت تقسیم سے قبل فروخت کیا جائے اور کھجوروں کے پکنے کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے انہیں بیچا جائے اور اس دن آپ نے اپنے بالوں میں غیر کے بال لگانے اور لگوانے والی، گودنے اور گدوانے والی، اپنے چہرے کو نوچنے والی اور اپنا گریبان چاک کرنے والی پر لعنت فرمائی(8)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب اکل کل ذی ناب، جلد 6، صفحہ 214 (1477)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 588 (3234) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ابوداؤد، باب ماجاء فی اکل السباع، جلد 2، صفحہ 177، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الصید، جلد 6، صفحہ 214 (1478)

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 257 (19852) مدینہ منورہ 6۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 209 (1474)

7۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 4، صفحہ 520 (8706) دار الکتب العلمیہ بیروت

8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 8، صفحہ 74 بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث جلد 10، صفحہ 178، دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بلی کھانے اور اس کے ثمن (وہ مال جس کے عوض بلی کو بیچا جائے) کھانے سے منع فرمایا ہے(1)۔

امام ابوداؤد نے عبد الرحمٰن بن شبل سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے(2)۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ، بخاری، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی مکرم ﷺ سے گوہ کے بارے پوچھا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اسے کھاتا نہیں اور میں اسے حرام بھی نہیں کرتا(3)۔

امام مالک، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے۔ تو آپ کے پاس بھونی ہوئی گوہ لائی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف اپنا دست مبارک بڑھایا۔ راوی کہتے ہیں کہ بعض عورتوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس چیز کے بارے خبر دی جسے آپ ﷺ کھانے کا ارادہ فرمارہے تھے اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ یہ گوہ ہے۔ یہ سنتے ہی آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اٹھالیا۔ تو پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ لیکن یہ میری قوم کی زمین سے نہیں۔ لہٰذا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اسے چھوڑ دوں (نہ کھاؤں) حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچا اور اسے کھانے لگا حالانکہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم نے کئی گوہیں پکڑیں۔ ان میں سے ایک گوہ بھون کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور آپ ﷺ کے سامنے رکھ دی۔ تو آپ ﷺ نے ایک چھڑی پکڑی اور اس کے ساتھ اس کی انگلیوں کو شمار کیا۔ پھر فرمایا بنی اسرائیل کی ایک قوم کی شکلیں مسخ کر کے انہیں زمین پر رینگنے والے جانور بنادیا گیا اور میں یہ نہیں جانتا کہ یہ کون سا جانور ہے؟ پس آپ ﷺ نے نہ اسے کھایا اور نہ ہی اس سے منع فرمایا(5)۔ (الف)

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5، صفحہ 224 (1280) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد، باب ماجاء فی اکل الضب، جلد 2، صفحہ 176، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

3۔ سنن نسائی، باب الضب، جلد 7، صفحہ 197، دار الریان قاہرہ

4۔ صحیح مسلم، جلد 13، صفحہ 84 (1945) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ابن ماجہ باب الضب، جلد 3، صفحہ 590 (3238) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

(الف) احناف کے نزدیک گوہ کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس وقت اسے کھانے سے منع کر دیا جب کہ انہوں نے اسے کھانے کے بارے آپ سے پوچھا۔ اسے محمد بن حسن نے اسود سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو گوہ بطور ہدیہ دی گئی تو آپ نے اسے نہ کھایا۔ پھر آپ نے اسے کھانے کے بارے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں اسے کھانے سے منع فرمادیا۔ اور یونہی تحریم پر دلالت کرتی ہے اسی طرح عبد الرحمٰن بن شبل سے روایت ہے ''ان رسول اللہ ﷺ نومی عن اکل ضم الضب'' (البنایہ، جلد 10، صفحہ 702)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن حویرث رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ صفاح میں تھے۔ کہ ایک آدمی خرگوش لے کر آیا جسے اس نے شکار کرلیا تھا۔ تو اس نے ان سے کہا: آپ اس کے بارے کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس خرگوش لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے نہ کھایا اور نہ ہی اسے کھانے سے منع فرمایا اور گمان یہ کیا کہ اسے حیض آتا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم مرالظہر ان کے مقام پر تھے، ہم نے ایک خرگوش کو بھڑکا کر نکالا اور ساری قوم اس کے پیچھے دوڑ پڑی، اسے خوب تھکا دیا اور میں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر میں اسے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا اور انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے دونوں ران حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بھیج دیے جنہیں آپ نے قبول فرمالیا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور آپ نے اس راویت کو ضعیف قرار دیا ہے اور ابن ماجہ نے خزیمہ بن جزی السلمی سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بجو کھانے کے بارے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا کوئی بجو کھاتا ہے؟ پھر میں نے بھیڑیا کھانے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا کوئی بھیڑیا کھاتا ہے، اس میں کوئی بھلائی ہے؟(3) ابن ماجہ کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں تاکہ زمین کی اجناس کے بارے آپ سے کچھ سوال کروں۔ آپ لومڑی کے بارے کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا لومڑی کون کھاتا ہے؟ پھر میں نے عرض کی: آپ گوہ کے بارے کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ایسا کیوں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا امتوں میں سے ایک امت مفقود ہوگئی اور میں نے ایسی مخلوق کو دیکھا جس نے مجھے متحیر کردیا۔ پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ خرگوش کے بارے آپ کیا فرماتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں میں نے عرض کی، یارسول اللہ! ﷺ ایسا کیوں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے خون آتا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو کوا کھاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے فاسق کہا ہے۔ قسم بخدا کوا پاکیزہ اور طیب چیزوں میں سے نہیں ہے(4)۔

امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابراہیم بن عمر بن سفینہ رحمہ اللہ کی سند سے کہ انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سرخاب کا گوشت کھایا ہے(5)۔

1۔ سنن ابوداؤد، باب فی اکل الارنب، جلد 2، صفحہ 175، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 214 (1792)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ، باب الغراب، جلد 3، صفحہ 592 (3243) دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 595 (3248)

5۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 18 (1827)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

امام ابوداؤد، ترمذی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور نسائی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی عمار نے کہا: میں نے جابر سے پوچھا کیا میں بجو کا شکار کر سکتا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر میں نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں (آپ نے اس طرح فرمایا ہے)(1)

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝۱۴۶

''اور ان لوگوں پر جو یہودی بنے تھے ہم نے حرام کر دیا ہر ناخن والا جانور اور گائے اور بکری سے ہم نے حرام کی ان پر دونوں (گائے بکری) کی چربی مگر جو اٹھا رکھی ہو ان کی پشتوں یا آنتوں نے یا جو ملی ہوئی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہم نے سزا دی تھی انہیں بسبب ان کی سرکشی کے اور یقیناً ہم سچے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ قول باری تعالیٰ ''وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ'' کے بارے فرمایا اس میں ان جانوروں کا ذکر ہے جن کی انگلیاں کھلی نہ ہوں۔ یعنی ان کی انگلیاں جدا جدا نہ ہوں جیسا کہ اونٹ اور شتر مرغ وغیرہ۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مذکورہ آیت میں مراد اونٹ اور شتر مرغ وغیرہ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے ''حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ'' کے بارے فرمایا: کہا جاتا تھا کہ یہ اونٹ، شتر مرغ پرندوں اور مچھلیوں میں سے کچھ چیزیں ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے چوپاؤں میں سے ہر وہ جانور جس کے پنجے کھلے نہیں ہم نے اسے حرام کر دیا اور جس کے پنجے کھلے ہیں یہودی اسے کھا لیتے تھے۔ فرمایا: مرغی اور چڑیا کی انگلیاں کو کھلی ہیں پس یہودی انہیں کھاتے ہیں اور اونٹ کے پاؤں نے اس کے خف (پنجے) کو نہیں کھولا، نہ شتر مرغ کے پاؤں نے اس کے خف کو کھولا ہے اور نہ ہی ورینہ کے پاؤں نے کھولا۔ پس یہودی اونٹ، شتر مرغ اور ورینہ نہیں کھاتے تھے اور نہ ہر وہ

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 207 (1789) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 88، داراحیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

جانور کھاتے، جس کے پاؤں کھلے نہ ہوتے۔ اسی طرح وہ وحشی گدھا بھی نہ کھاتے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "کُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ" میں سے مرغ بھی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن جریج سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم نے چوپاؤں میں سے ہر وہ جانور حرام کر دیا جس کے پاؤں کھلے نہ ہوں اور جن کے پاؤں کھلے ہیں انہیں وہ کھائے۔ لہٰذا وہ اونٹ، شترمرغ، بطخ، مرغابی اور وحشی گدھا نہ کھاتے تھے۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو قتل کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر جانوروں کی چربی حرام قرار دی تو وہ اسے پگھلا لیتے۔ پھر اسے بیچ دیتے اور بعدازاں اسے کھالیتے (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے، ان پر چربی حرام کی گئی، تو وہ اسے بیچ دیتے اور پھر اس کی قیمت استعمال میں لے آتے۔

امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے۔ ان پر چربی حرام کی گئی تو وہ اسے بیچ کر اس کی قیمت کھانے لگے (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو قتل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کی تو وہ اسے بیچنے لگے اور پھر اس کے ثمن کھانے لگے۔

امام ابوداؤد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین بار فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کی ہے۔ یہ بھی آپ نے تین بار فرمایا۔ لیکن وہ اس کو بیچ کر اس کے ثمن کھانے لگے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر کسی شے کو کھانا حرام نہیں کیا مگر یہ کہ ان پر اس کے ثمن بھی حرام قرار دیئے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "وَمِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ" کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ چربی ہے جو پیٹھ پر ہو اور حوایا سے مراد آنتیں ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر آنتیں اور گردوں کی چربی حرام قرار دی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر آنتیں، اوجھری، گردے کی چربی اور ہر وہ چربی جو ہڈی میں نہ ہو، حرام قرار دی ہے۔

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5، صفحہ 240 (1297) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 71 (3383)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ابوداؤد، جلد 3، صفحہ 298، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 91، داراحیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ نے ''اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ'' کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد دنبے کی چکی (لاٹ) ہے اور ''اَوِ الْحَوَايَآ'' سے مراد مینگنی نکلنے کی جگہ یعنی آنتیں ہیں اور ''اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ'' کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد وہ چربی ہے جو ہڈی کے ساتھ متصل ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ حوایا سے مراد آنتیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ حوایا سے مراد آنتیں اور پیٹ میں آنتیں جمع ہونے کی جگہ ہے اور ''اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ'' سے مراد وہ چربی ہے جو ہڈی کے ساتھ چمٹی ہوئی ہو۔

ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے کہا ہے کہ حوایا سے مراد پیٹ میں وہ جگہ ہے جس میں آنتیں ہوتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حوایا سے مراد مرابض ہے۔ یعنی پیٹ کی وہ جگہ جس میں آنتیں ہوتی ہیں اور اسی کے درمیان میں دودھ کی رگیں ہوتی ہیں۔ اسی مقام کو کلام عرب میں مرابض کیا جاتا ہے۔

ابن منذر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ''اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ'' کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد الیہ (سرین) ہے اور سرین کی چربی دم کی ہڈی کے ساتھ ملی ہوتی ہے اور وہ حلال ہے اور وہ کہتے کہ ٹانگوں، پہلوؤں، سر، آنکھ اور کان کی چربی بھی چونکہ ہڈی کے ساتھ ملی ہوتی ہے لہٰذا وہ ان کے لیے حلال ہے۔ کیونکہ ان پر آنتوں اور گردوں کی چربی حرام کی گئی ہے اور ہر وہ شے جو اس طرح ہو وہ ہڈی میں نہیں ہے (یعنی آنتوں اور گردوں وغیرہ کی چربی چونکہ ہڈی کے ساتھ متصل نہیں اس لیے وہ ان پر حرام ہے لہٰذا یہی حکم ہر اس چربی کا ہوگا جو ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ''ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ'' کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سرکشی کی سزا دینے کے لیے اسے ان پر حرام قرار دیا اور ان پر یہ شدید حکم نازل فرمایا حالانکہ فی الحقیقت یہ (چربی) نجس اور ناپاک نہیں ہے۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۴۷

''پھر اگر وہ جھٹلائیں آپ کو تو آپ فرمایئے تمہارا پروردگار کشادہ رحمت والا ہے اور نہیں ٹالا جا سکتا اس کا عذاب اس قوم سے جو جرائم پیشہ ہو''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''فَاِنْ كَذَّبُوْكَ'' کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کا فاعل یہود ہیں۔ یعنی پھر اگر وہ یہودی آپ کو جھٹلائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہود گوشت کے بارے کہا کرتے تھے کہ چونکہ اسے اسرائیل نے حرام قرار دیا ہے پس ہم بھی اسے حرام قرار دیتے ہیں۔ اسی کے متعلق مذکورہ آیت کریمہ ہے۔ واللہ اعلم۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٤٩﴾

''اب کہیں گے جنہوں نے شرک کیا اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم حرام کرتے کسی چیز کو۔ ایسا ہی جھٹلایا تھا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ چکھا انہوں نے ہمارا عذاب۔ آپ فرمایئے کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے تو نکالو اسے ہمارے لئے۔ تم نہیں پیروی کرتے مگر نرے گمان کی اور نہیں ہو تم مگر اٹکلیں مارتے ہو آپ فرمایئے اللہ ہی کے لئے کامل دلیل ہے، سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت فرماتا تم سب کو''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے ''سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ...... الآیہ'' کے بارے فرمایا کہ یہ قریش کا قول ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ یعنی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام حرام کردیے ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے کہا گیا: لوگ کہتے ہیں کہ شر (برائی) تقدیر کے سبب نہیں ہوتا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل قدر کے درمیان یہ آیت ''سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا'' الی قولہ ''قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ'' قول فیصل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ عجز او دانائی بھی تقدیر میں سے ہے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ ''قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ...... الآیہ'' کے نزول کے ساتھ ہی قدریہ کی دلیل ختم ہوگئی اور کٹ کر رہ گئی۔

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ''الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ'' کا معنی سلطان (دلیل) کیا ہے۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 347 (3237) دارالکتب العلمیہ بیروت

الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ هُمْ بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

”آپ فرمایئے لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اسے۔ پھر اگر وہ (جھوٹی) گواہی دے بھی دیں تو آپ نہ گواہی دیجئے ان کے ساتھ اور نہ تم پیروی کرنا ان کی خواہشوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور جو نہیں ایمان لاتے آخرت پر اور وہ اپنے رب کے ساتھ (دوسروں کو) برابر ٹھہراتے ہیں“۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ”قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ“ کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تم مجھے اپنے گواہ دکھاؤ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قول باری تعالیٰ ”الَّذِیْنَ یَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا“ کے بارے فرمایا کہ ایسے گواہ لاؤ جو گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بحائر اور سوائب کو حرام کیا ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ
بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ
نَرْزُقُكُمْ وَ اِیَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ
لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ
حَتّٰى یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَ اَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ
اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

”آپ فرمایئے آؤ میں پڑھ کر سناؤں جو کچھ حرام کیا ہے تمہارے رب نے تم پر (وہ یہ) کہ نہ شریک بناؤ اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی (کے خوف) سے، ہم رزق دیتے ہیں تمہیں بھی اور انہیں بھی اور مت نزدیک جاؤ بے حیائی کی باتوں کے جو ظاہر ہوں ان سے اور جو چھپی ہوئی ہوں اور نہ قتل کرو اس جان کو جسے حرام کر دیا ہے اللہ نے سوائے حق کے۔ یہ ہیں وہ باتیں حکم دیا ہے تمہیں اللہ نے جن کا تاکہ تم (حقیقت کو) سمجھو اور مت قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طریقہ سے جو بہت اچھا ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور پورا کرو ناپ اور تول انصاف کے ساتھ۔ ہم نہیں تکلیف دیتے کسی کو مگر اس کی

WWW.NAFSEISLAM.COM

طاقت کے برابر اور جب بھی بات کہو تو انصاف کی کہو اگر چہ ہو (معاملہ) رشتہ دار کا اور اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرو۔ یہ ہیں وہ باتیں جن کا اللہ نے حکم دیا ہے تمہیں تا کہ تم نصیحت قبول کرو"۔

امام ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جسے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اس وصیت کی طرف دیکھنا خوش کرتا ہے جس پر مہر لگی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ آیات پڑھ لے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ (انعام) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون ان تین آیات پر میری بیعت کرے گا؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تین آیات تلاوت فرمائیں "قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ" الآیات پھر فرمایا: جس نے انہیں پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جس نے ان میں سے کسی شے کی کمی کی تو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی اسے پکڑ لیا۔ تو وہی اس کی سزا ہو گی اور جس کسی کو آخرت تک مؤخر کر دیا یعنی مہلت دے دی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اگر چاہے تو اسے پکڑ لے اور اگر چاہے تو اسے معاف فرما دے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابو عبید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت منذر ثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ربیع بن خثیم نے کہا کیا تجھے یہ بات خوش کرتی ہے کہ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہر زدہ صحیفہ کو پالے؟ میں نے کہا: جی ہاں: تو پھر انہوں نے یہی آیات سورۃ الانعام کے آخر تک پڑھیں "قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ" الی آخر الآیات۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ضریس اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا تورات کی وہ دس آیات جو سب سے اول نازل ہوئیں وہ یہی دس آیات ہیں جو سورۃ الانعام کے آخر میں نازل ہوئیں یعنی "قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ" سے لے کر تا آخر۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت مزاحم بن زفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے ربیع بن خثیم سے کہا: مجھے

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 143 (3070) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ متدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 348 (3240) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

وصیت کیجئے تو انہوں نے فرمایا: میرے پاس صحیفہ لے آؤ۔ تو انہوں نے اس میں یہ آیات لکھ دیں ''قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ '' الآیات، اس آدمی نے عرض کی: میں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا تا کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: ان آیات کی پیروی کرنا تجھ پر لازم ہے۔

امام ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انساب میں انتہائی مہارت رکھنے والے آدمی تھے۔ پس آپ منی میں ان کے گھروں اور خیموں کے پاس ٹھہرے اور ان پر سلام کیا اور انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا۔ ان کی قوم میں مفروق بن عمرو، ہانی بن قبیصہ، مثنی بن حارثہ اور نعمان بن شریک تھے۔ اس قوم میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے سب سے زیادہ قریبی مفروق تھا اور وہ گفتگو اور طلاقت لسانی میں پوری قوم پر غالب تھا۔ چنانچہ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور آپ سے عرض کی اے قریشی بھائی! آپ ہمیں کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے کپڑے سے سایہ کر کے کھڑے ہو گئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اس بات کی شہادت دو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے، اس کے سوا کوئی الہ نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اگر تم مجھے پناہ دو، میری مدد کرو اور میری حفاظت کرو یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ کا وہ حق ادا کر سکوں جس کا اس نے مجھے حکم فرمایا ہے۔ کیونکہ قریش نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف اظہار کیا ہے اور اس کے رسول معظم کو جھٹلا دیا ہے اور وہ باطل کے سبب حق سے مستغنی ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی اے میرے قریشی بھائی! آپ مزید کیوں نہیں دعوت دیتے؟ کچھ فرمائیے۔ تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قُلْ تَعَالَوْا سے لے کر تَتَّقُوْنَ تک یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ تو پھر مفروق نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اے قریشی بھائی! آپ مزید کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ قسم بخدا! یہ اہل زمین کا کلام نہیں۔ اگر یہ اہل زمین کا کلام ہوتا تو بالیقین ہم اسے پہچان لیتے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ (النحل: 90) الآیہ '' بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور (ہر ایک کے ساتھ) بھلائی کرو''۔ یہ سن کر مفروق نے کہا اے قریشی! قسم بخدا تو نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی دعوت دی ہے اور بالیقین وہ قوم جھوٹی ہے جس نے آپ کو جھٹلایا ہے اور آپ کی مخالفت کی ہے۔ اور ہانی بن قبیصہ نے کہا اے قریشی بھائی! میں نے آپ کی گفتگو سنی اور آپ کی باتوں کو بہت اچھا اور حسین پایا اور جس کے ساتھ آپ نے گفتگو فرمائی وہ مجھے تعجب میں ڈال رہا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: اگر تم کچھ دیر اس حالت پر ٹھہرے رہے تو اللہ تعالیٰ ان کے شہر اور اموال تمہیں عطا فرمادے گے یعنی فارس کی سرزمین اور کسریٰ کے دریا تمہیں عطا فرمادے گا اور ان کی بیٹیاں تمہاری فراش بنادے گا۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہو؟ پھر نعمان بن شریک نے آپ سے عرض کی: اللہ تعالیٰ کی قسم! اے قریشی بھائی یہ سب

آپ کے لئے ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا (الاحزاب)'' اے نبی (مکرم!) ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور ہر وقت ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور آفتاب روشن کر دینے والا''۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ''وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ مِّنۡ اِمۡلَاقٍ'' کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا'' کہ تم اپنی اولاد کو فاقہ کے ڈر سے قتل نہ کرو''۔ انہوں نے کہا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنی بچیوں کے بارے فاقہ اور قید کے ڈر سے انہیں قتل کر دیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم بے حیائی کی باتوں کے نزدیک مت جاؤ جو ان میں سے ظاہر ہوں یعنی اعلانیہ ہوں اور جو چھپی ہوئی ہوں یعنی جو ان میں سے سری ہوں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: املاق کا معنی فقر وافلاس کا خوف ہے اور'' وَلَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ'' کے بارے آپ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ چھپ کر زنا کرنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔ البتہ اعلانیہ ایسا کرنا قبیح سمجھتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سرًا اور اعلانیۃً زنا کو حرام قرار دیا (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ ظَهَرَ مِنۡهَا سے مراد اعلانیہ اور وَمَا بَطَنَ سے مراد سری اور خفیہ بے حیائی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے زانی، سارق (چور) اور شراب پینے والے کو دیکھا ہے تم ان کے بارے کیا کہتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ برائیاں ہیں اور ان میں سزا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوحازم رہاوی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے مولیٰ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے: لوگوں کا سوال فواحش کے بارے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن جابر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھ تک ان فواحش کے بارے خبر پہنچی ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں منع فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ کوئی آدمی کسی عورت سے شادی کرے پس جب وہ اس کے لئے اپنی اولاد کو جنم دے چکے تو وہ بلاوجہ اسے طلاق دے دے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''وَلَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا'' کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد ماؤں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا ہے اور وَمَا بَطَنَ سے مراد زنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا سے مراد

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 372، المکتبۃ العربیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 100-99، دار احیاء التراث العربی بیروت

لوگوں کا ظلم ہے اور وَمَا بَطَنَ سے مراد زنا اور چوری ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے قول باری تعالیٰ ''وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ'' کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد بندۂ مومن کا وہ نفس ہے جیسے ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

امام احمد، نسائی، ابن قانع، بغوی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن قیس اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: سنو! یہ چار چیزیں ہیں (ان سے بچو) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ، اس نفس کو بغیر حق کے قتل نہ کرو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، نہ تم زنا کرو اور نہ ہی چوری کرو۔ (راوی کا بیان ہے) اس وقت مجھ سے بڑھ کر ان پر کوئی حریص نہیں تھا جب میں نے ان کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ''وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ'' کے بارے فرمایا کہ احسن سے مراد مال کی تجارت اور اس میں نفع کی جستجو کرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس ارشاد گرامی کے بارے ضحاک نے کہا ہے کہ اس سے مراد یتیم کے لئے ہی اس کے مال میں رغبت اور چاہت رکھنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اسی کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ ''بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ'' کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ محتاج اور مفلس ہو جائے تو معروف طریقہ سے اسے کھائے اور اگر غنی ہو (حاجت مند نہ ہو) تو پھر نہ کھائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:6)'' اور جو سرپرست غنی ہو تو اسے چاہیے کہ (یتیموں کے مال سے) پرہیز کرے۔ اور جو سرپرست فقیر ہو تو وہ کھالے مناسب مقدار سے''۔ کسوۃ (لباس) کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسوہ کا ذکر نہیں فرمایا۔ بلکہ اس نے صرف کھانے کا ذکر کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ''وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ'' کے بارے کہا: کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کے مال سے ٹوپی پہنے اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کے مال سے عمامہ (دستار) پہنے مگر یہ کہ اس کا سامان اس کے سامان کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شعبی رحمہ اللہ نے ''حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ'' کے بارے کہا کہ اشد سے مراد عاقل بالغ ہونا ہے جب کہ اس کے لئے نیکیاں بھی لکھی جائیں اور اس کے خلاف اس کی برائیاں بھی لکھی جائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اشدہ سے مراد پندرہ برس کی عمر کو پہنچنا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کے بارے کہا کرتے تھے کہ الاشد سے مراد عاقل بالغ ہونا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (النساء:

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 339، دار صادر بیروت

6) ''اور آزماتے رہو، یتیموں کو یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں نکاح (کی عمر) کو''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے کہا ہے کہ الاشد سے مراد عاقل بالغ ہونا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا'' اور پھر فرمایا جس نے اپنی طاقت کے مطابق ناپ اور تول پورا کر دیا اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کو پورا کرنے کے بارے میں اس کی نیت کے صحیح ہونے کو جانتا ہے تو اس سے مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا۔ وُسْعَهَا کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قسط سے مراد عدل ہے اور وُسْعَهَا سے مراد طاقت ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا بِالْقِسْطِ سے مراد عدل ہے۔

امام ترمذی، ابن عدی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ تجار! تمہیں ایک معاملہ سپرد کیا گیا ہے، اس میں تم سے پہلے زمانہ ماضی کی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں، اور وہ ہے ناپ اور تول (1)۔ امام ترمذی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم نے بھی ناپ تول میں کمی کی اللہ تعالیٰ نے ان پر بھوک (قحط) مسلط کر دی۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے ''وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا'' کی تفسیر میں فرمایا کہ تم حق بات کہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ''وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى'' کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اگرچہ معاملہ تیرے رشتہ دار کا ہو تو پھر بھی حق بات ہی کہو۔

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

''اور بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا، سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور راستوں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ کے راستہ سے۔ یہ ہیں وہ باتیں حکم دیا ہے تمہیں جن کا تاکہ تم متقی بن جاؤ''۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جان لو! راستہ صرف اور صرف ایک ہے جس پر ہدایت یافتہ جماعت ہے اور اس کا انجام جنت ہے۔ ابلیس نے متفرق راستے بنائے ان پر جمع ہونا (چلنا) گمراہی ہے اور ان کا انجام جہنم ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، نسائی، بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 328 (5288)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک خط کھینچا اور پھر فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے جو سیدھا ہے۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے دائیں، بائیں بہت سے خطوط بنائے اور فرمایا: ان راستوں میں سے کوئی بھی راستہ نہیں ہے مگر اس پر شیطان ہے جو اپنی طرف دعوت دے رہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی (1)۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام احمد، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سامنے اس طرح ایک خط کھینچا اور فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ پھر دو خط اس کی دائیں جانب اور دو خط اس کی بائیں جانب بنائے اور فرمایا: یہ شیطان کے راستے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درمیان والے خط پر اپنا دست مبارک رکھا اور یہ آیت تلاوت فرمائی " وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ......) الآیہ (2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے ان سے سوال کیا: صراط مستقیم کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک قریب ترین راستے پر چھوڑا ہے اور اس کی ایک طرف میں جنت ہے۔ اس کی دائیں اور بائیں جانب متفرق راستے ہیں، ان راستوں پر آدمی بیٹھے ہیں۔ جو بھی ان کے پاس سے گزرتا ہے وہ لوگ اسے اپنی طرف بلاتے ہیں۔ پس جس کسی نے ان راستوں کو اختیار کیا تو اس کی انتہا جہنم ہوگی اور جو کوئی صراط مستقیم پر چلتا رہا اس کی انتہا جنت ہے۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا " وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ " کا معنی یہ ہے کہ تم گمراہیوں کی پیروی نہ کرو (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا " وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ " کا مفہوم یہ ہے کہ تم بدعتوں اور شبہات کی پیروی نہ کرو۔

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِیْۤ اَحْسَنَ وَ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

" پھر عطا فرمائی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب تا کہ پوری کر دیں نعمت ان پر جو نیک عمل کرتے ہیں اور تا کہ تفصیل ہو جائے ہر چیز کی اور (یہ کتاب) باعث ہدایت و رحمت ہے، تا کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے پر ایمان لائیں "۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 465، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 397

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 106 دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ " تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ " کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا مفہوم یہ ہے تا کہ ہم نیکی کرنے والے مومنین پر نعمت مکمل کر دیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوصخر سے یہ قول نقل کیا ہے تا کہ پوری کر دیں وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان پر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے بارے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا " تا کہ ان پر اپنی نعمت اور اپنا احسان مکمل کر دیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ اسی کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کسی نے دنیا میں نیک عمل کیا اللہ تعالیٰ آخرت میں اس پر نعمت اور (جزا) کو مکمل فرما دے گا۔ ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے دن اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مکمل عزت افزائی ہوگی۔ اور " وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ " کے بارے قتادہ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہر شے کی تفصیل اور بیان ہے اور اس میں حلال اور حرام سبھی اشیاء شامل ہیں۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت ہارون رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حسن کی قرأت میں " تَمَامًا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ " کے الفاظ ہیں۔

امام ابن الانباری نے بیان کیا کہ حضرت ہارون نے کہا، عبداللہ کی قرأت میں " تَمَامًا عَلَى الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا " ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا " وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ " سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کا حکم دیا گیا ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں کو پھینکا تو انہوں نے ہدایت اور رحمت کو تو پالیا اور تفصیل ختم ہوگئی۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾

" اور یہ (قرآن) کتاب ہے ہم نے اتارا ہے اسے، بابرکت ہے، سو پیروی کرو اس کی اور ڈرو (اللہ سے) تا کہ تم پر رحم کیا جائے"۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے " وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ " الآیہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ وہ قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء پر نازل فرمایا سو جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حلال فرمائی ہیں ان کی پیروی کرو اور ان سے بچو جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، ابن ضریس، محمد بن نصر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا بلاشبہ یہ قرآن شافع اور مشفع ہے (یعنی یہ سفارش فرمائے گا اور اس کی سفارش کو شرف

قبول بھی عطا کیا جائے گا) اور جو کچھ اس نے حلال کیا ہے وہ برحق اور تصدیق شدہ ہے۔ لہٰذا جس نے بھی اسے اپنا امام بنالیا اس کی راہنمائی جنت کی طرف فرمائے گا اور جس نے اسے پس پشت ڈال دیا اسے جہنم کی طرف ہانک کرلے جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن قرآن کریم کو ایک آدمی کی شکل عطا کی جائے گی۔ پھر ایک ایسے آدمی کو لایا جائے گا جو حامل قرآن تو ہو گا مگر اس کا عمل اس کے احکام کے خلاف ہو گا۔ پس قرآن کریم اس سے جھگڑنے لگے گا اور کہے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اسے اپنا آپ اٹھوائے رکھا (یعنی میں اس کے سینے میں محفوظ رہا) لیکن اس کا مجھے اٹھانا کتنا برا ہے (یعنی اس نے میرے اٹھانے اور حفظ کرنے کا حق ادا نہیں کیا) اس نے میری حدود سے تجاوز کیا، میرے فرائض کو ضائع کیا، میرے بیان کردہ گناہوں کا ارتکاب کیا اور میری اطاعت و فرمانبرداری کو چھوڑ دیا۔ اس طرح قرآن کریم اس کے خلاف اپنے دلائل بیان کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اسے کہا جائے گا تو اس سے اپنی مرضی کا معاملہ کر۔ پس وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کرلے جائے گا۔ یہاں تک کہ اسے ناک کے بل جہنم میں گرادے گا۔ پھر ایک صالح اور نیک انسان کو لایا جائے گا جس نے قرآن کریم کو حفظ کیا اور اس کے امور کی حفاظت کی۔ پس ایک مثالی شکل میں قرآن کریم اس کے قریب بھی کھڑا ہو گا اور کہے گا اے میرے پروردگار! میں نے اپنا بوجھ اس پر ڈالے رکھا۔ اس نے میری حدود کی حفاظت کی، میرے بیان کردہ فرائض پر عمل کیا، میرے بیان کردہ گناہوں سے اجتناب کیا اور میری اطاعت و عبادت کی اتباع و پیروئی کی۔ پس اس طرح وہ اس کے حق میں اپنے دلائل بیان کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اسے کہہ دیا جائے گا تو اس کے ساتھ اپنی پسند کا معاملہ کر۔ پس وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کرلے جائے گا اور اسے ریشمی حلہ پہنائے گا۔ اس پر شاہانہ تاج سجائے گا اور اسے شراب طہور کے جام سے سیراب فرمائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک یہ قرآن کریم تمہارے لئے نصیحت ہے اور تمہارے اوپر بوجھ ہے۔ پس تم اسے پڑھو اور اس کی اتباع و پیروی کرو۔ کیونکہ اگر تم قرآن کریم کی اتباع کرو گے تو یہ تمہیں ریاض الجنہ میں لے جائے گا اور اگر قرآن نے تمہارا پیچھا کیا تو وہ تمہاری پشتوں میں نیزے مارے گا۔ یہاں تک کہ تمہیں جہنم میں ڈال دے گا۔

اَنْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ صَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِی الَّذِیْنَ

يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

''(ہم نے اسے اتارا ہے) تا کہ یہ نہ کہو کہ اتاری گئی تھی کتاب تو صرف دو گروہوں پر ہم سے پہلے اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے یا یہ نہ کہو کہ اگر اتاری گئی ہوتی ہم پر کتاب تو ہوتے ہم زیادہ ہدایت پانے والے ان سے۔ بے شک آ گئی ہے تمہارے پاس روشن دلیل اپنے رب کی طرف سے اور سراسر ہدایت اور رحمت۔ تو کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو اور منہ پھیرا ان سے۔ عنقریب ہم سزا دیں گے انہیں جو منہ موڑتے ہیں ہماری آیتوں سے برے عذاب سے اس وجہ سے کہ وہ منہ پھیرا کرتے تھے''۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ ''اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا'' کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور خوف یہ تھا کہ قریش یہ قول کہیں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا طَآىِٕفَتَيْنِ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ اور دِرَاسَتِهِمْ سے مراد تِلَاوَتِهِمْ ہے (یعنی ہم تو ان کی تلاوت سے بالکل بے خبر تھے)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ''اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ'' کہ یہ قول کفار عرب کا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ''فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ'' کے بارے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں بے شک تمہارے پاس واضح عربی زبان میں روشن دلیل آ گئی۔ جب کہ وہ دونوں گروہوں پر نازل ہونے والی کتابوں کے پڑھنے پڑھانے کو نہ جانتے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ''وَصَدَفَ عَنْهَا'' کا معنی یہ نقل کیا ہے ''جس نے ان سے اعراض کر لیا، منہ پھیر لیا''

امام عبد بن حمید نے ضحاک سے يَصْدِفُوْنَ کا معنی يُعْرِضُوْنَ (وہ اعراض کرتے ہیں۔ منہ موڑتے ہیں) نقل کیا ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

''کس کی انتظار کر رہے ہیں بجز اس کے کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا خود آئے آپ کا رب یا آئے کوئی نشانی آپ کے رب کی۔ (لیکن) جس روز آئے گی کوئی نشانی آپ کے رب کی تو نہ نفع دے گا کسی کو اس کا ایمان لانا جو نہیں ایمان لا چکا تھا اس سے پہلے یا نہ کی تھی اپنے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی۔ آپ (انہیں) فرمایئے تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے فرمایا کہ موت کے وقت ان کے پاس فرشتے آئیں یا قیامت کے دن خود آپ کا رب آئے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ موت کے ساتھ اس کے پاس فرشتے آئیں یا قیامت کے دن آپ کا رب خود آئے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے ''اَوْ یَاْتِیَ رَبُّكَ'' کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ کا رب خود قیامت کے دن بادلوں کے سائے میں آئے۔

امام احمد، عبد بن حمید رحمہما اللہ نے اپنی مسند میں، ترمذی، ابو یعلی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ''یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ'' کے بارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے (2)۔

امام طبرانی، ابن عدی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی معنی نقل کیا ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے (4)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے ''یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ'' کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سورج اور چاند دونوں کا مغرب سے طلوع ہونا ہے، وہ دونوں ایسے ملے ہوں گے جیسے دو اونٹ آپس میں ملے ہوئے ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ'' (القیامۃ: 9) ''اور (بے نوری میں) سورج اور چاند یکساں ہو جائیں گے'' (5)۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 71 (875) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 567 (1348) دارالکتب العلمیہ بیروت	3۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 209 (9020) عن ابن مسعود مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 118 (939) دار الصمیعی الریاض	5۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 209 (9019)

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ اسی کے بارے مجاہد نے کہا ہے کہ اس سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، امام احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ اور جب وہ مغرب سے طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو وہ تمام کے تمام ایمان لے آئیں گے۔ اس وقت ان کا ایمان ان کی ذاتوں کو کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن مردویہ اور علامہ بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”تین چیزیں جب ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو ان سے قبل مومن نہیں ہوگا۔ اور وہ تین چیزیں یہ ہیں دجال، دابہ اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر یہ یاد کیا ہے کہ جو علامات سب سے پہلے ظاہر ہوں گی ان میں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت دابہ (جانور) کا ظاہر ہونا ہے۔ تو ان دونوں میں سے کون پہلے ظاہر ہوگی اور دوسری اس کے پیچھے ظاہر ہوگی تو حضرت عبد اللہ بن رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ کی تلاوت فرمائی اور کہا میرا گمان یہ ہے کہ ان دونوں میں سے جو علامت پہلے ظاہر ہوگی وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ اس لئے کہ جب بھی سورج نکلتا ہے تو وہ عرش کے نیچے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے۔ پھر واپس لوٹنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ تو اسے رجوع کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ مغرب سے طلوع ہو تو وہ ہر روز کی طرح کا عمل کرے گا۔ وہ عرش کے نیچے آئے گا۔ تو سجدہ کرے گا اور رجوع کی اجازت لے گا۔ تو اس پر کوئی شے نہیں لوٹائی جائے گی۔ پھر وہ واپس لوٹنے کی اجازت طلب کرے گا تو اسے کوئی جواب نہیں لوٹایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب رات گزر جائے گی جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ گزر جائے اور وہ یہ پہچان لے گا کہ اگر اسے رجوع کی اجازت دی جائے تو وہ مشرق کو نہیں پہنچ سکے گا۔ سورج کہے گا اے میرے رب! کیا میرے لئے لوگوں سے مشرق کو اتنا دور کر دیا گیا ہے؟ یہاں تک کہ جب افق طوق کی مانند ہو جائے گا تو وہ پھر لوٹنے کی اجازت طلب کرے گا تو اسے کہا جائے گا تو اسی جگہ سے طلوع ہو جا۔ تو اس وقت لوگوں پر سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا“ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض

1۔ سنن ابو داؤد، کتاب الفتن، جلد 2، صفحہ 236، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور 2۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 133، مکتبۃ دار القرآن والحدیث

3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 435 (4069)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کی: یارسول اللہ! ﷺ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کی علامت کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ رات اتنی طویل ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ دوراتوں کی مقدار کے برابر ہو جائے گی۔ پس اس اثناء میں جو لوگ رات کے وقت نماز پڑھتے ہیں وہ اپنے معمول کے مطابق اپنا عمل کریں گے اور ستارے اپنے مقام پر ٹھہرے ہوئے نہیں دکھائی دیں گے۔ پھر وہ لوگ سو جائیں گے۔ پھر اٹھیں گے اور اپنے اعمال کریں گے اور ستارے اپنے مقام پر ٹھہرے ہوئے نہیں دکھائی دیں گے۔ پھر وہ لوگ سو جائیں گے پھر اٹھیں گے اور اپنے اعمال کریں گے پھر سو جائیں گے۔ پھر اٹھیں گے اور ان کے پہلو تھک جائیں گے۔ وہ رات ان پر خوب طویل ہو جائے گی۔ لوگ گھبرا جائیں گے اور وہ صبح نہیں کر پائیں گے۔ پس اسی دوران وہ سورج کے مشرق سے طلوع ہونے کا انتظار کر رہے ہوں گے کہ اچانک وہ مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لے آئیں گے۔ لیکن ان کا ایمان انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

امام عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں ایک گدھے پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ اس پر عرق گیر اور مخمل کی باریک چادر تھی۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! کیا تو جانتا ہے کہ یہ کہاں غروب ہو رہا ہے؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں......! تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ کیچڑ والے چشمے میں غروب ہوتا ہے، چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے اپنے رب کو سجدہ کرتا ہے۔ جب اس کے نکلنے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اجازت عطا فرماتا ہے اور یہ وہاں سے نکل کر طلوع ہو جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے گا کہ اسے اسی جانب سے طلوع کرے جس طرف وہ غروب ہوتا ہے تو اسے روک لے گا اور یہ عرض کرے گا اے میرے رب! میرا سفر دور ہو گیا ہے؟ تو رب کریم اسے فرمائے گا وہیں سے طلوع ہو جا جہاں غروب ہوا۔ تو اس وقت ایسے نفس کا ایمان نفع بخش ثابت نہیں ہو گا جو اس سے قبل ایمان نہیں رکھتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت ''يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ'' کے بارے نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ علامت ظاہر ہونے کے وقت کسی مشرک کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا اور اہل ایمان کو ظہور آیات کے وقت ان کا ایمان نفع پہنچائے گا بشرطیکہ اس سے قبل وہ اعمال خیر کرتے رہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک شام باہر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا: اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جلدی جلدی توبہ کر لو۔ کیونکہ وہ وقت قریب ہے جب تم لوگ سورج کو مغرب سے طلوع ہوتا دیکھو گے۔ جب ایسا ہو گا تو پھر توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا، نامہ اعمال لپیٹ دیا جائے گا اور ایمان ختم کر دیا جائے گا (یعنی ایمان لانے کی مہلت ختم کر دی جائے گی)۔ یہ سن کر لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا اس کی کوئی نشانی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ تمہاری وہ رات تین راتوں کی مقدار کے برابر لمبی ہو جائے گی۔ وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اس کے لئے راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں وہ بیدار ہوں گے اور اپنی نمازیں مکمل کر لیں

گے۔مگر رات ابھی تک ختم نہیں ہوگی پھر وہ لیٹ جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب بیدار ہوں گے تو رات اپنی حالت پر ہی ہو گی۔ جب وہ دیکھیں گے تو ڈر جائیں گے کہ انہیں بہت بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ جب وہ صبح اٹھیں گے تو ان پر سورج کا طلوع ہونا خاصا طویل ہو جائے گا۔ وہ اس کے طلوع ہونے کا انتظار کر رہے ہوں گے کہ اچانک ان پر سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ جب ایسا ہو جائے گا تو پھر کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو اس سے قبل ایمان دار نہ ہوگا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: چھ چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے اپنے اعمال تیزی سے کرلو۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا ظاہر ہونا، دھویں کا ظاہر ہونا، دابۃ الارض (زمین کا ایک خاص جانور)، حویصة احد کم (تم میں سے کسی کی موت) امر العامه یعنی قیامت۔ ہمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی کہنے والے نے کہا: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کی کوئی نشانی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ رات دو راتوں کی مقدار طویل ہو جائے گی۔ تہجد گزار لوگ اپنے اسی مقررہ وقت پر اٹھیں گے جس میں وہ نماز پڑھتے تھے اور اٹھ کر نماز پڑھنے لگ جائیں گے یہاں تک کہ اپنی نمازیں پوری کرلیں گے اور ستارے اپنی جگہ پر ہی رہیں گے چلیں گے نہیں۔ پھر وہ لوگ اپنے بستروں پر آجائیں گے اور سو جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے پہلو سخت تھک جائیں گے۔ پھر اٹھیں گے اور نماز پڑھیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر رات بہت زیادہ طویل ہو جائے گی۔ لوگ گھبرا جائیں گے۔ پھر وہ صبح کریں گے اور صبح بھی آہستہ آہستہ کافی وقت میں کریں گے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مشرق سے سورج کے طلوع ہونے کا انتظار کر رہے ہوں گے اچانک مغرب سے ان پر سورج طلوع ہو جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ارشاد باری تعالیٰ ''لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا'' کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو اس وقت ایمان لایا اس کا ایمان اسے نفع نہیں دے گا اور اگر پہلے اس نے کوئی عمل نہ کیا تو اس وقت اس کے اعمال میں قطعاً اضافہ نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا'' کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں جس نے ایمان کی تصدیق میں کوئی عمل صالح کیا، درآنحالیکہ وہ اہل قبلہ ہوں اور اگر وہ تصدیق کرتا تھا اور اس سے قبل کوئی نیک عمل اس نے نہیں کیا، پھر یہ نشانی دیکھنے کے بعد اس نے عمل خیر کیا تو اس کی جانب سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر اس نشانی اور علامت کے ظاہر ہونے سے پہلے کچھ عمل خیر کرتا رہا اور پھر یہ علامت دیکھنے کے بعد بھی نیکی کرتا رہا تو وہ اس کی جانب سے قبول کی جائے گی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مقاتل سے اس ارشاد کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ مسلمان ہے جس نے حالت ایمان میں کوئی نیک عمل نہیں کیا اور اس نشانی کے ظاہر ہونے سے قبل گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر ڈٹا رہا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے فرمایا: سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد بھی لوگ ایک سو بیس سال تک باقی رہیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ علامات دھاگے میں پروئے ہوئے منکوں کی طرح ہیں۔ جب دھاگہ ٹوٹ جائے تو ایک دوسرے کے پیچھے سب نکل جاتے ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علامات قیامت دھاگہ میں پروئے ہوئے دانوں کی مثل ہیں، جب دھاگہ کٹ جائے تو بعض نکل جاتے ہیں(1)۔

ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ علامات قیامت دھاگے میں پروئے ہوئے موتیوں کی مثل ہیں۔ دھاگہ کٹ جاتا ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے سب نکل جاتے ہیں(2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اگر کسی آدمی نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کے لئے) گھوڑا باندھ رکھا ہو۔ پھر وہ پہلی علامت ظاہر ہونے کے وقت بچھیرے کو جنم دے تو اس بچھیرے کے سواری کے قابل ہونے تک وہ آخری علامات کو بھی دیکھ لے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب علامات قیامت میں سے پہلی علامات تم دیکھ لوگے تو پھر وہ لگاتار ظاہر ہوں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام علامات آٹھ مہینوں میں ظاہر ہو جائیں گی۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا تمام علامات چھ ماہ میں ظاہر ہو جائیں گی۔

امام عبد بن حمید اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج جب غروب ہوتا ہے تو سلام کرتا ہے، سجدہ کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے، پس اسے اجازت دے دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن جب وہ غروب ہوگا تو سلام کرے گا، سجدہ کرے گا اور اجازت طلب کرے گا تو اسے اجازت نہیں دی جائے گی۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! بے شک مشرق تو بہت دور ہے میں ابھی یہاں ہوں۔ کیا مجھے اجازت نہیں دی جائے گی، میں وہاں نہیں پہنچ سکوں گا! راوی فرماتے ہیں جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے روکے رکھے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا: تو اسی جگہ سے طلوع ہو جا جہاں تو غروب ہوا۔ تو پھر اس دن سے لے کر قیامت قائم ہونے کے دن تک ایسے نفس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش نہیں ہوگا جو اس سے قبل ایمان دار نہیں تھا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے(3)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ نشانی جس کے ظہور کے بعد کسی نفس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش ثابت نہیں ہوگا وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 589 (8639) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 520 (8461)

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 590 (8645) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن جریر حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے" بالیقین لوگوں پر ایک ایسی رات آئے گی جو تمہاری ان راتوں میں سے تین راتوں کے برابر ہو گی۔ جب وہ رات آئے گی تو نماز پڑھنے والے اسے پہچان لیں گے۔ نمازیوں میں سے ایک اٹھے گا اور اپنا وظیفہ پڑھے گا۔ پھر سو جائے گا۔ پھر اٹھے گا اور اپنا وظیفہ پڑھے گا پھر سو جائے گا۔ پھر اٹھے گا۔ پس یہی صورت حال رہے گی کہ لوگ باہم مضطرب ہو جائیں گے، گھبرا جائیں گے اور کہیں گے یہ کیا ہے؟ پھر وہ گھبرائے ہوئے مساجد کی طرف چل پڑیں گے۔ تو اچانک وہ دیکھیں گے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو گیا ہے۔ پس لوگ ایک شدید چیخ لگائیں گے۔ یہاں تک کہ سورج جب آسمان کے وسط میں پہنچے گا۔ تو واپس لوٹ جائے گا اور پھر اپنے مطلع سے طلوع کرے گا۔ اس وقت کا ایمان کسی نفس کو فائدہ نہیں دے گا۔

امام طیالسی، سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، ابن منذر، ابو الشیخ، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:" اللہ تعالیٰ نے مغرب کی طرف ایک دروازہ بنا رکھا ہے۔ اس کا عرض ستر برس کا ہے۔ وہ توبہ کے لئے کھلا ہے۔ اسے اس وقت تک بند نہیں کیا جائے گا جب تک اس کی جانب سے مغرب سے سورج طلوع نہیں ہوگا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے" یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا" اور ابن ماجہ میں یہ الفاظ ہیں" کہ جب سورج اس کی جانب سے طلوع ہو گا تو کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا جس نے اپنے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی نہیں کی تھی (1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے گفتگو فرمانے لگے کہ توبہ کا ایک دروازہ ہے۔ اس کے دونوں کواڑوں کے درمیان عرض مشرق و مغرب کے مابین فاصلے کی مانند ہے۔ وہ بند نہیں کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے" یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ الآیہ" تلاوت فرمائی (2)۔

امام عبد الرزاق، احمد، عبد بن حمید، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" جس کسی نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا (3)۔

عبد بن حمید اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ابن آدم پر توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ جب تک کہ تین میں سے کوئی ایک علامت ظاہر نہ ہو جائے۔ جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو یا دابہ ظاہر نہ ہو یا یاجوج اور ماجوج نہ نکل آئیں اور فرمایا: جب کبھی تم پر ایسا سال آئے گا تو دوسرا اس سے زیادہ تکلیف دہ ہو گا (4)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 119 (940) دار الصمیعی الریاض 2۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 65 (7383)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منہ، جلد 17، صفحہ 21 (2703)
4۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 190 (8937) بغداد

WWW.NAFSEISLAM.COM

3B

امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہجرت منقطع نہیں ہوگی حتی کہ توبہ کی مہلت ختم ہو جائے گی اور توبہ کی مہلت منقطع نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا(1)۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن یخامر سکسکی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تو گناہ چھوڑ دے اور دوسری یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کرے۔ اور ہجرت ختم نہیں ہوگی جب تک توبہ قبول کی جاتی رہے گی اور توبہ قبول کی جاتی رہے گی حتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ اور جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو ہر دل پر اسی کے ساتھ مہر لگا دی جائے گی جو کچھ اس میں ہوگا اور لوگوں کے لئے عمل کافی ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا چار کے سوا بقیہ تمام علامات گزر چکی ہے۔ اور وہ چار یہ ہیں: دجال، دابہ اور یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ وہ نشانی جس کے ظہور کے ساتھ اللہ تعالیٰ اعمال پر مہر لگا دے گا وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی "یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ ......الآیہ"۔ فرمایا اس سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہی ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے(3)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ صبح جس کا سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس دن سے اس امت میں بندر اور خنزیر عام ہو جائیں گے۔ اعمال کے دفتر لپیٹ دیے جائیں گے اور قلمیں خشک ہو جائیں گی۔ نہ کسی نیکی کے سبب ان میں اضافہ کیا جائے گا اور نہ ہی کسی گناہ اور برائی کے سبب ان میں کمی کی جائے گی نہ ایسے نفس کو اس کا ایمان فائدہ دے گا جس نے اس سے قبل ایمان قبول نہیں کیا یا حالت ایمان میں کوئی خیر اور نیکی کا عمل نہیں کیا۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب پہلی علامت ظاہر ہوگی تو قلمیں پھینک دی جائیں گی، صحائف (اعمال نامے) لپیٹ دیے جائیں گے، کراماً کاتبین کو روک لیا جائے گا اور جسموں کو اعمال پر پیش کر دیا جائے گا۔

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھ چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے تیزی سے اعمال کر لو۔ اور وہ یہ ہیں سورج کا مغرب

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 99، دار صادر بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 444 (7215)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 588 (8637) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے طلوع ہونا، دجال، دھواں، دابۃ فی الارض، خویصتہ احد کم۔ (تم میں سے کسی کا مر جانا) اور امر العامہ (قیامت کا آنا) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا خویصہ احد کم سے مراد موت ہے اور امر العامہ سے مراد قیامت ہے۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے (1)۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھ علامات کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے اپنے اعمال میں جلدی کرلو سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں، دابۃ الارض، دجال کا ظاہر ہونا، تم میں سے کسی پر موت کا آنا اور قیامت کا قائم ہونا (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑی بڑی علامات سات ہیں۔ ان میں سے ایک گزر چکی ہے اور وہ ہے طوفان اور چھ تم میں باقی ہیں۔ یعنی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں، دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا اور صور (قرناء) میں پھونکا جانا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دو شیخ کبیر آپس میں ملیں گے۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو کہے گا تو کب پیدا ہوا؟ تو وہ جواب دے گا سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے زمانے میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ تمام علامات سال بسال اس تسلسل کے ساتھ ظاہر ہوں گی جیسا کہ دھاگے میں دانے پروئے ہوئے ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا علامات دھاگے میں پروئے ہوئے دانوں کی مثل ہیں کہ دھاگہ کٹ جائے تو وہ ایک دوسرے کے پیچھے تسلسل کے ساتھ نکل آتے ہیں۔

امام ابن ماجہ اور حاکم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح بھی قرار دیا ہے۔ پھر ان کی پیروی علامہ ذہبی نے بھی کی ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علامات (کا ظہور) دوسو کے بعد ہوگا (3)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا ہے کہ ایک علامت ظاہر ہونے کے بعد لوگ نمازیں پڑھیں گے روزے رکھیں گے اور حج کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں سے ان اعمال کو قبول فرمائے گا جن سے علامات ظاہر ہونے سے پہلے انہیں تسلیم کرتا تھا اور جن سے ظہور علامت سے قبل تسلیم نہیں کرتا تھا تو نشانی ظاہر ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کسی عمل کو قبول نہیں فرمائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 561 (8574) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ، باب الآیات، جلد 4، صفحہ 431 (4056) ایضاً
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 431 (4057) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ لوگ جمع (مزدلفہ) کی طرف چلتے ہوئے رات گزاریں گے اور دابۃ الارض ان کی طرف چلتے ہوئے رات بسر کرے گا، پس وہ صبح اس حال میں کریں گے کہ وہ انہیں اپنے سر اور دم کے درمیان رکھے ہوئے ہوگا۔ وہ ہر مومن کو مسح کرے گا یعنی فقط چھوئے گا۔ اور وہ ہر منافق اور کافر کو وہ ناک پر ضرب لگائے گا۔ ابھی تک توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ پھر ایک دھواں ظاہر ہوگا۔ مومن اس کے سبب زکام کی کیفیت محسوس کرے گا۔ لیکن وہ منافق اور کافر کے کانوں میں داخل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ ہلکی سی شے کی طرح ہو جائے گا۔ ابھی بھی توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ اس کے بعد مغرب سے سورج طلوع ہوگا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بالا خانے سے ہمارے اوپر جھانکے اور ہم باہم مذاکرات کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا مذاکرات کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی ہم قیامت کے بارے گفتگو کر رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لو گے۔ اور وہ یہ ہیں دھویں اور دجال کا ظاہر ہونا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول فرمانا، یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع کرنا اور تین خسوف کا ہونا۔ ایک خسف (زلزلہ برپا ہو کر زمین میں دھنس جانا) مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں۔ سب سے آخر میں قدعدن یا یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف بھگا دے گی۔ جب وہ اتریں گے تو آگ بھی انہی کے ساتھ اترے گی اور جب وہ قیلولہ کریں گے تو یہ بھی انہی کے ساتھ قیلولہ کرے گی (2)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا یاجوج ماجوج میں سے کوئی آدمی نہیں مرے گا حتی کہ اس کی صلب سے ہزار یا اس سے زائد افراد پیدا ہوں گے۔ ان کے پیچھے تین امتیں (گروہ) ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ تین یہ ہیں: منسک، تاویل اور تاریس۔ سورج جب ہر روز طلوع ہوتا ہے تو ساری مخلوق اسے دیکھتی ہے اور جب وہ غروب ہوتا ہے تو سجدے میں گر جاتا ہے، سلام کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے پھر اسے ایک دن اجازت نہیں دی جائے گی۔ وہ پھر اجازت طلب کرے گا۔ تو پھر بھی اسے اجازت نہیں دی جائے گی۔ پھر تیسری بار وہ اجازت لے گا تو اسے اجازت نہیں دی جائے گی۔ تو پھر یہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! تیرے بندے میرا انتظار کر رہے ہوں گے اور مسافت بہت دور ہے؟ پھر بھی اسے اجازت نہیں دی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب رات دو یا تین راتوں کی مقدار کے برابر ہو جائے گی تو اسے کہا جائے گا تو اسی جگہ سے طلوع ہو جا جہاں تو غروب ہوا۔ پھر وہ طلوع ہوگا اور تمام اہل زمین اسے دیکھیں گے۔ یہ ان علامات میں سے ہے جو ہم تک پہلے پہلے پہنچیں گی۔ اس وقت ایسے نفس کا ایمان اسے نفع نہیں دے گا جس نے اس سے قبل ایمان قبول نہیں کیا۔ پس لوگ جائیں گے اور سونا صدقہ کریں گے اور ان سے لیا نہیں جائے گا اور کہا جائے گا: اگر کل اس طرح ہوتا......

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 532 (8492) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 414 (2183) دار الحدیث قاہرہ

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک دن اپنے ہم نشینوں سے کہا کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے جانتے ہو" تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ (الکہف:86)" گویا وہ ڈوب رہا ہے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں"۔ اس سے کیا مراد ہے؟ تمام حاضرین مجلس نے کہا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو پھر آپ نے فرمایا: کیونکہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے، اس کی تسبیح اور عظمت و کبریائی بیان کرتا ہے اور وہ عرش کے نیچے ہوتا ہے اور جب اس کے طلوع کا وقت آتا ہے تو اسے پھر سجدہ کرتا ہے اور اس کی عظمت و کبریائی کا ذکر کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے۔ تو اسے اجازت دے دی جاتی ہے۔ لیکن جب وہ خاص دن آئے گا جس میں اسے روکا جانا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے گا، اس کی تسبیح اور عظمت و کبریائی کا ذکر کرے گا۔ پھر اجازت طلب کرے گا۔ تو اسے کہا جائے گا تو ثابت رہ۔ پھر جب سورج کے طلوع کا وقت قریب آئے گا تو وہ رب کریم کو سجدہ کرے گا، اس کی تسبیح اور عظمت و کبریائی بیان کرے گا اور پھر اجازت طلب کرے گا۔ تو اسے کہا جائے گا تو ثابت رہ۔ چنانچہ دو راتوں کی مقدار اسے روکا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: تہجد پڑھنے والے لوگ اس سے گھبرا جائیں گے اور ایک آدمی اپنے پڑوس میں رہنے والے کو آواز دے گا اے فلاں! آج ہماری رات کو کیا ہو گیا ہے کہ میں سویا اور خوب سیر ہو کر سویا اور میں نے نماز پڑھی اور خوب حفاظت اور آداب کے ساتھ نماز پڑھی؟ بعد از اں سورج کو کہا جائے گا اسی جگہ سے طلوع ہو جا جہاں تو غروب ہوا تھا لہٰذا اس کا ذکر اس آیت میں ہے" یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ الآیہ"

امام سعید بن منصور اور بیہقی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: اے لوگو! اس امت میں عنقریب ایک قوم آئے گی اس کے افراد رجم، دجال اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کو جھٹلائیں گے، عذاب قبر اور شفاعت کی تکذیب کریں گے اور اس قوم کو جھٹلائیں گے جو آگ سے نکلے گی اس کے بعد کہ آگ نے انہیں جلا دیا۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن عساکر نے کعب سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے گا کہ سورج مغرب سے طلوع ہو تو وہ قطب کے ساتھ اسے پھیر دے گا اور مشرق کو مغرب اور مغرب کو مشرق بنا دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مشرق کی جانب ساتویں سمندر پر دنیا کی تمام راتوں کی مقدار کے برابر تاریکی اور اندھیرے کا حجاب پیدا فرما دیا ہے۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو وہ فرشتہ آتا ہے جو رات پر مقرر ہے۔ وہ اس حجاب کی تاریکی سے ایک قبضہ (مشت) لیتا ہے۔ پھر مغرب کی طرف چل پڑتا ہے اور اپنی انگلیوں کے درمیان سے تھوڑا تھوڑا کر کے اس تاریکی کو چھوڑتا جاتا ہے اور شفق کی رعایت رکھتا ہے۔ جب شفق غائب ہو جائے تو وہ ساری تاریکی کو چھوڑ دیتا ہے اور پھر اپنے پر پھیلا دیتا ہے اور وہ زمین کی اطراف اور آسمان کے کناروں تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور وہ فضا میں اتنا تجاوز کر جاتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ فضا میں آگے تجاوز کریں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کے ساتھ اس کے پروں کے سبب رات کی تاریکی

پھیلتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ رات کی ساعتوں کی مقدار کے مطابق مغرب میں پہنچ جاتا ہے۔ پس جب وہ مغرب میں پہنچتا ہے تو مشرق سے صبح پھوٹتی ہے۔ وہ اپنے ایک پر کو سمیٹ لیتا ہے اور اندھیروں کو آپس میں ملاتے ہوئے اپنی ہتھیلی میں بند کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مکمل طور پر اندھیروں کو ایک مٹھی میں بند کر لیتا ہے۔ جیسا کہ مشرق کے حجاب سے لیتے وقت اس نے انہیں قبضے میں لیا تھا۔ پھر وہ انہیں مغرب سے ساتویں سمندر میں رکھ دیتا ہے۔ پس وہیں سے رات کی تاریکی آتی ہے۔ جب اس حجاب کو مشرق سے مغرب کی طرف پھیر دیا جائے گا تو صور (قرناء) میں پھونکا جائے گا۔ لہٰذا دن کی روشنی سورج کی جانب سے ہوتی ہے اور رات کی تاریکی اس حجاب کی جانب سے ہے۔

سورج اپنے مطلع سے مغرب کی طرف چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ جائے گا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی توبہ کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ پھر سورج اجازت طلب کرے گا کہ وہ کہاں سے طلوع کرے اور چاند التجا کرے گا وہ کہاں سے طلوع کرے۔ تو دونوں کو اجازت نہیں دی جائے گی۔ پس دونوں میں سے سورج کو تین راتوں کی مقدار اور چاند کو دو راتوں کی مقدار روک لیا جائے گا اور دونوں کو روکنے کی مقدار کا علم بہت کم لوگوں کو ہوگا۔ اور وہ اہل زمین میں سے باقی رہنے والے اور قرآن کے حافظ ہوں گے۔ ان میں سے ہر آدمی اس رات میں اپنا وظیفہ پڑھ لے گا۔ یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوگا۔ تو دیکھے گا رات تو اپنے حال پر ہے۔ وہ دوبارہ اپنا وظیفہ پڑھے گا۔ جب وہ اس سے فارغ ہوگا تو دیکھے گا ابھی رات اپنے حال پر ہی ہے۔ وہ پھر لوٹے گا اور اپنا وظیفہ پڑھے گا۔ جب وہ اس سے فارغ ہوگا تو دیکھے گا ابھی رات اپنے حال پر ہی ہے۔ وہ پھر لوٹے گا اور اپنا وظیفہ پڑھے گا۔ جب وہ اس سے فارغ ہوگا تو دیکھے گا کہ رات تو ابھی اپنے حال پر ہی ہے۔ تو اس رات کے طویل ہونے کی پہچان صرف حاملین قرآن کو ہوگی۔ وہ ایک دوسرے کو بلائیں گے اور اس رات کا بقیہ حصہ عاجزی وزاری اور چیخ و پکار کرتے ہوئے اپنی مساجد میں جمع رہیں گے۔ وہ رات تین راتوں کی مقدار کے برابر ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو سورج اور چاند کی طرف بھیجے گا اور وہ جا کر انہیں کہیں گے: پروردگار عالم نے تم دونوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے مغارب کی طرف لوٹ جاؤ اور وہیں سے طلوع کرو۔ کیونکہ تمہارے لئے کوئی روشنی اور نور نہیں۔ پس سورج اور چاند قیامت اور موت کے خوف سے رونے لگ جائیں گے۔ چنانچہ وہ دونوں لوٹیں گے اور اپنے اپنے مغرب سے طلوع کریں گے۔

پس اسی اثناء میں کہ لوگ اس طرح رو رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز وانکساری کر رہے ہوں گے اور غافل لوگ اپنی غفلت میں ہی ہوں گے کہ اچانک ندا دینے والا یہ اعلان کر دے گا خبردار! توبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور سورج اور چاند اپنے مغارب سے طلوع ہو چکے ہیں۔ سو لوگ دیکھیں گے کہ وہ دونوں گھڑیوں کی مانند سیاہ ہیں نہ ان میں روشنی ہے نہ نور۔ اسی کا تذکرہ اس ارشاد میں ہے "وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ"۔ وہ دونوں بلند ہوں گے جیسا کہ دو ملے ہوئے اور بندھے ہوئے اونٹ ہوں اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے جھگڑ رہا ہو اہل دنیا چیخ و پکار کر رہے ہوں گے۔ مائیں (اپنی اولاد کو) بھول جائیں گی اور ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی رہے، نیکوکار اور صالح لوگ تو انہیں اس دن کا رونا نفع دے گا اور ان کی عبادت لکھی جائے گی۔ لیکن اس کے برعکس جو لوگ فاسق اور فاجر ہوں گے تو اس دن ان کا رونا انہیں نفع

نہیں دے گا اور ان کے خلاف حسرت اور پشیمانی لکھی جائے گی۔ جب سورج اور چاند آسمان کے نصف تک پہنچیں گے تو جبریل علیہ السلام ان کے پاس آئیں گے اور انہیں سینگوں سے پکڑ کر مغرب کی طرف لوٹا دیں گے۔ وہ انہیں اپنے مغارب میں غروب نہیں کریں گے بلکہ انہیں باب التوبہ میں غروب کردیں گے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی: توبہ کا دروازہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اللہ تعالیٰ نے مغرب کے پیچھے توبہ کے لئے ایک دروازہ بنا رکھا ہے اور وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک ہے۔ اس کے لئے سونے کے دو کواڑ ہیں۔ ان پر موتی، یاقوت اور جواہر جڑے ہوئے ہیں۔ دونوں کواڑوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے لئے چالیس برس کی مسافت ہے۔ جب سورج اور چاند مغرب سے طلوع کریں گے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر اس دن تک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جس نے بھی خالص توبہ کی اس کی توبہ اس دروازے میں داخل ہو گی۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اٹھالیا جائے گا۔ پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ توبۃ النصوح کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اَنْ یَّنْدَمَ الْعَبْدُ عَلَى الذَّنْبِ الَّذِیْ اَصَابَ فَیَهْرُبَ اِلَى اللّٰهِ مِنْهُ، ثُمَّ لَا یَعُوْدُ اِلَیْهِ حَتّٰى یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ'' ''کہ بندے کا اپنے اس گناہ پر نادم ہونا جو اس سے صادر ہوا اور پھر اس سے بھاگ کر خالص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جانا اور یہ وعدہ کرنا کہ وہ دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب نہیں کرے گا جیسا کہ دوہا ہوا دودھ کھیری میں واپس نہیں لوٹ سکتا''۔ فرمایا: جبریل امین علیہ السلام سورج اور چاند دونوں کو اس دروازے میں غروب کر دیں گے اور دونوں کواڑوں کو بند کردیں گے۔ تو اس طرح ان کی درمیانی مسافت اس طرح سمٹ جائے گی اور وہ آپس میں اس طرح جڑ جائیں گے کہ گویا کبھی ان کے درمیان کبھی بھی کوئی شگاف اور سوراخ نہیں تھا۔ جب توبہ کا دروازہ بند کردیا جائے گا تو اس کے بعد کسی بندے کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اس کے بعد کی جانے والی کوئی نیکی اس کے لئے نفع بخش ثابت نہیں ہوگی۔ مگر وہ نیک عمل جو اس سے پہلے کیا ہوگا وہ ضرور نفع پہنچائے گا۔ لہٰذا اس کے بعد ان کے حق میں اور ان کے خلاف وہی کچھ جاری رہے گا جو اس سے پہلے ان کے لئے جاری تھا۔ یہی کچھ اس ارشاد گرامی میں ہے ''یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًا''۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ فداک ابی وامی، اس کے بعد سورج اور چاند کی کیفیت کیا ہوگی لوگ کیسے ہوں گے اور (نظام) دنیا کیسا ہو گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابی! اس کے بعد سورج اور چاند دونوں نور کی روشنی حاصل کرلیں گے، پھر لوگوں پر طلوع کریں گے اور اس طرح غروب ہوں گے جیسے پہلے ہوا کرتے تھے، رہے لوگ، تو جب وہ اس علامت اور اس کی عظمت کو دیکھ لیں گے وہ دنیا کے حریص ہو جائیں گے، وہ اس میں آبادیاں بنائیں گے، اس میں نہریں جاری کریں گے، درخت لگائیں گے اور اس میں اونچے اونچے محل تعمیر کریں گے اور دنیا کی کیفیت یہ ہوگی کہ اگر کسی آدمی کے پاس نومولود بچھیرا ہوا تو وہ ابھی سواری کے قابل نہیں ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ پس سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے لے کر صور میں پھونکے جانے کے دن تک (اتنی ہی مہلت) ہوگی۔

امام نعیم بن حماد رحمہ اللہ نے الفتن میں اور حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے اور حاکم نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہے۔ اس کے گدھے کا قدم تین دن کی مسافت کا ہوگا اور وہ سمندر میں اس طرح گھس جائے گا جیسے تم میں سے کوئی نہر میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ کہے گا: میں عالمین کا رب ہوں، یہ سورج میری اجازت سے گردش کرتا ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسے روک لوں؟ پھر سورج کو روک لیا جائے گا۔ حتی کہ اس دن کو مہینے اور ہفتے کی مثل بنا دیا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسے چلا دوں؟ تو وہ کہیں گے ہاں۔ تو ایک دن کو ایک ساعت کی مثل کر دیا جائے گا۔ پھر ایک عورت اس کے پاس آئے گی اور کہے گی: اے میرے رب! میرے لئے میرے بھائی، بیٹے اور خاوند کو زندہ کر دے۔ حتی کہ وہ عورت ایک شیطان سے معانقہ کرے گی اور ان کے گھر شیطانوں سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ پھر ایک اعرابی اس کے پاس آئے گا اور کہے گا: اے میرے رب! ہمارے لئے ہمارے اونٹوں اور بکریوں کو زندہ کر دے۔ تو وہ انہیں بہت سے ایسے شیاطین دے دے گا جو ان کے اونٹوں اور بکریوں کی مثل ہوں گے اور عمر اور نشانیوں کے اعتبار سے انہی جیسے ہوں گے۔ تو وہ کہہ اٹھیں گے اگر یہ ہمارا رب نہ ہوتا تو ہمارے لئے کون ہمارے مردوں کو زندہ کرتا؟ اس کے ساتھ بکریوں کے ریوڑ کا ایک پہاڑ ہوگا اور گوشت کی ہڈیاں گرم ہوں گی ٹھنڈی نہیں ہوں گی، نہر جاری ہوگی اور باغات اور سبزے کا ایک پہاڑ ہوگا اور اسی طرح اس کے ساتھ آگ اور دھویں کا ایک پہاڑ ہوگا۔ وہ کہے گا: یہ میری جنت ہے یہ میری دوزخ ہے۔ یہ میرا کھانا ہے اور یہ میرا پینا ہے۔ حضرت یسع علیہ السلام اس کے ساتھ لوگوں کو دیکھ کر یہ کہہ کر ڈرائیں گے یہ مسیح کذاب ہے پس تم اس سے بچو۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اتنی سرعت اور تیزی عطا فرمائے گا جسے دجال نہیں پا سکے گا۔ لہٰذا جب وہ کہے گا میں رب العالمین ہوں تو لوگ اسے کہیں گے: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اور حضرت یسع علیہ السلام کہیں گے: لوگوں نے سچ کہا ہے۔ پھر اس کا گزر مکہ مکرمہ سے ہوگا۔ تو وہاں لوگوں کا ایک جم غفیر اسے کہے گا تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا: میں میکائیل ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے حرم کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے۔ اور جب اس کا گزر مدینہ منورہ سے ہوگا تو وہاں بھی ایک خلق عظیم اس سے پوچھے گی: تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا: میں جبرئیل ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا تا کہ میں حرم رسول ﷺ کی حفاظت کروں۔

پس دجال جب مکہ مکرمہ پہنچے گا تو وہاں حضرت میکائیل علیہ السلام کو دیکھ کر چیختے چلاتے الٹے پاؤں واپس بھاگے گا اور مکہ کے منافقین بھی اس کی طرف نکل آئیں گے اور اسی طرح مدینہ منورہ سے بھی منافقین اس کی طرف نکل آئیں گے اور پھر ڈرانے والا ان کی طرف آئے گا۔ جنہوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا اور مسلمانوں میں سے بیت المقدس سے محبت رکھنے والے کا بیان ہے کہ دجال اس آدمی کو پالے گا اور کہے گا: یہ وہ ہے جو یہ گمان رکھتا تھا کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں گا۔ لہٰذا تم اسے قتل کر دو۔ تو اسے چیر ڈالا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا: میں اسے زندہ کرتا ہوں۔ تو کھڑا ہو جا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سوا کسی نفس کی اسے اجازت نہیں دے گا۔ سو وہ کہے گا: کیا میں نے تجھے موت دے کر پھر زندہ نہیں کیا؟ تو وہ جواب دے گا: اب تیرے بارے

میں میرے یقین میں مزید اضافہ ہو گیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں یہ خبر دی تھی کہ تو مجھے قتل کرے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کے اذن سے مجھے زندہ کر دیا جائے گا۔ پھر اس کی جلد پر تانبے کی تختیاں رکھ دی جائیں گی تو اس میں ان کے ہتھیار اس پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔ تو وہ حکم دے گا: اسے میری آگ میں پھینک دو۔ تو اللہ تعالیٰ آگ کے اس پہاڑ کو اس ڈرانے والے کے لئے باغات میں تبدیل کر دے گا۔ پس لوگ اس کے بارے شک میں مبتلا ہو جائیں گے اور وہ تیزی سے بیت المقدس کی طرف چلا جائے گا۔ جب وہ عقبہ افیق پر چڑھے گا اور اس کا سایہ مسلمانوں پر پڑے گا تو اسے قتل کرنے کے لئے اپنی کمانوں کی تانت باندھیں گے اور ان میں سے سب سے زیادہ قوی اور طاقتور بھوک اور ضعف کے سبب بیٹھا یا لیٹا ہو گا۔ اسی اثناء میں وہ ایک آواز سنیں گے "جاء کم الغوث" (تمہاری امداد آگئی)۔ تو وہ یہ سن کر کہیں گے یہ کسی سیر شدہ آدمی کی آواز ہے۔

اتنے میں زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور کہیں گے: اے گروہ مسلمین! اپنے رب کی حمد اور تسبیح بیان کرو۔ پس وہ ایسا کریں گے اور فرار کا ارادہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان پر زمین کو تنگ کر دے گا۔ پس جب وہ نصف ساعۃ میں باب لد کے پاس پہنچیں گے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قریب آجائیں گے۔ جب اس کی نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی تو آپ فرمائیں گے نماز قائم کرو۔ تو دجال کہے گا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! نماز پڑھی جا چکی ہے؟ تو پھر آپ فرمائیں گے: اے اللہ کے دشمن! تیرا دعویٰ تھا کہ تو رب العالمین ہے پھر تو نماز کس کی پڑھتا ہے؟ پس آپ اسے کوڑے کے ساتھ مار کر قتل کر دیں گے، پس اب اس کے انصار میں سے کوئی شے بھی باقی نہیں بچے گی۔ مگر یہ ندا دی جا رہی ہوگی: اے مومن! یہ دجال ہے، اسے قتل کر دے۔ چنانچہ لوگ چالیس سال تک زندگی کی لذتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے نہ کوئی مرے گا اور نہ ہی کوئی بیمار ہوگا۔ ایک آدمی اپنی بکریوں اور دیگر جانوروں کو کہے گا: جاؤ اور چرو۔ چرنے والے جانور دو کھیتوں کے درمیان سے گزریں گے۔ لیکن ان میں سے ایک سٹہ (بال) بھی نہیں کھائیں گے۔ سانپ اور بچھو کسی کو اذیت نہیں پہنچائیں گے اور درندے گھروں کے دروازوں پر آکر بھی کسی کو گزند نہیں پہنچائیں گے۔ اور ایک آدمی ایک مد گندم لے کر ہل چلائے بغیر کاشت کر دے گا تو اس سے سات سو مد پیداوار حاصل کر لے گا۔

لوگ اسی حال پر زندگی گزار رہے ہوں گے حتیٰ کہ یاجوج ماجوج کی دیوار توڑ دی جائے گی پس وہ بپھرے ہوئے آئیں گے اور فساد برپا کر دیں گے۔ لوگ مدد کی التجا کریں گے۔ لیکن ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی۔ طور سیناء کے باسی وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے قبولیت کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ چنانچہ وہ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ زمین سے ٹانگوں والا ایک کیڑا بھیج دے گا جو ان کے کانوں میں داخل ہو جائے گا اور وہ سارے کے سارے مر جائیں گے۔ زمین ان کے سبب سخت بدبو دار ہو جائے گی۔ پس وہ اپنی بدبو کے سبب اپنی زندگی کی نسبت زیادہ لوگوں کو اذیت اور تکلیف پہنچائیں گے۔ چنانچہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مدد طلب کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ گرد آلود یمنی ہوا بھیجے گا۔ اس کے سبب لوگوں پر ابر اور دھواں پھیل جائے گا اور وہ زکام میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس حالت سے تین دن کے بعد انہیں نکالا جائے گا۔ درآنحالیکہ وہ سب کے سب سمندر میں پھینکیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

جا چکے ہوں گے۔ پھر وہ تھوڑی مدت تک ہی ٹھہریں گے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا قلمیں خشک ہو جائیں گی اور اعمال نامے لپیٹ دیے جائیں گے۔ اس کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ ابلیس سجدے میں گر جائے گا اور پکارے گا اے میرے اللہ! جسے تو چاہے مجھے سجدہ کرنے کا حکم دے۔ اس کے شیاطین جمع ہو کر کہیں گے اے ہمارے آقا! کس سے تو گھبرا رہا ہے؟ تو وہ جواب دے گا میں نے اپنے رب سے یہ التجا کی ہے کہ وہ یوم بعث تک مجھے مہلت عطا فرمائے۔ کیونکہ سورج مغرب سے طلوع ہو چکا ہے اور یہ وقت معلوم ہے۔ شیاطین زمین میں ظاہر ہو جائیں گے، حتی کہ آدمی کہے گا یہ میرا وہ ساتھی ہے جو مجھے گمراہ کرتا تھا۔ پس سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اسے رسوا کیا ہے۔ ابلیس مسلسل روتے ہوئے سجدہ کرتا رہے گا یہاں تک کہ دابہ نکلے گا اور اسے سجدے کی حالت میں ہی قتل کر دے گا۔ اس کے بعد مومنین چالیس برس تک حیات مستعار کے مزے لیتے رہیں گے۔ وہ جس چیز کی بھی تمنا اور آرزو کریں گے، وہ انہیں عطا کر دی جائے گی۔ یہاں تک کہ دابہ کے نکلنے کے بعد چالیس سال مکمل ہو جائیں گے۔ پھر ان میں موت لوٹ آئے گی اور بڑی تیزی سے لوگ موت کی آغوش میں جانے لگیں گے اور کوئی مومن باقی نہیں رہے گا۔ اور کفار باقی رہ جائیں گے۔ وہ چوپاؤں کی طرح راستوں میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں گے۔ یہاں تک کہ آدمی راستے کے درمیان اپنی ماں سے زنا کرے گا۔ ایک اس کے ساتھ کھڑا ہوگا اور ایک اس سے اترے گا اور ان میں افضل وہ ہوگا جو یہ کہے گا اگر تم راستے سے ایک طرف ہو جاتے تو اچھا ہوتا۔ پس اسی طرح سلسلہ چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ کوئی بھی نکاح سے پیدا نہیں ہوگا۔ پھر تیس سال تک اللہ تعالیٰ عورتوں کو بانجھ کر دے گا اور وہ سب کے سب زنا کی پیداوار ہوں گے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر شریر ہوں گے، انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو ابلیس سجدے میں گر جائے گا اور بآواز بلند یہ پکارے گا: اے اللہ! جسے تو چاہے مجھے سجدہ کرنے کا حکم دے۔ اس کے گروہ کے افراد اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے: اے آقا! یہ عاجزی اور زاری کیسی ہے؟ تو وہ کہے گا: میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ وہ وقت معلوم تک مجھے مہلت دے اور یہی وقت معلوم ہے۔ فرمایا: دابۃ الارض صفا کی ایک دراڑ (بل) سے نکلے گا اور وہ اپنا پہلا قدم انطاکیہ میں رکھے گا۔ سو وہ ابلیس کے پاس آئے گا اور اسے نکیل ڈالے گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا دست قدرت پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت گناہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمالے اور دن کے وقت اپنا دست قدرت پھیلاتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمالے، (یہی سلسلہ جاری رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا (2)۔

1۔ کنز العمال، باب الشمس من مغربہا، جلد 14، صفحہ 349 (38899)، التراث الاسلامی بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 17، صفحہ 64 (2759)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو آدمی اپنے خزانہ کیے ہوئے مال کی طرف جائے گا اور اسے نکالے گا، پھر اسے اپنی پیٹھ پر اٹھائے گا اور کہے گا: کون ہے جس کا اس میں حق ہے؟ تو اسے کہا جائے گا تو کل اسے کیوں نہیں لایا؟ پس اس سے مال قبول نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ وہ اسے اسی جگہ پر لے آئے گا جہاں سے اس نے کھودا تھا اور اسے زمین پر دے مارے گا اور کہے گا: اے کاش! میں نے تجھے نہ دیکھا ہوتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے تین بار اجازت طلب کی۔ لیکن انہوں نے مجھے اجازت نہ دی۔ تو میں واپس لوٹ گیا۔ پھر ان کا قاصد مجھے پیچھے سے آملا اور کہا: تجھے کس شے نے واپس لوٹا دیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے گمان کیا کہ آپ سو رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: میں نہیں سوتا یہاں تک کہ میں دیکھ لوں، سورج کہاں سے طلوع ہوتا ہے؟ ابن عون نے کہا: میں نے اس کا ذکر محمد سے کیا تو انہوں نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی ایک نے اسی طرح کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو اسامہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن کی صبح وہ رات تین راتوں کی مقدار طویل ہو جائے گی۔ پس وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں وہ اٹھ کر نماز ادا کریں گے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوں گے تو سورج کے مطلع کی طرف دیکھنے لگیں گے۔ اتنے میں سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا لَّسۡتَ مِنۡہُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمۡرُہُمۡ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾

”بے شک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور ہو گئے کئی گروہ (اے محبوب!) نہیں ہے آپ کا ان سے کوئی علاقہ۔ ان کا معاملہ صرف اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ بتائے گا انہیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بعثت سے قبل یہود و نصاریٰ کے مابین اختلاف ہوا تو وہ کئی گروہوں میں بٹ گئے۔ سو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی تو آپ پر یہ آیت نازل کی گئی ” اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ...... الآیہ“

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں اس آیت طیبہ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اسلام اور اس دین کو چھوڑ دیا، جس کا انہیں حکم دیا گیا اور وہ مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹ گئے۔ آپ کا ان سے کوئی علاقہ اور تعلق نہیں۔ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ پھر کی اس آیت ” قاتلوا الذین لا یومنون باللہ“ (التوبہ:40) کے سبب یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ” وَ کَانُوۡا شِیَعًا“ کا معنی ہے ” مِلَلًا شَتّٰی“ (وہ مختلف ملتوں میں بٹ گئے)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے بے شک وہ جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا، حالانکہ وہ اس امت میں سے ہیں (1)۔

امام حکیم ترمذی، ابن جریر، طبرانی، شیرازی رحمہم اللہ نے القاب میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور آپ نے حضور نبی مکرم ﷺ سے ''اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا'' کے بارے یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''ان سے مراد اس امت کے بدعتی اور ہوا پرست لوگ ہیں'' (2)۔

امام عبد بن حمید، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دین میں تفرقہ ڈالنے والے لوگوں سے مراد حروریہ ہیں۔

ابن ابی حاتم، نحاس اور ابن مردویہ نے ابو غالب سے نقل کیا ہے کہ ان سے مذکورہ آیت کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان لوگوں سے مراد خوارج ہیں۔

امام حکیم ترمذی، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، طبرانی، ابو نعیم نے حلیہ میں، ابن مردویہ، ابو نصر سجزی نے الابانہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: اے عائشہ! ''اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا'' سے مراد اس امت کے اہل بدعت، ہوا پرست اور گمراہی اختیار کرنے والے لوگ ہیں۔ ان کے لئے توبہ نہیں ہے۔ اے عائشہ! بلاشبہ ہر گناہ گار کے لئے توبہ ہے مگر اہل بدعت اور ہوا پرستوں کے لئے توبہ نہیں ہے۔ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں (یعنی میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق اور علاقہ نہیں) (3)

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ''اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا'' کو بغیر الف کے پڑھتے تھے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو الف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی ''اِنَّ الَّذِیْنَ فٰرَقُوْا دِیْنَهُمْ'' (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ''فَارَقُوْا دِیْنَهُمْ'' پڑھتے سنا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ یہود و نصاریٰ ہیں (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 209، دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 124
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 72 (876) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا اس آیت میں یہودیوں کا ذکر ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: آیت کا مفہوم یہ ہے وہ لوگ جنہوں نے اپنا دین چھوڑ دیا اور وہ یہود و نصاریٰ ہیں اور ''وَ كَانُوْا شِيَعًا'' کا معنی ہے اور وہ کئی گروہ ہو گئے۔ اور ''لَسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ'' کے بارے انہوں نے فرمایا کہ آپ کو ان کے ساتھ قتال کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ پھر اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اور سورۂ برأت میں انہیں قتل کرنے کا حکم دے دیا گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ ''لَسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ'' کے بارے ابوالاحوص نے کہا ''تمہارے نبی ﷺ ان سے بری ہیں''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے مرۃ الطیب سے یہ قول نقل کیا ہے ''میرا امر یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی علاقہ نہ ہو پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی ''اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ''۔

امام ابن منیع رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ''ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ بالضرور رسول اللہ ﷺ سے کوئی علاقہ اور تعلق نہ ہونے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے (یعنی ہر آدمی کا رسول اللہ ﷺ سے علاقہ اور تعلق ہونا چاہیے) پھر آپ نے یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ازواج مطہرات میں سے ایک کا بازو دیکھا جسے انہوں نے دیوار اور پردے کے درمیان سے نکالا اور وہ فرما رہی تھیں: خبردار سنو! اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ دونوں ان سے بری ہیں جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی گروہ ہو گئے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام افلح سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں اپنی امت کے بارے تین چیزوں سے سب سے زیادہ خوف زدہ ہوں ہوس پرستی کی گمراہی، پیٹ اور شرم گاہ کی شہوات کی اتباع اور تکبر و خود پسندی (1)۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

''جو کوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کے لئے دس ہوں گی اس کی مانند۔ اور جو کوئی کرے گا ایک برائی تو نہ بدلہ ملے گا اسے مگر اس (ایک برائی) کے برابر اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا جب مذکورہ بالا

1۔ نوادر الاصول، باب فی مذاہب اہل الھواء، جلد 1، صفحہ 210، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

آیت کریمہ نازل ہوئی تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا: یارسول الله! صلی اللہ علیہ وسلم کیا لا الہ الا اللہ نیکی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، یہ تمام نیکیوں سے افضل اور اعلیٰ نیکی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ'' سے مراد یہ ہے کہ جس کسی نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ ''مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ'' سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ ''مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا'' نازل ہوئی۔ اس وقت اہل ایمان ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے اور اپنے مالوں کا دسواں حصہ (فی سبیل اللہ) دیا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد رمضان المبارک کے روزوں اور زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نازل ہوا(1)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا گیا کہ میں یہ کہتا ہوں: جب تک میں زندہ رہا دن کو ضرور روزہ رکھوں گا اور رات کو قیام کروں گا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا) تو میں نے عرض کردی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسی طرح کہا ہے۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی طاقت نہیں رکھے گا، لہٰذا تو کبھی روزہ رکھ اور کبھی افطار کر۔ رات کا کچھ حصہ سو جا اور کچھ قیام کر۔ تو ہر مہینے میں تین روزے رکھ۔ کیونکہ ایک نیکی اپنی ہم مثل دس نیکیوں کے برابر ہے۔ لہٰذا یہ صیام الدہر کے مثل ہی ہے(2)۔

امام احمد، ترمذی رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے ہر مہینے تین روزے رکھے تو وہ اس کے لئے صیام الدھر کی مانند ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تصدیق میں قرآن مجید میں یہ آیت نازل فرمائی ''مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا'' یعنی ایک دن دس دنوں کے برابر ہوتا ہے(3)۔

ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ایسے عمل کی تعلیم دیجئے جو مجھے جنت کے قریب کردے اور جہنم سے دور ہٹا دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو کسی برائی کا ارتکاب کرے تو پھر نیکی کا عمل کر۔ کیونکہ ایک نیکی اپنی مانند دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بھی نیکیوں میں سے ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 131، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح مسلم، باب النہی عن صوم الدہر، جلد 1، صفحہ 365، قدیمی کتب خانہ کراچی

3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، جلد 2، صفحہ 344 (1708) دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرمایا: یہ سب سے حسین اور اعلیٰ نیکی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا تم ''مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا'' کے بارے کیا کہتے ہو کہ وہ کس کے لئے ہے؟ تو ہم نے جواب دیا: مسلمانوں کے لئے۔ تو انہوں نے فرمایا نہیں۔ قسم بخدا! وہ تو صرف اعرابیوں کے لئے ہے اور رہے مہاجرین تو ان کے لئے تو ایک نیکی پر سات سو گنا ہوتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ اعرابیوں کے لئے ہے اور مہاجرین کے لئے تو ایک نیکی کا بدلہ سات سو گنا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت کریمہ اعراب کے بارے نازل ہوئی ہے اور مہاجرین کے لئے تو کئی گنا ہوگا۔ اور ایک روایت کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: اے ابا عبد الرحمٰن! مہاجرین کے لئے کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ جو اس سے افضل و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝'' (النساء) ''بے شک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا ذرہ برابر بھی۔ (بلکہ) اگر ہو معمولی سی نیکی تو دوگناہ کر دیتا ہے اسے اور دیتا ہے اپنے پاس سے اجر عظیم''۔ اور جب کسی شے کو اللہ تعالیٰ عظیم فرمادے تو وہ عظیم ہوتی ہے (1)۔

امام احمد نے حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے جمعہ کے دن غسل کیا، مسواک کی، خوشبو لگائی اگر اس کے پاس موجود ہو، خوبصورت اور صاف ستھرے کپڑے پہنے، پھر گھر سے نکلا، یہاں تک کہ مسجد میں آپہنچا اور اس نے لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانگا۔ پھر اس نے کچھ رکعتیں پڑھیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہیں۔ پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے آیا تو وہ بالکل خاموش رہا اور کوئی گفتگو نہیں کی یہاں تک کہ اپنی نماز سے فارغ ہوگیا۔ تو یہ عمل اس جمعہ اور سابقہ جمعہ کے درمیانی ایام میں ہونے والے گناوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے تین دن زائد ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی کو دس کا بدل قرار دیا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے جب کوئی بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے۔ پھر کرتا نہیں تو اس کے لئے بھی ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب کوئی برائی کا ارادہ کرتا ہے اور پھر اسے کرتا ہے تب اس کے لئے ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی مکرم ﷺ سے اور آپ ﷺ اپنے رب کریم سے روایت کرتے ہیں (یعنی یہ حدیث قدسی ہے) کہ جس کسی نے نیکی کا ارادہ کیا اور پھر وہ کی نہیں تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ اور اگر اس نے اس کے مطابق عمل کیا تو اس کے لئے دس سے سات سو گناہ تک اور اس سے بھی زائد کئی گنا تک لکھی جاتی ہیں اور جس کسی نے گناہ کا ارادہ کیا اور پھر کیا نہیں تو اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 131 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 81، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے لئے بھی ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر اس نے گناہ کا ارتکاب کیا تو اس کے لئے ایک گناہ لکھا جاتا ہے یا پھر اللہ تعالیٰ اسے مٹا ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو ہلاک نہیں کرے گا مگر اسے ہی جو خود ہلاکت کا خواہش مند ہوگا (1)۔

امام احمد، مسلم، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جس کسی نے نیک عمل کیا تو اس کے لئے اس کی مثل دس اور اس سے بھی زائد ہوں گے۔ اور جس کسی نے گناہ کا عمل کیا تو اس کی جزاء اس کی مثل ہوگی یا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ جس کسی نے زمین کے اندازہ کے مطابق گناہ کے اعمال کیے پھر وہ مجھ سے اس حال میں ملا کہ وہ کسی شے کو میرے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں اسے ان خطاؤں کی مثل مغفرت عطا کروں گا۔ اور جو ایک بالشت میرے قریب ہوا میں ایک گز اس کے قریب ہوں گا اور جو ایک گز میرے قریب ہوگا میں ایک کرم اس کے قریب ہوں گا اور جو میرے پاس چل کر آئے گا، میری رحمت دوڑتے ہوئے اس کی طرف آئے گی (2)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث قدسی روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور اس کا قول حق ہے کہ جب میرا بندہ نیکی کا ارادہ کرے تو تم اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو اور جب وہ اس کو عملی جامہ پہنا دے تو تم اس کے لئے اس کی مثل دس نیکیاں لکھو اور جب وہ برائی کا ارادہ کرے تو اس کے لئے کچھ نہ لکھو اور اگر وہ برائی کا ارتکاب کرے تو تم اس کی مثل ایک گناہ لکھ دو اور اگر وہ اس ارادے پر عمل نہ کرے تو تم اس کے لئے ایک نیکی لکھو۔ پھر یہ آیت طیبہ پڑھی "مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا" (3)

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے نیکی کا ارادہ کیا پھر اس کے مطابق عمل نہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور اگر وہ اس کے مطابق عمل کرے تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جس کسی نے برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس کے مطابق عمل نہ کیا تو اس کے لئے کوئی شے نہیں لکھی جاتی اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کے خلاف ایک گناہ لکھا جاتا ہے (4)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ایک جمعہ اپنے اور دوسرے جمعہ کے درمیانی ایام میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور اس میں تین دن زائد ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا" (5)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: تین قسم کے لوگ جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 279، دار صادر بیروت 2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 295 (3821) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 11، صفحہ 144 (3073) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 224 (3438) دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 298 (3459) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ایک آدمی جمعہ میں حاضر ہوتا ہے اور لغو کلام کرتا ہے۔ پس ایسے آدمی کے لئے جمعے سے وہی حصہ ہوتا ہے۔ ایک وہ آدمی ہے جو حاضر ہو کر دعا مانگتا ہے تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے عطا کر دے اور اگر چاہے تو روک لے۔ اور ایک وہ آدمی ہے جو بالکل خاموشی اور سکوت کے ساتھ جمعہ میں حاضر ہوتا ہے، کسی مسلمان کی گردن نہیں پھلانگتا اور نہ کسی کو اذیت اور تکلیف دیتا ہے تو ایسے آدمی کے لئے یہ جمعہ آنے والے جمعہ تک کفارہ ہو جاتا ہے اور تین دن زائد ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس کسی نے جمعہ کے دن غسل کیا، اگر اس کے پاس خوشبو موجود ہو تو وہ لگائی۔ پھر مسجد میں آیا اور کسی کو اذیت نہیں پہنچائی اور نہ کسی کی گردن پھلانگی تو اس کے لئے یہ جمعہ اپنے اور دوسرے جمعہ کے مابین صادر ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک نیکی کا بدلہ اس کی مثل دس نیکیاں ہیں۔

ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے صیام الدھر کے بدلے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ اس کی مثل دس نیکیاں ہوتی ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مہینہ میں تین دن کے روزے رکھنا پورا زمانہ روزے رکھنے کے برابر ہے اور ایک دن کا روزہ دس دنوں کے برابر ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا"۔ خطیب نے اس روایت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کی ایک نیکی کا بدل اس کی مثل دس سے لے کر سات سو گناہ تک نیکیوں کو بنایا ہے۔ مگر روزے کے بارے فرمایا: روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزاء میں خود دیتا ہوں (یا روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزاء میں خود ہوں) (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی اور ابن حبان رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا دو خصلتیں ہیں جو بندہ مسلم ان دونوں کو ہمیشہ اپنائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور وہ دونوں آسان اور تھوڑی سی ہیں اور ان کے مطابق عمل کرنے والے قلیل ہیں۔ اور وہ ہر نماز کے بعد دس بار اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنا (یعنی سبحان اللہ کہنا)، دس بار تحمید بیان کرنا (یعنی الحمد للہ کہنا) اور دس بار تکبیر بیان کرنا (یعنی اللہ اکبر کہنا) ہے۔ کیونکہ یہ زبان سے ادا ہونے میں تو ایک سو پچاس ہیں لیکن میزان میں ایک ہزار

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 446، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

پانچ سو ہیں۔ اور جب کوئی اپنے بستر پر آرام کے لئے جائے تو اسے چاہیے کہ وہ چونتیس بار اللہ اکبر، تینتیس بار الحمدللہ اور تینتیس بار سبحان اللہ کہے۔ کیونکہ یہ زبان سے ادا ہونے میں سو ہے اور میزان میں ایک ہزار ہے اور تم میں سے کون ہے جو ایک دن میں دو ہزار پانچ سو مرتبہ گناہ کرتا ہے؟

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کیا تو اس کے لئے ایک نیکی کا بدلہ اس کی مثل دس نیکیاں ہوں گی۔

امام طبرانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرو اور اس کی تلاوت کرو کیونکہ تمہیں اس کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیوں کا اجر دیا جاتا ہے۔ خبردار! میں یہ نہیں کہتا کہ آلم پر صرف دس (نیکیاں) ہیں بلکہ، الف، لام اور میم پر تیس نیکیاں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے" مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" (1)

امام احمد، حاکم رحمہما اللہ اور انہوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت خریم بن فاتک رحمہ اللہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں اور اعمال چھ قسم کے ہیں۔ پس دو واجب کرنے والے ہیں، مثل بمثل (یعنی عمل کے برابر جزا دی جاتی ہے) دس گناہ اجر، سات سو گناہ اجر، سو جو حالت کفر میں مرا اس کے لئے جہنم واجب ہے اور جو حالت ایمان میں مرا اس کے لئے جنت واجب ہے۔ ایک بندہ گناہ کا عمل کرتا ہے تو اسے اس گناہ کی مثل ہی جزا دی جاتی ہے۔ اور وہ بندہ جو نیکی کا قصد کرتا ہے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور وہ بندہ جو نیکی کا عمل کرتا ہے اس کے لئے دس گناہ اجر لکھا جاتا ہے۔ اور وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرتا ہے تو اسے سات سو گناہ اجر دیا جاتا ہے۔ اور لوگ چار قسم کے ہیں وہ لوگ جو دنیا میں خوشحال ہیں اور آخرت میں بھی خوشحال ہوں گے وہ لوگ جو دنیا میں خوشحال ہیں اور آخرت میں تنگدست ہوں گے وہ لوگ جو دنیا میں تنگ دست ہیں، اور آخرت میں خوشحال ہوں گے۔ اور وہ لوگ جو دنیا اور آخرت دونوں میں تنگ دست ہوں گے (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ نیکی جو بندۂ مسلم کرتا ہے اس کے بدلے دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں اسے دی جاتی ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے نیکی کا قصد کیا اور اس کے مطابق عمل نہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر وہ اس کے مطابق عمل کر لے تو پھر اس کے لئے اسی کی مثل دس سے لے کر سات سو گناہ تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے ہزار ہزار نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی" مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا"

امام ابوداؤد، طیالسی، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 130 (8648) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 32 (4269) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے کہ ہم ایک سفر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ کھانا حاضر ہوا تو ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ قاصد واپس آیا اور اس نے بتایا کہ آپ روزے سے ہیں۔ پس اس نے کھانا رکھا تا کہ کھایا جائے۔ تو اتنے میں ابو ہریرہ بھی آ گئے اور کھانا شروع کر دیا۔ ساتھیوں نے اس آدمی کی طرف دیکھا جسے انہوں نے آپ کی طرف بھیجا تھا۔ تو اس نے کہا تم میری طرف کیا دیکھتے ہو۔ قسم بخدا انہوں نے مجھے کہا تھا کہ وہ روزے سے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے" شہر الصبر کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے صوم الدہر (کل زمانہ کے روزے) کے برابر ہیں" پس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک روزہ کو کئی گنا کرنے کے اعتبار سے روزے دار ہوں اور اس کی تخفیف کے اعتبار سے افطار کرنے والا ہوں۔ اور ابن حبان کے بیان کردہ الفاظ کا مفہوم یہ ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس نے ہر مہینہ میں تین روزے رکھے تحقیق اس نے پورا مہینہ روزے رکھے اور میں ہر مہینہ میں تین روزے رکھتا ہوں۔ لہٰذا میں پورا مہینہ روزے دار ہوتا ہوں اور میں نے اس کی تصدیق کتاب اللہ سے پالی ہے۔ اور وہ یہ ارشاد ہے" مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا " (1)

امام طیالسی، احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں ازرق بن قیس سے اور انہوں نے بنی تمیم کے ایک آدمی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم باب معاویہ پر تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو انہوں نے کہا میں روزے دار ہوں۔ جب ہم اندر داخل ہوئے اور دستر خوان بچھا دیے گئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی کھانے لگے۔ میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے فرمایا تجھے کیا ہے؟ میں نے کہا: کیا آپ نے مجھے بتایا نہیں تھا کہ آپ روزے سے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں میں نے آپ کو بتایا تھا۔ پھر فرمایا: کیا تو نے قرآن کریم پڑھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ تو انہوں نے فرمایا شاید تو نے اس میں سے مفرد پڑھا ہے، مضعف نہیں پڑھا۔ یعنی" مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا "۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے" شہر الصبر کے روزے اور ہر مہینے میں تین روزے نیکی ہے"۔ فرمایا صیام الدہر (ہمیشہ کا روزہ) مغلۃ الصدر کو دور کر دیتا ہے۔ میں نے کہا: مغلۃ الصدر کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا رجز الشیطان یعنی شیطان کی غلاظت اور گندگی (2)۔

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس کسی نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ صیام الدھر کے برابر ہیں (3)۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے رمضان المبارک اور شوال کے چھ دنوں کے روزے رکھے گویا اس نے پورا سال روزے رکھے (4)۔

امام بزار اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 290 (3573) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 391 (3856)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 347 (3730)
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 349 (3734)

WWW.NAFSEISLAM.COM

مہینہ کے روزوں کے بدلے دس مہینوں کے روزے ہیں اور اس کے بعد چھ دن کے روزوں کے بدلے دو مہینوں کے روزے ہیں۔ پس اس طرح سال مکمل ہو جاتا ہے یعنی رمضان المبارک اور اس کے بعد چھ دن (1)۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے عیدالفطر کے بعد چھ دن روزے رکھے تو اس کے پورے سال کے روزے مکمل ہو جائیں گے (یعنی گویا اس نے پورا سال روزے رکھے ہیں) کیونکہ ارشاد ربانی ہے" مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا"(2)

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم سے یہ نقل کیا ہے کہ پہلا خطبہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں دیا وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد وثنا بیان فرمائی۔ پھر فرمایا اما بعد، اے لوگو! تم اپنے نفسوں کے لئے کچھ آگے بھیجو، تم یقیناً پالو گے۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ تم میں سے ہر ایک کو کئی گنا عطا فرمائے گا۔ پھر وہ اپنے ریوڑ کو چھوڑ دے گا۔ اس کا کوئی چرواہا نہیں ہوگا۔ پھر اس کا رب اسے کہے گا جس کا نہ کوئی ترجمان ہے اور نہ کوئی دربان جو اسے اس کے قریب آنے سے روک رہا ہو: کیا میرا رسول تیرے پاس نہیں آیا تھا کہ اس نے تجھے تبلیغ کی ہو اور میں نے تجھے مال دیا تھا اور اس نے تجھے فضیلت دی تھی۔ تو نے اپنے نفس کے لئے آگے کیا بھیجا؟ پس وہ دائیں بائیں دیکھے گا اور کوئی شے نہیں پائے گا۔ پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو جہنم کے سوا کچھ نہیں دیکھے گا۔ سو جو یہ استطاعت رکھتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آگ سے بچائے اگرچہ آدھی کھجور کے ساتھ ہی، تو اسے ایسا ضرور کرنا چاہیے۔ اور جو کچھ بھی نہ پائے تو وہ کلمہ طیبہ کے ساتھ (اپنی حفاظت کا اہتمام کرے) کیونکہ یہ ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا بدلہ دس سے لے کر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا:" بے شک سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اسی سے مدد طلب کرتا ہوں، ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرما دیتا ہے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں بلاشبہ سب سے خوبصورت اور حسین کلام کتاب اللہ ہے۔ تحقیق وہ کامیاب ہو گیا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اس کلام سے مزین اور آراستہ فرما دیا اور کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا اور اس کے سوا لوگوں کے کلام پر اسے ترجیح دی اور پسند کیا۔ کیوں کہ یہ تمام کلاموں سے زیادہ حسین اور زیادہ بلیغ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزوں میں سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے تمام کے دلوں کے لئے زیادہ پسندیدہ ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے ذکر سے نہ اکتاؤ اور نہ ہی تم اپنے دلوں کو اس سے سخت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جسے پسند فرما لیتا ہے اور چن لیتا ہے تو اسے یہ نام دے دیتا ہے کہ یہ اعمال میں سے پسندیدہ ہیں، بندوں میں سے یہ پسندیدہ اور چنا ہوا ہے اور کلام کے اعتبار سے صالح ہے اور اس میں لوگوں کے لئے حلال وحرام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اللہ

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 349 (3736) 2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، جلد 2، صفحہ 347 (1715) دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعالیٰ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ جو کچھ تم اپنے مونہوں سے کہتے ہوں اس کی اچھائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرواور اپنے درمیان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے باہم محبت کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنا عہد توڑنا ناپسند کرتا ہے۔ تم پر سلام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت ہو (عربی متن درج زیل ہے) ''اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهٖ، وَاَدْخَلَهٗ فِي الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ، وَاخْتَارَهٗ عَلٰى مَا سِوَاهُ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّاسِ اَنَّهٗ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ وَاَبْلَغُهٗ، اَحِبُّوْا مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ، اَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوْبِكُمْ، وَلَا تَمَلُّوْا كَلَامَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ ذِكْرَهٗ، وَلَا تَقْسُوْا عَنْهُ قُلُوْبُكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْ كُلِّ يَخْتَارُ اللّٰهُ وَيَصْطَفِيْ فَقَدْ سَمَّاهُ خِيَرَتَهٗ مِنَ الْاَعْمَالِ، وَمُصْطَفَاهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَالصَّالِحَ مِنَ الْحَدِيْثِ، وَمِنْ كُلِّ مَا اُوْتِيَ النَّاسُ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، فَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ، وَاصْدُقُوا اللّٰهَ صَالِحَ مَاتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ، وَتَحَابُّوْا بِرَوْحِ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ اَنْ يُّنْكَثَ عَهْدُهٗ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔(1)

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ۬ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

''آپ فرمایئے بے شک مجھے پہنچادیا ہے میرے رب نے سیدھی راہ تک یعنی دین مستحکم (جو) ملت ابراہیم ہے جو باطل سے ہٹ کرصرف حق کی طرف مائل تھے اورنہیں تھے وہ مشرکوں سے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے ''دِيْنًا قِيَمًا'' پڑھا ہے۔ یعنی قِيَمًا میں قاف کو کسرہ اور یاء کو نصب مخففہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام احمد، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کرتے تو فرماتے ''ہم نے فطرت اسلام اور کلمہ اخلاص پر صبح کی اور ہم نے صبح کی اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر جو باطل سے ہٹ کر صرف حق کی طرف مائل تھے اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھے۔ اور جب شام ہوتی تو پھر بھی اسی طرح کہتے (2)۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾

''آپ فرمایئے بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کے لئے ہے جو رب

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 524، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 406، دار صادر بیروت

ہے سارے جہانوں کا نہیں کوئی شریک اس کا اور مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں"۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہمیں بتایا گیا ہے کہ ابوموسیٰ نے کہا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ ہر مسلمان کتاب اللہ کی تلاوت کرتے وقت یہ آیت پڑھے "قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ...... الآیہ"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مقاتل رحمہ اللہ نے کہا "اِنَّ صَلَاتِیْ" سے مراد یہ ہے کہ میری فرض نماز اور "وَ نُسُكِیْ" سے مراد حج ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر نے کہا کہ نُسُكِیْ سے مراد ذبیحہ یعنی قربانی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے "قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ" کے بارے فرمایا بے شک میراحج اور مذبح (یعنی نُسُكِیْ سے مراد حج اور قربانی ہے)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ نُسُكِیْ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ حج اور عمرہ کے دوران میری قربانی (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا نُسُكِیْ سے مراد قربانی ہے۔ اور "وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ" کے بارے انہوں نے کہا "میں اس امت میں سے سب سے پہلا مسلمان ہوں (2)۔

امام حاکم رحمہ اللہ اور انہوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! اٹھو اور اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو۔ بے شک اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی تیری ان سب خطاؤں کو بخش دیا جائے گا جو تجھ سے صادر ہوئیں۔ اور یہ کہو "قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ" میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ آپ کے ساتھ اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ خاص ہے۔ پس تم ہی اس کے اہل ہو یا مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ مسلمانوں کے لئے عام ہے (3)۔

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ؕ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا ۚ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۚ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

"آپ فرمائیے کیا اللہ کے سوا میں تلاش کروں کوئی اور رب، حالانکہ وہ رب ہے ہر چیز کا اور نہیں کماتا کوئی شخص (کوئی چیز) مگر وہ اسی کے ذمہ ہوتی ہے اور نہ اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ۔ پھر اپنے رب

1۔ بحوالہ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 183
2۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 73 (881) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 283، دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کی طرف ہی تمہیں لوٹ کر جانا ہے تو وہ بتائے گا تمہیں جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" کے بارے فرمایا کہ کسی سے دوسرے کے گناہ کا مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا(1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے بروایت صحیح حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زنا سے پیدا ہونے والے بچے پر اس کے والدین (کے گناہ کا) بوجھ نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی"(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ام عمرو بنت ابان بن عثمان کی وفات ہوئی اور جنازہ لایا گیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رونے کی آواز سنی تو فرمایا: کیا یہ رونے سے باز نہیں آئیں گی۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے "اِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکَاءِ الْحَیِّ عَلَیْهِ" "کہ میت کو اس پر زندہ آدمی کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے"۔ تو میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! بلاشبہ جو خبر تو مجھے دے رہا ہے وہ ایک سچے اور لوگوں کے امام کی جانب سے ہے مگر سننے میں خطا ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم میں جو کچھ ہے وہ تمہارے لئے کافی ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ولد الزنا کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس پر اس کے والدین کے گناہ میں سے کچھ بھی نہیں۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی(3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: زنا سے پیدا ہونے والا بچہ تین میں سے بہتر ہے (یعنی زانی مرد، زانیہ عورت اور ولد الزنا) اس کے بارے کعب نے کہا ہے کہ ولد الزنا تین میں سے زیادہ شر (برا) ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے پر دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں لادے گا اور ہر آدمی کا مؤاخذہ اس کے اپنے عمل کے مطابق کیا جائے گا۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۶۵﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 134

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 112 (7053) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 107 (12543) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ ایضاً (12544)

''اور وہی ہے جس نے بنایا تمہیں (اپنا) خلیفہ زمین میں اور بلند کیا تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں تا کہ آزمائے تمہیں اس چیز میں جو اس نے تمہیں عطا فرمائی ہے۔ بے شک آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک وہ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ) نے کئی امتوں کو ہلاک کیا اور ان کے بعد زمین میں ہمیں خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر رزق کے اعتبار سے درجات میں بلند کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے ''جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ'' کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ یکے بعد دیگرے مختلف قوموں کو زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ''وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ'' کے بارے مقاتل نے کہا ہے کہ فضل اور غنی میں تم میں سے بعض کے درجات بعض پر بلند کر دیے۔ اور ''لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ'' کی تفسیر میں مقاتل کہتے ہیں تا کہ وہ اس میں تمہیں آزمائے جو کچھ اس نے تمہیں عطا کیا ہے۔ وہ بالیقین غنی اور فقیر، شریف اور شریر، آزاد اور غلام سب کو آزماتا ہے۔

آیاتہا ۲۰۶　سورۃ الاعراف مکیۃ ۷　رکوعاتہا ۲۴

امام ابن ضریس، نحاس نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ اعراف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے کہ سورۂ اعراف مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے کہ سورۂ اعراف کی یہ ایک آیت مدنی ہے ''واسالهم عن القرية الى كانت حاضرة البحر ...... الآیہ'' بقیہ تمام سورت مکی ہے۔

امام سمویہ رحمہ اللہ نے فوائد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں دو طویل سورتوں میں سے یہ المص پڑھا کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو ایوب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی دو رکعتوں میں مکمل سورۂ اعراف پڑھی (2)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں سورۂ اعراف پڑھی اور مکمل سورت دو رکعتوں میں تلاوت فرمائی (3)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 314 (3519) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 392، دارالفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM